حصہ دوم

فقیہ الہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی شارح بخاری

دامت برکاتہم العالیہ صدر شعبۂ افتاء، جامعہ اشرفیہ مبارکپور

اور

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب رضوی مصباحی زید مجدہم

نائب مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

ناشر

دائرۃ البرکات

کریم الدین پور، برکات نگر، قصبہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)

امام احمد رضا پر بے بنیاد الزامات کے تحقیقی جوابات

حصہ اول

شارحِ بخاری فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی
دامت برکاتہم القدسیہ

صدر شعبۂ افتاء الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور
اعظم گڑھ یوپی (الہند)

Opp. Jama Masjid BIJAPUR
RAZVI. M. NAGARCHI

ناشر

دائرۃ البرکات کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو یوپی

نام کتاب ـــــــ تحقیقات
نام مصنف ـــــــ فقیہ العصر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی
تصحیح ـــــــ مفتی محمد نسیم مصباحی استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
بار ـــــــ دہم
تعداد ـــــــ ایک ہزار
صفحہ ـــــــ ۱۴۴
قیمت ـــــــ
مطبوعہ ـــــــ دائرۃ البرکات
سن طباعت ـــــــ ۱۹۹۹ء
ناشر ـــــــ دائرۃ البرکات محلہ کریم الدین پور گھوسی ضلع مئو یوپی پن کوڈ ۲۷۵۳۰۴

ملنے کے پتے

نیو سلور بک ایجنسی محمد علی بلڈنگ بھنڈی بازار بمبئی ۳
المجمع الاسلامی مبارک پور۔ اعظم گڑھ۔ یو،پی
المجمع المصباحی مبارک پور۔ اعظم گڑھ۔ یو،پی
فاروقیہ بکڈپو، مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶
رضوی کتاب گھر مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶
مکتبہ جام نور مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ وعلیٰ الہ وصحبہ ومحبیہ ومتبعیہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک غیب کی خبر

صحیح حدیث میں ہے کہ ایک بار حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دریائے کرم جوش پر تھا سرکار نے دعا فرمائی۔ اے اللہ ہمارے لئے یمن اور شام میں برکت دے۔ یہ سن کر نجد کے ایک باشندے نے عرض کی اور ہمارے نجد میں۔ یا رسول اللہ! حضور نے دوبارہ یمن اور شام کے حق میں دعائے برکت فرمائی۔ نجد کے ان باشندے نے پھر اپنی درخواست پیش کی تو حضور نے پھر یمن وشام کے لئے دعا فرمائی۔ دوسری یا تیسری بار۔ نجد کے لئے درخواستِ دعا پر فرمایا۔

هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان[1] وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہیں وہاں سے شیطان کے ساتھی نکلیں گے۔

حضور صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان کے بموجب اخیر بارہویں صدی میں یہ شیطان کے ساتھی، ابن عبدالوہاب اور اس کے اتباع کی شکل میں نمودار ہوئے۔ جن کا عقیدہ یہ تھا کہ دنیا میں صرف یہی لوگ مسلمان ہیں۔ بقیہ سب کافر ہیں۔ اس نے اگلے گمراہوں کے اصول وفروع سے استخراج کر کے اپنے عقائد کی ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا۔ ۱

اسی کتاب التوحید کا اردو ترجمہ "تقویۃ الایمان" کے نام سے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھ کر شائع کیا۔ یہ کتاب دیوبندیوں کے نزدیک کس درجہ کی ہے وہ اس تعارف سے ظاہر ہے۔

---

[1] بخاری ص ۱۰۵۱ ج ۲

ایک تعارف

دیوبندی مذہب میں تقویۃ الایمان کا مرتبہ قرآن سے بڑھا ہوا ہے

دیوبندیوں کے امام ابوحنیفہ "مولوی رشید احمد گنگوہی" اپنے فتاوی میں تقویۃ الایمان کے بارے میں رقمطراز ہیں۔

"تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ کراچی ص۴۱)

ہر مسلمان جانتا ہے کہ قرآن کریم کو ماننا عینِ اسلام ضرور ہے۔ قرآن کریم کا رکھنا اور پڑھنا اس پر عمل کرنا باعث ثواب و موجبِ خیر و برکت ضرور ہے۔ مگر قرآن کریم کا رکھنا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام نہیں۔ مثلاً کوئی شخص قرآن مجید کو حق مانتا ہے۔ مگر بدقسمتی سے اس کے پاس قرآن نہیں ہے، یا ہے۔ لیکن پڑھتا نہیں۔ تو ضرور وہ مسلمان ہے۔ اسی طرح کوئی مسلمان نماز روزے کا پابند نہیں تو وہ قرآن پر عمل کرنے والا نہیں ہوا وہ گنہگار تو ضرور ہے۔ مگر ہے مسلمان۔ کافر نہیں۔ مگر تقویۃ الایمان کے بارے میں جب دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ "اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔" تو جس کے پاس تقویۃ الایمان نہیں وہ مسلمان نہیں، جو اسے پڑھتا نہیں وہ مسلمان نہیں، جو اس پر عمل نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں، ثابت ہوگیا کہ "تقویۃ الایمان" کا درجہ دیوبندیوں کے نزدیک قرآن مجید سے بھی زائد ہے

تقویۃ الایمان مسلمانوں کو لڑانے کے لئے لکھی گئی ہے

وہابیوں، دیوبندیوں کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے انگریزوں[1] کی شہ پر مسلمانوں میں اختلاف اور شقاق پیدا کرنے کی نیت سے تقویۃ الایمان لکھی جس کے بارے میں ارواح ثلثہ صفحہ ۸۰-۸۱ میں یہ مذکور ہے۔

" مولوی اسمٰعیل صاحب نے تقویۃ الایمان اول عربی میں لکھی تھی۔ چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولانا گنگوہی کے پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خاں خورجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا اس کے بعد مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید صاحب[2]، مولوی عبد الحی صاحب شاہ اسحٰق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خاں، عبد اللہ خاں علوی (استاذ امام بخش صہبائی و مولانا مملوک علی صاحب) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی کے بعد عزم جہاد

---

[1] تفصیل کے لئے، اسباب زوال، انگریزی ایجنٹ تاریخ اعیان وہابیہ کا مطالعہ کریں۔

[2] سید احمد رائے بریلوی۔ اسمٰعیل دہلوی کے پیر

ہے۔ اس لئے میں اس کام سے معذور ہوگیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہوجائیں گے۔ یہ میرا خیال ہے۔ اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے۔ ورنہ اسے چاک کر دیا جاوے اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہیئے۔ مگر فلاں فلاں ترمیم ہونی چاہیئے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب شاہ اسحٰق صاحب اور عبداللہ خاں علوی و مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی۔ اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اسی طرح شائع ہونی چاہیئے چنانچہ اسی طرح اس کی اشاعت ہوگئی۔ اشاعت کے بعد مولانا شہید حج کو تشریف لے گئے۔" (ارواح ثلثہ مطبوعہ دیوبند ص ــــ)

ناظرین غور کریں! اندرون خانہ بیٹھ کر کس صفائی کے ساتھ خود امام الطائفہ اقرار کرتے ہیں کہ اس میں بعض جگہ الفاظ تیز ہیں۔ بعض جگہ تشدد ہے، شرک خفی کو شرک جلی لکھ دیا ہے۔ اس کی اشاعت سے شورش ہوگی۔ لڑائی جھگڑا ہوگا۔ مگر پھر بھی اسے دیوبندیوں کے تمام پیشواؤں نے باصرار شائع کرایا۔

تقویۃ الایمان سے اس کے مصنف کی اور دیوبندیوں کے اکابر کی جو توقعات وابستہ تھیں وہ بدرجۂ اتم پوری ہوئیں اور اس کے شائع ہوتے ہی ابتداءً دلی میں اور رفتہ رفتہ پورے ملک میں ایک آگ لگ گئی شہر شہر، نگر نگر، ڈگر ڈگر، گھر گھر جھگڑے شروع ہوگئے اور باپ بیٹے سے، بھائی بھائی سے، میاں بیوی سے الگ ہوگئے۔ اختلاف و شقاق کا وہ طوفان اٹھا کہ پورا ملک چیخ اٹھا۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہی علماء اہلسنت نے اس کا رد لکھا اس کے بخیے ادھیڑ دیئے۔ لگاتار دس بارہ کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں اور پھر

تقریروں میں اس کے کفریات اور ضلالات سے مسلمانوں کو خبردار کیا گیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تقویۃ الایمان کے اثرات تقریباً معدوم ہو گئے۔

مگر بدقسمتی سے انھیں ایام میں ۱۸۵۷ء کا وہ حادثہ رونما ہوا جس نے ہندوستان سے مسلمانوں کے رہے سہے اقتدار کا بھی جنازہ نکال دیا اور پورے ملک پر درۂ خیبر سے لے کر راس کماری تک دیوبندیوں کے آقایان نعمت انگریزوں کا تسلط ہو گیا۔

چونکہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے ہیرو علماء اہلسنت ہی تھے اس لئے تسلط کے بعد انگریزوں نے مسلمانان اہلسنت پر ایسے مظالم کئے کہ انہیں برسہا برس تک سنبھلنے کا موقع ہی نہ ملا اور انگریزوں کے ظل عاطفت میں چین کرنیوالے یہ انگریزوں کے نمک خوار اپنا کام کرتے رہے۔ اور ۱۲۸۲ھ میں دیوبند میں دینی تعلیم کے نام سے مدرسہ قائم کیا جس کے لئے سادہ لوح مسلمانوں کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالتے رہے اور انہیں کے بچوں کو اس مدرسہ میں دینی تعلیم کے نام سے بلا بلا کر وہابیت کے جراثیم کا انجکشن لگاتے رہے۔ جب یہ دیکھ لیا کہ ہمارے پاؤں کچھ جم گئے ہیں اور ہمارے دینی لبادہ کے جال میں پھنس کر ایک معتد بہ طبقہ ہمارے گرد جمع ہو گیا ہے تو ترکش کے اخیر تیر نکالنے شروع کر دیئے۔

بانیٔ مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی جس میں صاف صاف لکھ دیا۔

"بلکہ بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ بلکہ بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"

(تحذیر الناس ص ۱۶، ۳۳ مطبوعہ دیوبند)

پھر مولوی خلیل احمد انبیٹھی نے اپنے پیر و مرشد مدرسہ دیوبند کے سرپرست مولوی رشید احمد گنگوہی کے ایماء پر براہین قاطعہ لکھی جس میں یہ لکھ مارا۔

"الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کے وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے؟ کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔" (ص ۵۱ براہین قاطعہ، مطبوعہ دیوبند)

اور اس کے بعد اسی مدرسہ دیوبند کے فرزند مولوی اشرف علی تھانوی نے حفظ الایمان میں یہاں تک لکھ دیا کہ۔

"آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص۸ مطبوعہ دیوبند)

امام الطائفہ نے جس جھگڑے کی بنیاد تقویۃ الایمان لکھ کر رکھی تھی وہ ابھی ختم بھی نہ ہونے پایا تھا کہ ان عبارتوں سے ملک کے گوشے گوشے میں آتش فشاں بھڑک اٹھا۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہٗ اگرچہ ابتدا ہی سے وہابیت کی بیخ کنی میں ہمہ تن مصروف تھے مگر اہانت محبوب خدا کے اس ننگے ناچ پر تڑپ اٹھے، اور اپنی پوری جسمانی اور روحانی توانائیوں کے ساتھ فتنہ وہابیت کے خلاف نبرد آزما ہو گئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ابتداءً اکابر دیوبند میں جو زندہ تھے ان کے پاس بذریعہ رجسٹری خطوط بھیجے جس میں انھیں تلقین فرمائی کہ وہ اہانتِ رسول علیہ السلام سے توبہ کریں مگر انھیں توفیق نہ ہوئی۔

ان کی توبہ سے مایوس ہونے کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ان پر

حکم شرعی صادر فرمایا کہ یہ لوگ اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے کی وجہ سے کافر مرتد ہیں۔ خود ہی فتویٰ دینے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان عبارات کو علما حرمین طیبین کی خدمات میں پیش فرمایا۔ علما حرمین طیبین نے بالاتفاق اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس فتویٰ کی تصدیق فرمائی کہ بلاشبہہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور ان عبارتوں کے لکھنے والے گستاخ رسول دین سے خارج مرتد ہیں۔

اور یہ تصدیقات حسام الحرمین کے نام سے اردو ترجمے کے ساتھ شائع کر دی گئیں حسام الحرمین کے شائع ہوتے ہی دیوبند کے پرستاروں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، ہوش گم ہو گئے۔ چاروں شانہ چت گر گئے۔

یہاں خاص بات قابل لحاظ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ۱۳۲۴ھ میں جب علماء حرمین طیبین سے یہ تصدیقات حاصل ہوئیں فرمایا تو وہاں دیوبندیوں کے اقنوم ثالث مولوی خلیل احمد موجود تھے اور انھوں نے انتھک کوشش کی کہ علمائے حرمین طیبین تصدیقات نہ لکھیں مگر انہیں اس کوشش میں شدید رسوائی اور ناکامی ہوئی اور مدینہ طیبہ میں تو مولوی حسین احمد ٹانڈوی ان دنوں مقیم ہی تھے انھوں نے بھی بہت ہاتھ پیر مارے کہ علمائے مدینہ طیبہ تصدیق نہ کریں مگر ان کی بھی ایک نہ چلی اور وہ بھی خائب و خاسر ہو کر اپنا منھ لے کر رہ گئے اس لئے کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ علمائے حرمین اردو سے ناواقف تھے انہیں مغالطہ دے کر یہ فتویٰ حاصل کیا گیا۔ ان دونوں مولویوں نے ہر عالم کے پاس جا جا کر دہائیاں دیں صفائی دینے کی کوششیں کیں، روئے دھوئے نذرانے پیش کرنے چاہے مگر علمائے حرمین طیبین پر جب حق واضح ہو گیا تو انھوں نے بلا خوف لومۃ لائم انکے بارے میں فیصلہ فرما دیا کہ یہ لوگ گستاخ رسول دین سے خارج، کافر مرتد ہیں۔

اگر دیوبندی مولویوں میں حق پسندی ہوتی، اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف ہوتا شرم و حیا ہوتی تو ان کفری عبارتوں سے توبہ کرتے اللہ

عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی چاہتے، غلطی کا اعتراف کرتے مگر اس کی انہیں توفیق نہ ہوئی اور نہ آج تک کسی گستاخ رسول کو توبہ نصیب ہوئی۔ بلکہ الٹے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر سب وشتم۔ گالی گلوج کو اپنا شعار بنالیا۔ چھوٹوں کی گالیوں کو جانے دیجئے ان کے بڑوں کے دامن اس گندگی سے داغدار ہیں۔ صرف مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے اپنی ایک سو گیارہ صفحات کی کتاب میں چھ سو چالیس گالیاں لکھی ہیں۔

مگر ناموس رسالت کے لئے اپنی جان و مال، عزت وآبرو کو سپر بنانے والے مرد مجاہد پر ان گالیوں کا کچھ اثر نہ ہوا بلکہ محبوب رب العٰلمین کے اس عاشق صادق نے ان شاتمان رسول کی دشنام طرازیوں کا جواب یہ دیا۔

فان ابی ووالدتی وعرضی لعرض محمد منکم وقاء

بیشک میرے ماں باپ اور میری آبرو حضور علیہ السلام کی ناموس کے لئے سپر ہیں۔

بلکہ صاف صاف اعلان فرمادیا کہ

ع "نہ مرا ہوش بمدحے نہ مرا گوش ذمے"

جب گالیوں سے کام نہ چلا تو جھلا کر دیوبندی کذابوں نے افترآات کئے، بہتان تراشیاں کیں، فرضی کتابوں سے فرضی عبارتیں گڑھ گڑھ کر اپنے مولویوں کی کفری عبارتوں کی تائید میں پیش کیں۔ تفصیل کے لئے ردشہاب ثاقب ص۴۴، ۵۱ ص۱۴۹، لغایت ص۱۴۱ دیکھئے۔ (مصنفہ مفتی اجمل شاہ صاحب سنبھلی)

جب وہابیوں کی ان افترا پردازیوں کا علماء اہل سنت نے پردہ چاک کر دیا اور ان کا یہ مکروکید الٹے انہیں کے گلے کی آنت بن گیا تو پوری دیوبندی برادری بوکھلا اٹھی۔ بالآخر ان کے شاطرین نے عوام کے ذہن کو ان اصولی اور بنیادی نزاع سے ہٹانے کے لئے یہ چال چلی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور دیگر علمائے اہلسنت کثرھم اللہ کی تصانیف پر لغو، مہمل اعتراضات شروع کر دیئے۔

تقسیم ہند کے بعد اس شاطرانہ چال پر اتنا زور دیا کہ اب تک اس قسم

کے دسیوں پمفلٹ اور اشتہارات شائع کر چکے ہیں۔ جن میں وہی باتیں بار بار دہرائی جاتی ہیں مگر اب تک جتنے بھی پمفلٹ واشتہارات سامنے آئے یا تو سب کے سب غیر معروف، غیر ذمہ دار دیوبندی اطفال الموالی کے نام سے شائع ہوئے یا ان کے پھکڑ باز قصاص و مناظرین نے اپنی تقریروں میں اسے بیان کیا اور حسب ضرورت ان کے جوابات بھی دیئے گئے۔

ابھی حال ہی میں ٹانڈہ کے ایک پھکڑ باز افسانہ نویس نے دیوبندی تہذیب کی ایک عریاں تصویر پیش کی ہے جس کا ترکی بہ ترکی جواب خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی مدظلہ نے "انکشافات" کے نام سے شائع کیا ہے۔

مگر میں انگشت بدنداں رہ گیا جب ابھی حال میں دارالعلوم امجدیہ ناگپور (مہاراشٹر) کی جانب سے منعقدہ دینی تعلیمی کانفرنس میں شرکت کے لئے ۲۸ ربیع الاول کو حاضر ہوا اور وہاں دارالعلوم دیوبند کے دفتر تبلیغ کی جانب سے شائع شدہ ایک اشتہار نظر سے گذرا جس کی سرخی یہ تھی۔

"رضا خانی عقائد باطلہ ان کے اقوال کے آئینہ میں"

بڑھ گئی زینت میکدہ اور بھی
جب سے رندوں میں اک پارسا آگیا

یہ اشتہار کیا ہے؟ افترا، بہتان، دجل، فریب کی پوٹ ہے۔

از راہ ہوشیاری اس اشتہار کے مشتہر نے اپنا نام نہیں لکھا اس لئے کہ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے کہ اس کے مخاطبین جب اس کے تار، پود ادھیڑنے بیٹھ جائیں گے تو اس کے قصر شدّادی کی کوئی اینٹ بھی سلامت نہیں رہ سکے گی۔

لیکن اہل دانش خوب جانتے ہیں کہ کسی ذمہ دار ادارہ کے دفتر سے کسی بات کو مشتہر کرنے والا کون ہوتا ہے۔ اس بنا پر ہم بلا کسی جھجک کے یہ یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ یہ "اشتہار" دارالعلوم دیوبند کے پورے دفتر کے واحد ذمہ دار دارالعلوم کے مہتمم جناب قاری محمد طیب صاحب کے رشحات قلم کا مرہون منت ہے لیکن

حیرت اس پر ہے کہ جناب مہتمم دار العلوم کو جب میدان میں آنے کا شوق تھا تو گھونگھٹ ڈال کر کیوں آئے۔

آپ تو اس جری و بیباک شمع محفل کے فرزند ہیں جو گنگوہ کی بھری خانقاہ شریف میں اپنے رفیق جانی کے ساتھ چارپائی پر لیٹ کر اختلاط کا عادی تھا[1]۔ اس اشتہار میں جو باتیں درج ہیں وہ کوئی نئی نہیں۔ دیوبندی قصاص و مناظرین و مؤلفین اسے بار بار دہراتے رہے ہیں اور ان سب کے دندان شکن جواب پاتے رہے ہیں۔

انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر دیوبندیوں کا منشا رفتنہ و فساد نہیں تو جواب الجواب دیتے، ہمارے جوابات کا رد کرتے، مگر ہمارے جوابات سے منھ موڑ کر اصل سوالات ہی کو بار بار دہراتے جانا اس بات کی دلیل ہے کہ دیوبندی جماعت حسام الحرمین کی کاری ضربوں کے اذیت ناک زخموں سے ایسی حواس باختہ ہے کہ اسے سوائے ہائے ہائے، آہ آہ کرنے کے اور کچھ بولنے کی تاب ہی نہیں۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار، وار سے پار ہے

اب جب کہ امت دیوبندیہ کے امام وقت قاری طیب لنگوٹ کس کر میدان میں آگئے ہیں تو ان کی حیثیت عرفی کا لحاظ کرتے ہوئے ضروری ہوا کہ ان مزخرفات کی پوری قلعی کھول دی جائے۔ تاکہ عوام دیکھ لیں کہ پوری دیوبندی برادری کے سوچنے اور سمجھنے کا انداز کیا ہے؟

"وعلی اللہ التوکل وھو المستعان"

محمد شریف الحق امجدی
۲۹ ربیع الآخر ۱۳۹۱ھ
شب جمعرات

---

[1] پورا واقعہ ملاحظہ ہو۔ ارواح ثلثہ مطبوعہ دیوبند

اس اشتہار کی ہر ہر سطر افترا بہتان سے بھری ہوئی ہے لفظ لفظ میں دجل وتلبیس ہے۔ مگر عنوان بارہ قائم کئے گئے ہیں ان میں تلبیس نمبر ایک یہ ہے۔

"رضا خانی فرقہ تقریباً نصف صدی سے ظہور میں آیا ہے اس سے پہلے اس کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔" اعلیٰ حضرت بریلوی" اس کے بانی ہیں۔ اس کی بنیاد بھی اعلیٰ حضرت کے وصایا پر ہے اور وصایا شریف کے بعینہ الفاظ مندرجہ ذیل ہیں ۔

"میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔"

اعلیٰ حضرت بریلوی کے آخری بعینہ الفاظ جو ۲ ۱ بجکر ۲۱ منٹ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ وصایا میں قلم بند ہوئے۔ اب اس میں کوئی شبہہ کی گنجائش باقی نہ رہی کہ یہ فرقہ نیا ہے۔"

قاری طیب کا جھوٹ

عنایت مجھ پہ فرماتے ہیں شیخ وبرہمن دونوں
موافق اپنے اپنے پاتے ہیں میرا چلن دونوں

قبلہ! آپ نے یہاں دو دعوے کئے ہیں ۔

ایک :- یہ کہ رضا خوانی فرقہ تقریباً نصف صدی سے ظہور میں آیا ہے اس کی بنیاد بھی اعلیٰ حضرت کے وصایا پر ہے۔ جو ۲ ۱ بجکر ۲۱ منٹ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ میں قلمبند ہوئی۔

دوسرا :- یہ کہ اس کے بانی اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) ہیں۔

آپ کے یہ دونوں دعوے اسی وقت صحیح ہو سکتے ہیں کہ وصایا قلمبند ہونے کے وقت یعنی ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ ۲ ۱ بجکر ۲۱ منٹ پر یا اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کوئی ایسی کتاب تصنیف فرمائی ہو۔ جس میں اپنے اس مذہب کے اصول و

فروع، ضوابط درج فرمائے ہوں۔

اگر آپ جھوٹے، کذّاب، مفتری نہیں! تو بتایئے ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کے ۲ بجکر ۱۲ منٹ کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کون سی کتاب تصنیف فرمائی ہے؟ اگر آپ یہ نہیں ثابت کر سکتے تو خود آپ کے اس کلام سے آپ کا مفتری و کذاب ہونا ثابت ہو گیا۔

سچ ہے چور بھاگتا ہے نشان قدم چھوڑتا جاتا ہے۔ واضح ہو کہ ۲۵ صفر ہی کو وصایا قلمبند کرانے کے دو گھنٹہ بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا وصال ہو گیا۔ اس درمیان میں ایک سطر بھی نہیں تحریر فرمائی اور نہ کسی سے کچھ لکھوایا۔ پھر نئے مذہب کی بنیاد کیسے ڈالی؟ اس کے اصول و فروع، قواعد و ضوابط کب منضبط فرمائے؟

میرا دین و مذہب کا مطلب

دیوبندی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد سے کہ "میرا دین و مذہب جو میری کتابوں سے ظاہر ہے" استدلال کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا مذہب ان کا خود ایجاد کردہ ہے۔ یہ بھی کوئی نیا الزام نہیں۔ برسہا برس کا فرسودہ ہے ۱۳۵۲ھ کے ادری کے مناظرہ میں پھر بریلی کے مناظرہ میں منظور سنبھلی نے پیش کیا تھا پھر مقامع الحدید میں بیان کیا اور اس کا جواب العذاب الشدید میں دیا گیا۔ پھر آئینہ باطل میں اعادہ کیا جس کا جواب "برق خداوندی" میں ۱۳۷۱ھ میں دیا گیا اور اب قاری صاحب نے پھر اسی مردود کو لوٹایا ہے۔

یہ قاری صاحب کی اعلیٰ سمجھ کا کرشمہ ہے کہ میرے دین و مذہب کا مطلب میرا ایجاد کردہ لیا۔ حالانکہ ہر شخص جانتا ہے کہ میرے دین اور میرے مذہب کا مطلب "میرا اختیار کردہ پسندیدہ مذہب ہے"۔ کسی عرف کسی لغت میں میرے دین کے معنی ایجاد کردہ نہیں ہے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ آج میں نے تمہارے

لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔
قبلہ فرمایئے! یہاں تمہارے دین کے معنی کیا ہیں۔ جو یہاں مراد ہے وہی وصایا شریف کی عبارت میں بھی مراد ہے۔
حدیث میں ہے کہ منکر نکیر قبر میں سوال کریں گے مَادِینُکَ تیرا دین کیا ہے؟ مومن جواب دے گا میرا دین اسلام ہے۔
قاری صاحب! بولئے! یہاں "میرا دین" سے کیا مراد ہے جو مراد یہاں ہے وہی وصایا شریف کی عبارت میں ہے۔
حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ثم اعتقادی مذھب النعمان بہ۔ یعنی قیامت کے دن کے لئے جو اندوختہ جمع کیا ہے وہ مذہب نعمان پر میرا اعتقاد ہے۔
بولئے حضرت جی! مذہب نعمان کے کیا معنی ہیں؟"
جو اس مصرع میں مذہب نعمان کے معنی ہیں وہی وصایا شریف کی عبارت کے ہیں۔

دیوبندی مذہب دیوبندی اکابر کا ایجاد کردہ ہے

حضرت جی! جب آپ کی تحقیق انیق یہ ہے کہ میرے دین ومذہب کے معنی "میرا ایجاد کردہ دین و مذہب ہے" تو لیجئے سنئے۔ دیوبندی دھرم دیوبندی مولویوں کا ایجاد کردہ ہے اور گڑھا ہوا ہے۔
آپ کے حکیم الامت تھانوی صاحب نے حفظ الایمان میں سوال اول کے جواب میں سات جگہ لکھا ہے۔ "ہماری شریعت! ہماری شریعت"
دین ومذہب اور شریعت کی متکلم کی طرف اضافت کے معنی آپ کے زعم میں "متکلم کا گڑھا ہوا، اور اختراع کردہ ہے"۔ تو ثابت ہو گیا کہ تھانوی صاحب جسے ہماری شریعت! ہماری شریعت کہہ رہے ہیں۔ وہ تھانوی جی کی گڑھی

ہوئی اور اختراعی شریعت ہے۔ اس کے سارے دیوبندی پابند ہیں۔

مدارِ حقانیت دیوبندی اکابر کی زبان ہے

اس الزام سے قطع نظر مقامِ تحقیق میں آیئے تو معلوم ہو جائے گا کہ دیوبندی دھرم یقیناً دیوبندی مولویوں کا ایجاد کردہ اور گڑھا ہوا ہے۔ "تذکرۃ الرشید" حصہ دوم ص۱۷ پر ہے۔

"آپ (گنگوہی) نے کئی مرتبہ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے۔ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔" اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ بھی نہیں۔ مگر اس زمانہ میں ہدایت اور نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔"

قبلہ قاری صاحب! اگر آپ کی آنکھ کا موتیا بند دور ہو چکا ہے تو خود ورنہ کسی کفش بردار یا کسی دفتری سے بار بار پڑھوا کر اپنے قطب الاقطاب کا یہ ارشاد بغور سنیں اور سمجھنے کی کوشش کریں اور اگر بوجہ کبر سنی، قوت فہم ناقص ہو گئی ہے تو ہم سے سنیں۔ ارشاد ہے۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔" واضح ہو کہ یہ نہیں فرمایا کہ "جاری ہوتا ہے۔" بلکہ فرمایا۔ "نکلتا ہے۔"

"جاری ہوتا ہے۔" اور "نکلتا ہے۔" کے درمیان فرق کو ذہن نشین کرنے کے لئے سنئے۔

بارش کا پانی زمین پر جاری ہوتا ہے۔ زمین سے نکلتا نہیں۔ بلکہ بادلوں سے نکلتا ہے۔ آپ کے قطب الاقطاب کے ارشاد میں لفظ نکلتا ہے۔ معنی یہ ہوئے کہ جو کچھ میری زبان سے نکلے وہ حق ہو، اور جو نہ نکلے وہ حق نہیں! اگرچہ میری زبان پر اضطراراً مصلحتاً جاری ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ قرآن و احادیث و ارشادات صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و

اسلاف گنگوہی جی کی زبان پر جاری ضرور ہوئے ہوں گے مگر وہ ان کی زبان سے نکلے ہرگز نہیں! اس لئے قرآن و حدیث ارشادات صحابہ وائمہ مجتہدین و اسلاف حق نہیں! بلکہ حق حضرت جی کے ایجاد کردہ، اختراع کردہ، وہ ارشادات ہیں جو ان کی زبان سے نکلے ہیں جس کی مزید توضیح و تاکید آگے ہے کہ۔

"ہدایت و نجات موقوف ہے۔ میرے اتباع پر۔"

ہم مسلمانوں کے نزدیک ہدایت اور نجات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر موقوف ہے۔ مگر مسلمانوں کے برخلاف دیوبندی مذہب میں ہدایت و نجات گنگوہی کی اتباع پر موقوف ہے۔

بولئے! اب دیوبندی مذہب آپ کے قبلہ گنگوہی جی کا ایجاد کردہ ہوا کہ نہیں۔؟

"گنگوہی سے پہلے قرآن و حدیث حق نہیں تھے"

پھر اگر "جاری ہونے" اور "نکلنے" کو کسی ایر پھیر سے ہم معنی بھی مراد لے لیں تو بھی یہ الزام قائم رہے گا کہ قرآن و احادیث، ارشادات سلف، حق ہونے کے لئے محتاج ہیں۔ گنگوہی کے زبان کے، جو اس کی زبان پر جاری ہوئے وہ حق ہے جو نہیں جاری ہوئے وہ ناحق، جب جاری ہوئے حق۔ اور جب تک جاری نہیں ہوئے تھے ناحق۔

لہذا گنگوہی کے مسند ارشاد پر قائم ہونے کے پہلے نہ قرآن حق تھا نہ احادیث اور نہ ارشادات سلف۔

نیز ظاہر ہے کہ احادیث و تفاسیر، کتب فقہ کے تمام دفاتر ان کی زبان سے نہیں نکلے۔

لہذا جو نکلے وہ دیوبندی دھرم میں حق ہوئے۔ اور جو نہیں نکلے وہ ناحق کیا قبلہ! یہ ثابت کر سکتے ہو کہ احادیث و تفاسیر و کتب فقہ کے تمام دفاتر

گنگوہی جی کی زبان سے نکلے ؟
میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہرگز نہیں۔
تو بولئے ! بیک جنبش لسان گنگوہی نے آیاتِ کریمہ، کتب تفاسیر و فقہ کے اکثر حصے کو ناحق بتایا۔

حق گنگوہی کے پیچھے پھرتا تھا

قاری صاحب ! یہ ہوتا ہے ! گڑھا ہوا دین، اختراع کیا ہوا مذہب اور جعلی شریعت : یہی وجہ ہے کہ آپ کے شیخ الہند مولوی محمود الحسن نے گنگوہی کی شان میں کہا۔

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے مولیٰ مرے آقا تھے حقانی سے حقانی (مرثیہ رشید احمد)

گنگوہی کے علاوہ دوسری جگہ حق ڈھونڈنے والا گمراہ ہے

اس نے مزید لکھا ہے۔
ہدایت جس نے ڈھونڈھی دوسری جاگہ ہوا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی
لیجئے ! آپ کے شیخ صاحب نے نص قرآنی سے ثابت مانا کہ جو گنگوہی کے علاوہ کہیں اور جگہ ہدایت ڈھونڈھے وہ گمراہ ہے۔
دوسری جگہ کے عموم میں اللہ عزوجل ورسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔
قاری صاحب ! یہ ہوتا ہے نیا دین اور نیا مذہب "

گنگوہی اور نانوتوی نے اسلام کو بھی منسوخ کردیا

اور سنئے ! یہی شیخ صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں۔
شرک و بدعت سے کیا صادرہ سنت کو   پھر غلط کیا ہے کہ ہیں ناسخ ادیاں دونوں

لیجئے! یہ بات بالکل صاف ہوگئی، گنگوہی اور نانوتوی ناسخ ادیان ہیں یعنی انہوں نے اپنے زمانہ میں موجودہ اور گذشتہ تمام دینوں کو منسوخ کر دیا اور اپنا دین چلایا۔ ان کے زمانہ میں اسلام بھی موجود تھا اس لئے یہ دونوں اسکے بھی ناسخ ہوئے۔

معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں اسلام منسوخ ہے۔ اور بالاجماع منسوخ پر عمل جائز نہیں! اس لئے ثابت ہوگیا کہ دیوبندی دھرم میں مذہب اسلام پر عمل جائز نہیں۔

اب بانیان دیوبندیت نے جو دھرم گڑھ کر بنایا اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ اسی لئے گنگوہی جی نے فرمایا ہے کہ "اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"

اب بھی اگر طمانیت قلب حاصل نہ ہوئی ہو تو لیجئے سنئے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی کتاب المہند کے بارے میں لکھا ہے۔

"جن کو مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔ واقعی میں اس قابل ہے کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے۔

ناظرین "مذہب قرار دیا جائے" کے لفظ پر غور کریں۔ دیوبندی دھرم، قرآنی دھرم نہیں بلکہ انبیٹھی دھرم ہے جس میں "نجات اخروی" کبھی گنگوہی جی کے اتباع پر لٹک جاتی ہے اور کبھی تھانوی جی کے "چرن" دھو کر پینے پر۔

چنانچہ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۱۱۳ پر ہے۔

" واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے"

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

سیدھی سی بات تھی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرما رہے ہیں کہ مذہب اہلسنت وجماعت جو میرا پسندیدہ واختیار کردہ دین ومذہب ہے جس کے اصول وفروغ اردو زبان میں قرآن واحادیث وارشادات سلف سے نقل کر کے میں نے اپنی تصانیف میں جمع کر دیئے ہیں ان پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

حضرت جی! کیا آپ کو اس سے انکار ہے کہ مذہب اہلسنت پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

ضرور آپ کو انکار ہوگا جبھی تو اس پر اعتراض جڑ دیا۔ آپ کے نزدیک تو گنگوہی کی زبان سے جو کچھ نکلا ہے۔ انبیٹھی نے جو کچھ لکھا ہے ان پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اس لئے جو اس کے برخلاف مذہب اہل سنت پر قائم رہنے کی دعوت دے گا وہ ضرور آپ کے نزدیک لائق تعزیر ہوگا۔

تلبیس نمبر ۲

پھر اس اشتہار میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی وصیت پر جو اپنی فاتحہ کے بارے میں فرمائی ہے جضرت قبلہ قاری جی نے بھی بازاری بھانڈوں کی طرح سے اپنے سوقیانہ پن کو آزمایا ہے۔ وصیت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

میں وصیت نامۂ احمد رضا خاں دیکھ کر
کیوں نہ کہہ دوں قبر میں بھی پیٹ ہی کی فکر ہے

قاری طیب کی جہالت

دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
کہ یہ ہیں پیچ وتاب کی باتیں

صرف ہم ہی نہیں ملک کا پورا سنجیدہ ومتین طبقہ سر بگریبان ہے کہ اس وصیت پر اعتراض کا کیا حاصل؟ اعلیٰ حضرت نے یہ تو نہیں فرمایا کہ اب میرا

اخیر وقت ہے یہ چیزیں لاؤ ان میں میری روح اٹکی ہوئی ہے۔
یہ تو نہیں فرمایا کہ یہ چیزیں میری قبر میں رکھ دینا، یہ تو نہیں فرمایا کہ میرے بعد میری اہلیہ میرے صاحبزادوں کو دے دینا۔
بلکہ وصیت کی تو یہ کہ میرے بعد میری فاتحہ میں یہ چیزیں فقراء کو دیجائیں اور وہ بھی مشروط ہے کہ اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو۔! چھینا جھپٹی نہیں، کسی کی جیب پر ڈاکہ نہیں، مگر معلوم نہیں قاری صاحب اور ان کے دادا کی امت کو کیوں برا لگا۔ وہ آج پچاس برس سے اس پر اپنے مسخرہ پن کو آزما رہے ہیں۔ اور اس پر اپنے سفلہ پن کا وہ ننگا ناچ ناچتے ہیں کہ پیشہ ور بھانڈ بھی شرما جائے۔

وصیت مبارکہ کی تشریح

مساکین سے محبت ان کی خاطر و مدارات ایک پسندیدہ فعل ہے حتیٰ کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیٓ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاکِیْن اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے، برائیوں کے ترک اور مساکین کی محبت کا۔
اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اپنی زندگی بھر حتی الوسع مساکین کی طرح طرح سے مدد فرماتے رہے وصایا کے وقت بھی ان کا خیال رہا۔
شہزادوں کی جس طرح تربیت کی تھی اس سے اطمینان تھا کہ یہ لوگ ضرور میری اتباع میں مساکین کی مدد کرتے رہیں گے۔ مگر غایت کرم کہ پھر بھی وصیت فرمائی۔ عموماً لوگ مساکین کو معمولی کھانے دیتے ہیں اور خود عمدہ سے عمدہ کھاتے ہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو مساکین کے ساتھ جو محبت تھی اس کے پیش نظر وصیت کی تشریح کردی کہ اچھے سے اچھے کھانے دیئے جائیں۔
یہ وصیت عاقل کریم کے نزدیک اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اخلاق کریمانہ کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔ مگر دیوبندی اچھی طرح جانتے تھے کہ یہ صرف فقراء

اہلسنت کے لئے ہے انھیں ان میں سے کچھ نہ ملے گا اس لئے چڑھ کر اسے اپنے سوقیانہ سرشت کا نشانہ بنالیا۔

ان بدبختوں کی قسمت میں کوّے، پکورے، بتوں کے چڑھاوے کی پوری کچوریاں ہی ہیں یہی زندگی بھر کھاتے رہے[1]۔ اس وصیت میں نعمار ربانی کی فہرست دیکھ کر منھ میں پانی بھر آیا مگر جب دیکھا کہ ہمیں ملے گا تو ہے نہیں تو انگور کھٹے ہو گئے۔

اکابر دیوبند کو اخیر وقت اپنے پیٹ کی فکر تھی

سنو! کہ تمہارے اقنوم اول نانوتوی جی اور شیخ ٹانڈوی جی کو دم نکلنے کے وقت اپنے ہی پیٹ کی پڑی تھی۔

دیکھو الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۱۴ کالم ۲ و ۳

"کچھ عجیب اتفاق ہے کہ عموماً تمام مشائخ (دیوبند) اور خصوصاً مولانا محمد قاسم نے آخر وقت میں پھل کی خواہش کا اظہار فرمایا چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے لکھنؤ سے ککڑی منگائی گئی حضرت (ٹانڈوی) نے بھی آخر میں سردے کی خواہش کا اظہار فرمایا اور منجانب اللہ اسلاف کی سنت پر طبیعت اس درجہ مجبور ہوئی کہ مولانا قاسم صاحب اور مولانا شاہد صاحب فاخری ملاقات کو تشریف لائے تو فرمایا کہیے کیا آج کل سردا نہیں مل سکتا۔ انھوں نے فرمایا ضرور مل جائے گا چونکہ اس کے قبل مولانا اسعد صاحب مولانا فرید الوحیدی صاحب وغیرہ نے دہلی، سہارنپور، میرٹھ ہر جگہ تلاش کیا۔ مگر کہیں دستیاب نہ ہوا اس لئے حضرت نے فرمایا کہاں مل سکتا ہے

---

[1] ملاحظہ فرمائیں فتاویٰ رشیدیہ

مولانا وحید الدین صاحب قاسمی نے عرض کی کہ انشاء اللہ دہلی میں مل جائے گا۔ مولانا شاہد صاحب نے عرض کیا جی ہاں تلاش کے بعد بہت امید ہے کہ مل جائے۔

اور یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ حضرت نانوتوی کے لئے لکھنؤ سے گگڑی منگائی گئی تھی تو حضرت کے لئے مولانا سجاد حسین کی معرفت کراچی سے اور مولانا حامد میاں صاحب نے لاہور سے سردہ بھیجا۔"

مرد مومن کا جب وقت قریب آتا ہے تو نقار ربانی کے شوق میں دنیا و مافیہا سے بے نیاز ہوکر رب العلمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے ؎

نشان مرد مومن با تو گویم

چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

مگر دیوبندی ملّوں کو اپنی آتش شکم سرد کرنے کی پڑی رہتی ہے کوئی گگڑی کے انتظار میں ہے، کوئی سردہ کے لئے بے چین ہے، کسی کی روح گگڑی میں اٹکی ہوئی ہے کسی کی سردہ میں۔

"بولو! کیا مردان حق آگاہ کا یہی وتیرہ ہے۔؟"

تھانوی کو مرتے وقت اپنی بیگم کے پیٹ کی فکر تھی

اور سنو! یہ تو مرتے دم تک اپنے تغار بھرنے کی فکر میں رہے اور تمہارے بزرگ تھانوی جی اپنی دلہن کے لئے فکرمند اور مریدوں کو وصیت کرتے ہوئے مرے۔

"میرے بعد بھی میرے تعلق کا لحاظ غالب ہو، وصیت کرتا ہوں کہ بیس آدمی مل کر اگر ایک ایک روپیہ ماہوار ان (بیوی صاحبہ) کے لئے اپنے ذمہ رکھ لیں تو امید ہے کہ ان کو تکلیف نہ ہوگی۔"

(تنبیہات وصیت صفحہ ۲)

ناظرین غور کریں کتنا تفاوت ہے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی وصیت اور تھانوی کی وصیت میں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو خیال ہے تو غربا کا اور مساکین کا اور تھانوی جی کو فکر ہے تو اپنی بیگم صاحبہ کے پیٹ کی اور مرتے مرتے بیگم صاحبہ کے لئے مریدین سے ماہواری جاری کرنے کے لئے کہہ گئے۔

کوئی مرتے وقت لگڑی کے لئے کروٹیں بدل رہا ہے، کسی کی سردہ پر رال ٹپک رہی ہے۔ کوئی ہائے بیگم، ہائے بیگم پکار رہا ہے۔ یہ ہے دیوبندی مولویوں کے آخری وقت کا حال۔

فَاعْتَبِرُوْا یَااُولِی الْاَلْبَابِ

شیخ ٹانڈہ کی مٹھائی کھانے کی عادت اور چھینا جھپٹی

ایسا بھی نہیں کہ اکابر دیوبند زندگی بھر فاقہ کرتے رہے ہوں اس لئے آخر وقت اکابر دیوبند کی مٹھائی کھانے کی دبی ہوئی شہوت ابھر آئی ہو۔ بلکہ پوری زندگی شکم پروری کے دلچسپ قصوں سے بھری ہوئی ہے۔ بطور نمونہ دو مزیدار قصے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

پہلے الجمعیتہ کے شیخ الاسلام نمبر میں ٹانڈوی جی کی اپنے ایک عاشق زار کیساتھ چھینا جھپٹی ملاحظہ ہو۔

"حضرت (ٹانڈوی) جی فرماتے۔ حاجی (بدرالدین) صاحب آپ مٹھائی کیوں نہیں لائے۔؟ تو میں عرض کرتا۔ کہ حضور میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ تو حضرت طالب علموں کو حکم دیتے کہ ان کی تلاشی لیجائے۔ پھر کیا تھا جتنے بھی طالب علم ہوتے سب کے سب میرے اوپر ٹوٹ پڑتے اور جو رقم میرے پاس ہوتی سب کی مٹھائی منگائی جاتی اور حصہ سے تقسیم ہوتی اور کبھی کبھی تو حضرت میری شیروانی مذاق سے چھین کر

اپنے پاس رکھ لیتے اور کہتے کہ جب واپس ہوگی جب مٹھائی کے واسطے پیسے دوگے۔ جب مجھ کو پیسے دینے پڑتے۔ حضرت کو بھلا کس بات کی کمی تھی، آپ کے پاس ہزاروں من مٹھائیاں تھیں۔"

ناظرین! آپ نے دیکھا دیوبندیوں کے شیخ الاسلام کی مٹھائی کھانے کی عادت کہ غریب عاشق اگر مٹھائی نہ لاتا تو چھینا جھپٹی ہوتی وہ غریب جان بچانے کے لئے جھوٹ بولتا کہ پیسے نہیں ہیں مگر طلبہ کی فوج چھوڑ دی جاتی۔ زبردستی پیسے چھینے جاتے دارالحدیث میں جیب پر ڈاکہ پڑتا۔ شیروانی چھین لی جاتی۔ بغیر مٹھائی کے پیسے دیئے واپس نہ ہوتی۔ یوں ہزاروں من مٹھائی اسٹاک میں رہتی۔ یہ پیٹ تھا کہ ہوشربا کی زنبیل۔

دھول دھپا اس بت طناز کا شیوہ نہیں
پیش دستی کر ہی بیٹھے ہم ہی غالب ایک دن

نانوتوی کی مٹھائی کھلانے کی عادت

یہ تو تھا مٹھائی کھانے کا شوق اب مٹھائی کھلانے کی عادت ملاحظہ کریں۔ بانی مدرسہ دیوبند نانوتوی صاحب کے بارے میں ہے۔

"ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحب کے پاس آپ کے خادم مولوی فاضل حاضر تھے۔ مولانا نے ان کو مٹھائی تقسیم کرنے کے واسطے فرمایا۔ (کیونکہ مولانا کا کوئی جلسہ مٹھائی سے خالی نہ ہوتا تھا اگر کہیں سے آئی ہوئی موجود نہ ہوتی تو خود منگوا کر تقسیم فرماتے) انھوں نے تقسیم کردی۔ آخر میں اتفاق سے اس میں تھوڑی سی مٹھائی بچ گئی تو آپ نے فرمایا۔ الفاضل للقاسم۔ انہوں نے جواب دیا الفاضل للفاضل والقاسم محروم (ارواح ثلثہ ص۲۶۷)

یہ ہے بانئ دیوبند کی مٹھائی کھلانے کی لت اور یہ ہے دیوبند جا کر پڑھنے والے طلبہ کے جال میں پھنسانے کا چارہ۔

دیوبندی اکابر کا مٹھائی کھانے اور کھلانے کا شغف اتنا بڑھا ہوا تھا کہ مرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو مٹھائیاں کھلایا کرتے تھے۔ جنھیں زندگی میں کھلانے کی عادت تھی۔

"مولوی اشرف علی تھانوی اپنے پردادا کے بارے میں لکھتے ہیں۔
شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر مثل زندوں کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی۔ اور فرمایا کہ تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح روزانہ آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہہ کریں، اس لئے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔"
(اشرف السوانح حصہ اول ص۱۲)

جب دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے تو تھانوی جی کے پردادا کیسے زندہ رہے؟
اس لئے یہ سوال باقی رہتا ہے کہ یہ مٹھائی تھانوی کے پردادا ہی لائے تھے یا کوئی اور۔؟ اس کا فیصلہ ناظرین پر چھوڑ دیتا ہوں۔ ؎

محتسب خم شکست من سراو
السن بالسن والجروح قصاص

دیو بندی

ابلیس کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ماننے ہیں

قاری صاحب اور ان کی پوری برادری کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان لعین کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے ۔ مگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسعت علم کی کوئی نص (آیت، حدیث) نہیں ۔ شیطان کے لئے وسعت علم ماننا ان کا ایمان ہے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے ان کی پوری جماعت کے قطب الاقطاب اور ان کے خلیفۂ اعظم انبیٹھی جی اپنی مشہور و معروف کتاب براہین قاطعہ میں لکھتے ہیں ۔

" الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں ، تو کون سا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی ۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے "۔ ص ۵۱

ناظرین غور کریں پہلے قاری صاحب کے ان دونوں بزرگوں نے شیطان لعین کے لئے زمین کا علم محیط مانا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ کہہ دیا کہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور شرک ہے ۔ پھر صاف صاف لکھ دیا شیطان اور ملک الموت کے لئے وسعت علم نص یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہے ۔ مگر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسعت علم پر کوئی نص نہیں ۔ بلکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وسعت علم ماننا شرک ہے ۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک شیطان کے علم کی وسعت

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔
معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ! ابلیس لعین، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم والا ہے۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا (ترجمہ) قریب ہے کہ آسمان و زمین پھٹ پڑیں اور پہاڑ ڈھ جائیں۔

تلبیس نمبر ۳

مگر قاری صاحب اپنے اس افترا و بہتان کی پوٹ ہیں، گندہ نالہ بہانے کی سعی لاحاصل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خود اعلیٰ حضرت اس بات کے قائل ہیں کہ شیطان لعین کا علم حضور پاک سے وسیع ہے، چنانچہ خالص الاعتقاد ص۵ میں عقائد کا اظہار اس طرح فرماتے ہیں۔ شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر نہیں ہے۔ دیکھا آپ نے کہ خاں صاحب بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت شیطان کے علم کی وسعت سے مقابلہ میں کم کر کے خود رسول اللہ کی توہین کے ساتھ شیطان کو اپنا علمی پیشوا بنانے کی کیسی بیباک جرأت کی ہے۔"

کسی مست کی لگی ہے مگر اسکے سر کو ٹھوکر
جو پڑا ہے میکدے میں یہ خم شراب اوندھا

اولاً:۔ خط کشیدہ عبارت، خالص الاعتقاد میں کہیں نہیں۔

قاری صاحب! اور ان کی پوری برادری کو عام چیلنج ہے کہ یہ خط کشیدہ عبارت خالص الاعتقاد میں دکھا دیں تو انہیں اختیار ہے کہ جو چاہیں میرا نام رکھ دیں اور اگر نہیں دکھا سکتے اور میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ کبھی نہیں دکھا سکتے تو اِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ الآیہ پڑھ پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں۔

دجالو! جب اپنے بڑے بوڑھوں کے کفریات اٹھانے سے عاجز آ گئے تو جھوٹ فریب، مکر وکید، دجل وفریب، افترا وبہتان کی آندھی چلا کر دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتے ہو۔ مگر تابکے۔

ثانیاً:۔ اس عبارت کا تو پتہ نہیں کہاں ہے البتہ رماح القہار میں ایک عبارت ہے جو اس عبارت کے ہم معنی ہے۔ مگر رماح القہار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تصنیف نہیں۔ مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔ اگر بفرض محال اس عبارت میں کوئی نقص ہے تو اس کے ذمہ دار مولانا سید عبدالرحمٰن ہیں نہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ۔

اے مفتریو! اگر تمھیں شرم وحیا ہو تو اپنے دجل وفریب کی چاک دامانی کے بعد کہیں ڈوب مرو۔

جنھوں نے قاری طیب صاحب کو دیکھا ہوگا وہ ان کی گریہ نما مسکین صورت کا تصور کریں اور اس بڑھاپے میں وہ اپنی قبر میں اپنے ساتھ دجل وفریب کا جو دستاویز لے جا رہے ہیں اسے دیکھیں تو بے اختیار اقبال کا یہ شعر یاد آ جائیگا

؎ الٰہی یہ ترے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ناظرین آئیں اور ان چند سطروں میں ان حضرت جی کی نہایت باریک چند دستکاریاں ملاحظہ کریں۔

۱ــــ اپنی طرف سے ایک عبارت گڑھ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی طرف منسوب کر دیا۔

۲ــــ اس کے لئے خالص الاعتقاد کتاب بھی گڑھ لی۔

۳ــــ اس کا صفحہ ۵ بھی اختراع کر لیا۔

۴ــــ بعینہ یہ عبارت تو نہیں اس کے ہم معنیٰ اگر کوئی عبارت تھی تو رماح القہار کی جسے خالص الاعتقاد کی بتایا۔

۵ــــ بعینہ یہ عبارت تونہیں اس کے ہم معنی اگر کوئی عبارت تھی تو مولانا سید عبدالرحمٰن کی اسے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی بتایا۔

۶ــــ بعینہ یہ عبارت تونہیں اس کے ہم معنی اگر کوئی عبارت تھی تو رماح القہار کے صہ۵ پر تھی۔ اسے خاص الاعتقاد صہ۵ پر بتایا۔

۷ــــ رماح القہار کی اس عبارت میں بھی یہ مجرمانہ خیانت کی کہ صرف آدھی نقل کی اس کے منتصل اوپر کی وہ عبارت جس کا یہ عبارت تتمہ ہے۔ جوانکے اخذ کئے ہوئے مطلب کے لئے سیف براں تھی ہضم کر گئے۔

۸ــــ اس عبارت سے وہ مطلب نکالا جس سے ان کے امام الکل فی الکل کی اعلیٰ درجے کی مدح ثابت ہوئی۔

۹ــــ اپنا ملعون عقیدہ، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے سر تھوپا۔

۱۰ــــ اپنا ملعون عقیدہ اہل سنت کی کتاب رماح القہار کی اس عبارت سے نکالا جو خود ان کے اسی گندے عقیدے پر تعریض ہے۔

ثالثاً: ــــ رماح القہار میں معاذاللہ، معاذاللہ یہ نہیں کہ شیطان لعین کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع ہے۔ آپ نے جو عبارت پیش کی ہے اس سے یہ مطلب کس طرح نکلتا ہے۔ لازم تھا کہ آپ اسکی توضیح کرتے۔

غالباً آپ نے اس اشتہار کا مضمون اس وقت لکھا تھا جب ابتدار نزول المار میں آپ کی آنکھوں میں بھنگے ناچا کرتے تھے ورنہ اس عبارت او اس خبیث مضمون میں کسی طرح دور دراز کے مقدمات درمقدمات لگانے سے بھی اتنا بھی لزوم نہیں نکلتا جتنا آپ میں اور بصیر میں ہے۔

چونکہ آپ بہت بھولے بھالے ہیں اور آپ ہی کے بہت سے نیازمندیہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کان کے بھی بہت کچے ہیں۔ اسی وجہ سے اب آپ اپنے اذناب کے ہاتھ میں کھلونا بن کر رہ گئے ہیں جس کے نتیجہ میں ابھی گذشتہ برسوں

یں آپ کے موروثی مدرسہ دیوبند میں اتنی بھیانک ہڑتال ہوئی تھی کہ آپ کو عاجز آکر المدد یا پولیس المدد یا پولیس والا اپنی برادری کا مجرب وظیفہ جپنا پڑا تھا۔ اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ استخراج آپ کا نہ ہو۔ آپ کے کسی نیاز مند کا ہو۔ جس نے کچھ نقد یا خوشنودی مزاج کے عوض اسے آپ کی نذر کر دیا ہو۔ اور آپ نے یہ سوچ کر کہ دادا پر کفر کے فتوے کا بدلہ ہو گیا اسے اپنے اشتہار یں درج کر دیا ہو۔ اس لئے آپ کے بڑھاپے پر ترس کھاتے ہوئے اس کا آپ سے مطالبہ بھی نہیں کرتا بلکہ آپ کو بتا دیتا ہوں کہ آپ کے اذناب نے کس طرح اس عبارت سے یہ خبیث مضمون نکالا ہے۔

ابھی ابھی بھن گاؤں ضلع گونڈہ کے ۲۵ جون ۱۹۷۱ء والے مناظرہ میں جس میں درجنوں آپ کی برادری کے سربرآوردہ مناظرین آئے تھے جن میں آپ کے بہت سے نوکر از قسم مدرسین و مبلغین شریک تھے۔ خصوصیت کے ساتھ وارڈ نمبر افتائے کے ہیڈ محمود صاحب بھی تھے ان لوگوں کو یہ ہمت تو نہ ہوئی کہ خود میدان میں آتے البتہ ایک کودک نادان اور ایک جاہل مطلق کے پس پشت پردہ نشین ہو کر ناوک افگنی کرتے رہے۔

اس مناظرہ میں اس گھٹنے پر وار کر کے بھوں پر زخم دیکھنے کی وجہ سے درجنوں دیوبندی شرکار مناظرہ نے متفقہ مشورہ کے بعد یہ وجہ بیان کی۔

نفی جب مقید پر داخل ہوتی ہے تو صرف قید کی نفی کرتی ہے۔ اسلئے اس عبارت میں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات شیطان کے لئے لازم آیا۔

اس کا وہاں اہلسنت کی طرف سے جو جواب دیا گیا اس سے تو آپکے نوکروں نے یہ کہہ کر جان بچائی کہ یہ قاعدہ عربی کا ہے اردو کا نہیں۔

قاری صاحب! آپ تو اپنے نوکروں کی اس پینترہ بازی پر ضرور واہ واہ کریں گے مگر اہل انصاف فوراً ان کا دامن پکڑ کر یہ پوچھیں گے کہ جس قاعدہ سے آپ لوگوں نے یہ خبیث مضمون استخراج کیا ہے وہ بھی تو عربی کا ہے اپنے خصم پر کیچڑ

اچھالنے کے لئے عربی قواعد کی پناہ لینی اور اپنے بچاؤ کے لئے عربی قاعدے سے فرار کس لغت میں حقانیت ہے؟

تم پری زاد ہو وعدہ تو پری زاد نہیں
آپ اڑتے ہوا اڑو بات اڑاتے کیوں ہو

رابعًا ـــــ قاری صاحب! آپ اپنے ان نوکروں کو بتا دیں کہ یہ قاعدہ "مقید کی نفی سے صرف قید کی نفی ہوتی ہے۔" مطلقاً ہر جگہ بلا کسی شرط کے جاری نہیں اس کی کچھ شرط بھی ہے۔ اگر اس قاعدہ کا ہر جگہ مطلقاً جاری ہونا لازم ہو تو کتنی نصوص میں تحریف معنوی لازم آئے گی۔ بطور نمونہ دو ملاحظہ کریں۔ ارشاد باری ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً

اے مومنو! دونا دون سود نہ کھاؤ۔ (سورہ آل عمران آیت:۱۳۰)

یہاں نفی مطلق ربٰو پر وارد نہیں۔ اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً کے ساتھ مقید پر ہے تو بقول آپ کے اذناب کے لازم آیا کہ مطلق سود حلال ہوا اور صرف دونا دون حرام ہو۔

دوسری آیت میں ہے۔

وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (نور آیت ۳۳)

اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کرو اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں

یہاں بھی نفی مقید پر داخل ہے کیا آپ میں یا آپ کے نوکروں میں سے کسی میں جرأت ہے کہ وہ کہہ دیں کہ چونکہ آیت میں نفی مقید پر داخل ہے اس لئے باندیوں کو زنا پر مجبور کرنا اسی حالت میں ممنوع ہے جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہیں۔ اور اگر وہ پاک دامن نہ رہنا چاہیں تو انھیں زنا پر مجبور کرنے کی اجازت ہے۔ مثلاً ایک باندی اپنے کسی مخصوص آشنا سے تعلق رکھنا چاہتی ہے مگر ایک مالک یہ چاہتا ہے کہ وہ شاہدان بازاری کی طرح ہر وارد صادر

کے لئے اپنے کو عام رکھے تو آپ کے اذناب کی تحقیق کے بموجب اس کی اجازت ہونی چاہیئے

قاری صاحب! اگر آپ بوجہ ریٹائرڈ ہونے کے نہ بتا سکیں تو اپنے نوکروں سے پوچھ کے بتائیں وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ جو وہ ان آیتوں کا جواب دیں گے وہی ہماری جانب سے رماح القہار کی عبارت پر آپ کے شبہے کا جواب ہوگا۔

خامسًا ـــــ قاری صاحب اور ان کے نوکروں سے خطاب پورا ہوگیا۔ اب ناظرین کی الجھن دور کرنے کے لئے ہم اس مسئلہ کا فیصلہ کن حل پیش کرتے ہیں۔ کتربیونت دیوبندیوں کی فطرۃ ثانیہ ہے۔ اہلسنت کو بدنام کرنے کے لئے اس قاعدے میں بھی یہی حرکت ان لوگوں نے کی ہے۔ یہ قاعدہ مطلق اور غیر مشروط نہیں۔ اس کی اہم شرطیہ ہے۔ مقید پر داخل ہونے والی نفی صرف قید کے ساتھ مختص اس صورت میں ہوتی ہے جب کہ اس قید کا کوئی دوسرا فائدہ نہ ہو۔ علامہ سعدالدین تفتازانی اپنی مشہور و معروف کتاب مختصر المعانی میں آیتہ کریمہ وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا پر کلام کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں۔

فان قیل تعلیق النهی عن الاکراه بارادت التحصن یشعر بجواز الاکراه عند انتفائها علی ما هو مقتضی التعلیق بالشرط اجیب بان القائلین بان التقیید بالشرط یدل علی نفی الحکم عند انتفائه انما یقولون به اذا لم یظهر للشرط فائدة اخری ویجوز ان یکون فائدته

اگراہ سے نہی باندیوں کے پاکدامنی کے ارادے پر معلق کرنا یہ بتاتا ہے کہ اگر وہ پاکدامنی نہ چاہیں تو انہیں زنا پر مجبور کرنا جائز ہے جیسا کہ شرط پر معلق کرنے کا مقتضا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو لوگ اسکے قائل ہیں کہ شرط پر معلق کرنا شرط کے انتفاء کے وقت حکم کی نفی پر دلالت کرتا ہے وہ اسکے ساتھ یہ بھی کہتے ہیں "بشرطیکہ اس شرط کا کوئی

فی الایۃ المبالغۃ فی النھی عن الاکراہ یعنی انھن اذا اردن العفۃ فالمولیٰ احق بارادتھا

(مختصر المعانی صـ۱۶۶-۱۶۵ مجیدی)

اور فائدہ نہ ہو" اس آیت میں یہ دوسرا فائدہ اکراہ سے ممانعت میں مبالغہ ہے۔ جب باندیاں پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تو مولیٰ کو بدرجہ اولیٰ اپنی باندیوں کو پاکدامن رکھنا چاہیئے۔

ابھی قاری صاحب کے نوکروں کے لئے یہ گنجائش ہے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ حضرت علامہ نے یہ شرط، شرط کے لئے تحریر کی ہے اور رماح القہار کی عبارت میں شرط نہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ انھیں ان کے گھر تک پہنچا دیا جائے۔ ایک کے بجائے دو۔ انہی قاری صاحب کی برادری کے حاشیہ برداروں نے اسی مختصر المعانی کے اسی صـ۱۶۶ پر حاشیہ ۳ پر لکھا ہے۔

وحیث کان للتقیید بالشرط ھنا فائدۃ اخریٰ ماسوی الاخراج سقط اعتبار مفھوم الشرط لان مفھوم المخالفۃ انما یعتبر اذا کان القید للاخراج لا لفائدۃ اخریٰ۔

اور جب شرط کے ساتھ مقید کرنے کا یہاں اخراج کے علاوہ دوسرا فائدہ ہے تو شرط کا اعتبار ساقط ہو گیا۔ اس لئے کہ مفہوم مخالف وہیں معتبر ہوتا ہے جہاں قید کسی اخراج کے لئے ہو (یعنی احترازی ہو) دوسرے فائدہ کے لئے نہ ہو۔

حاشیہ میں قاری صاحب کے ان دونوں برادری والوں نے بات صاف کر دی کہ شرط مذکور صرف شرط کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہر قید کے لئے ہے۔

اب ان دونوں آیتوں کا مطلب بالکل واضح ہو گیا۔ جس طرح آیۂ کریمہ لَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ الآیۃ میں قید کا فائدہ مبالغہ ہونے کی وجہ سے اسکے مفہوم مخالف کا اعتبار ساقط ہے اور مطلقاً زنا پر مجبور کرنا ممنوع ہے۔ اسی طرح آیۃ کریمہ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً میں بھی اضعافا مضاعفۃ کا دوسرا فائدہ موجود ہے۔

وہ اہل جاہلیت پر تعریض ہے۔ ان کی عادت تھی، جب قرض کے ادائیگی کی میعاد پوری ہو جاتی ہے اور قرضدار ادا نہ کر پاتا تو قرض خواہ سود میں اضافہ کی شرط پر میعاد میں اضافہ کر دیتا۔ اس طرح بار بار کے اضافے کے بعد نتیجہ یہ ہوتا کہ اصل رقم سے سود بڑھ جاتا اسی پر تعریض کرتے ہوئے ارشاد ہوا۔
"دونا دون سود مت کھاؤ" چونکہ یہ قید تعریض کے افادے کے لئے ہے۔ (احترازی نہیں) اس لئے مفہوم مخالف معتبر نہیں۔
اسی طرح رماح القہار کی عبارت "وسیع تر" میں "تر" کی قید احترازی نہیں بلکہ دیوبندیوں پر تعریض کے لئے ہے اس لئے اسکا بھی مفہوم مخالف معتبر نہیں۔
چونکہ دیوبندیوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ "ابلیس لعین کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر ہے" جیسا کہ ابھی براہین قاطعہ کی عبارت گزر چکی ہے دیوبندیوں کے اسی گندے عقیدہ پر تعریض کرتے ہوئے مولانا سید عبدالرحمٰن صاحب فرماتے ہیں کہ "ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس لعین کا علم، معاذ اللہ! علم اقدس سے وسیع تر نہیں۔ جیسا کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس سے وسیع تر ہے"۔
چونکہ "وسیع تر" میں "تر" کی قید احترازی نہیں بلکہ دیوبندیوں کے عقیدے پر تعریض کے لئے ہے اس لئے اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا اور جب مفہوم مخالف معتبر نہیں تو وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات صحیح نہیں۔ اسلئے اس عبارت کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ابلیس لعین کا علم، علم اقدس سے وسیع ہو۔ بالکل اسی طرح جیسے مذکورہ دونوں آیتوں میں قید کے احترازی نہ ہونے اور دوسرے فائدہ کے لئے ہونے کی وجہ سے اس قید کی نفی نہیں بلکہ قید اور مقید دونوں کی۔ اسی طرح رماح القہار کی اس

عبارت میں قید کے احترازی نہ ہونے اور تعریض کے لئے ہونے کی وجہ سے صرف قید کی نفی نہیں بلکہ قید اور مقید دونوں کی۔

لہذا صرف وسیع تر کی نفی نہیں ہوئی بلکہ وسیع ہونے کی بھی۔ جس پر دلیل قطعی اس کے اوپر والی عبارت ہے جو بالکل اس کے متصل ہے جسے قاری صاحب نے صرف عوام کو فریب دینے کے لئے اڑا لیا ہے پوری عبارت یہ ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ! علم اقدس سے وسیع تر نہیں"!!

اگر یہاں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات مراد ہوتا یا کم از کم اس عبارت کا یہ مدلول ہوتا تو ایک ہی عبارت کے یہ دونوں حصے متعارض ہوتے۔ ذرا بھی ہوش رکھنے والا ایک ہی عبارت میں دو متعارض باتیں کبھی بھی نہیں لکھ سکتا۔ وہ بھی اس رسالہ میں جو حریف کے رد میں ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ نفی کے مقید پر داخل ہونے سے صرف قید کی نفی اور مقید کا اثبات مراد لینا، مفہوم مخالف ہے اور مفہوم مخالف وہیں مراد ہوتا ہے جہاں قید صرف احتراز کے لئے ہو کسی دوسرے فائدہ کے لئے نہ ہو۔

رماح القہار کی عبارت "وسیع تر" میں "تر" کی قید احترازی نہیں بلکہ تعریض کے لئے ہے اس لئے یہاں مفہوم مخالف معتبر نہیں اور جب مفہوم مخالف معتبر نہیں تو یہاں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات ایسی ہی جہالت ہے جیسے آیۃ کریمہ لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سے سود کا جواز اور آیۃ کریمہ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا سے بدچلن باندیوں کو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت کا اثبات ہے۔

اور جیسے ان آیتوں میں نفی کے مقید پر داخل ہونے کے باوجود مطلق سود کا جواز ثابت نہیں۔ بدچلن باندیوں کو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت ثابت نہیں۔ تو رماح القہار کی عبارت میں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات لازم

نہیں۔

سادسًا ـــــ اب اخیر میں چلتے چلتے ہم قاری صاحب اور ان کے نوکروں سے ایک سوال کرتے چلیں۔

حضرت جی! جب آپ کے اور آپ کے نوکروں کے نزدیک یہ قاعدہ کلیہ بلا کسی شرط کے ہر جگہ جاری ہے تو بتائیے۔

"حدیث جبریل ما المسئول عنہا با علم من السّائل میں بھی نفی اسم تفضیل پر داخل ہے تو یہاں بھی نفی مقید کی ہوئی۔ تو کیا آپ یہاں یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ اس ارشاد میں صرف اَعْلَم ہونے کی نفی ہے اور نفس علم کا اثبات ہے۔ اگر راضی ہیں تو لازم آیا کہ وقت قیام ساعت کا علم، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین دونوں حضرات کو ہے"۔

بولئے! اس پر ایمان آپ کا ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں تو آپ لوگ حدیث صحیح کا انکار کر کے گمراہ۔ ضال مضل ہوئے کہ نہیں؟

اور اگر مولانا سید عبد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کافر بنانے کے شوق میں اس پر ایمان لاتے ہو تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جبریل امین کو قیام ساعت کا علم مان کر اپنے اکابر کے فتوؤں سے کافر، مرتد، بے ایمان ہوئے کہ نہیں۔؟

اگر اس دودھاری تلوار سے بچنے کے لئے آپ یہ کہتے ہیں کہ یہاں نفس علم کی نفی ہے تو کس قاعدے سے؟

اور وہ قاعدہ رماح القہار کی عبارت میں کیوں نہیں جاری ہوتا ہے مابہ الفرق بتائیے۔! ؎

تھی خبر گرم کہ غالبؔ کے اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے یہ تماشا نہ ہوا

سابعًا ــــــ یہ کلام اس تقدیر پر تھا کہ "لفظ تر" کو تفضیل کے لئے مانا جائے۔ اور یہی بنیادی غلطی ہے۔ "لفظ تر" معنی تفضیل میں متعین نہیں۔ بلکہ اردو وفارسی دونوں زبانوں میں بکثرت "زائد" واقع ہوتا ہے۔ اولیٰ تر اہم تر روزمرہ کے محاورات میں بولا جاتا ہے۔ لغت کے ساتھ ادنیٰ سی ممارست رکھنے والا خوب جانتا ہے کہ ان کلمات میں تر زائد ہے۔ اس کے نظائر بکثرت ملیں گے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعۃ اللمعات" میں ثم کا ترجمہ۔ پستر کیا ہے۔ یہاں بھی متعین ہے کہ "تر" زائد ہے۔ اسکے علاوہ متعدد جگہ خود حضرت شیخ کے کلام میں تر دوسرے کلمات کے ساتھ زائد مستعمل ہے۔ اشعۃ اللمعات میں ہے۔

احتکار چہل روز را ایں حکم وایں جزاست واگر کمتر کند آنرا نیز جزاست ولیکن کمتر ازین واگر بیشتر کند بیشتر ازیں خواہد بود وظاہر آنست کہ مراد آن باشد کہ حد احتکار تا چہل روز باشد و در کمتر ازاں اثم نبود و بجہت قلت مدت مغفور بود۔

(ص۲۴۴ ج ۳)

چالیس دن کے احتکار کا یہ حکم اور جزا ہے اور اگر اس سے کم احتکار کرے اسکی بھی جزا ہے مگر اس سے کم اور اگر زیادہ کرے اس سے زائد ہوگی ظاہر یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ احتکار کی حد چالیس دن ہے۔ اس سے کم میں گناہ نہیں۔ مدت کی کمی کی وجہ سے مغفور ہوگا۔

اس عبارت میں متعین ہے کہ کمتر اور بیشتر کا "تر" زائد ہے۔ جب یہ ثابت ہوگیا کہ اکثر زائد بھی ہوتا ہے تو ہم یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں کہ رماح القہار کی اس عبارت میں "تر" زائد ہے۔ اور جب یہ زائد ہے تو نہ یہاں مقید ہے نہ قید۔ اور نہ مقید پر نفی داخل۔ اس لئے اس عبارت سے اپنے شیخ نجدی کے علم ناپاک کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اقدس سے وسیع ثابت کرنے کی قاری صاحب کے نوکروں کی ساری کوششیں رائیگاں گئیں۔ اب اس عبارت کا مطلب یہ ہوا کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ

علم اقدس سے وسیع نہیں۔
اور یہاں لفظ "تر" کے زائد ہونے پر قرینہ اس عبارت کا اگلا حصہ ہے یعنی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔

تلبیس نمبر ۴

چوتھی تلبیس قاری صاحب نے یہ کیا ہے کہ ہم اہل سنت تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، چنانچہ لکھتے ہیں۔

"رضا خوانی فرقہ کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں جو ان کے ہم مسلک نہ ہوں"

تمام دنیا کے علماء اہلسنت اعلیٰ حضرت کے ہم مذہب ہیں

دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا

(۱) دیوبندی سربراہ نے اس فقرے میں جو دجالیاں کی ہیں انھیں دیکھ کر ابلیس بھی ان کی شاگردی کا دم بھرنے کو تیار ہو جائے گا۔ اس کے جھوٹ اور فریب ہونے کی دلیل حسام الحرمین اور الدولۃ المکیۃ اور فتاویٰ الحرمین میں موجود ہے جس میں علمائے حرمین طیبین، دمشق، مصر، شام، قسطنطنیہ، انڈونیشیا کی تصدیقات موجود ہیں

اگر ہم اہلسنت تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے تو یہ تمام دنیا کے مسلمان بلکہ مفتیان ہمارے فتاویٰ کی تائید و تصدیق کرتے ؟

آج بھی حرمین طیبین اور دنیا کے ہزارہا علماء ہمارے مؤید اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے مدح خواں ہیں۔ جس کا زندہ ثبوت یہ ہے کہ ابھی ابھی حضرت مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ حج و

زیارت کے لئے گئے تو حرمین طیبین و دیگر بلاد سے آنے والے علمار نے حضرت مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بیعت کی ان سے احادیث وسلاسل اولیا راللہ کی اجازتیں لیں۔

حرم کعبہ کے شیخ الحدیث کی شہادت

مکہ معظمہ کے سب سے بڑے عالم مولانا سید محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو حرم مکہ میں شیخ الحدیث تھے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے بارے میں فرمایا۔

اذا جاء رجل من الھند نسئلہ عن الشیخ احمد رضا خان فان مدحہ علمنا انہ من اھل السنۃ وان ذمہ علمنا انہ من اھل البدع ھٰذا ھو المعیار عندنا	جب ہندوستان سے کوئی آتا ہے تو ہم اس سے مولانا شیخ احمد رضا خان صاحب کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ اگر وہ انکی تعریف کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ سنی ہے اور اگر ان کی برائی کرتا ہے تو ہم جان لیتے ہیں کہ یہ بدمذہب ہے۔ یہی ہماری کسوٹی ہے۔

یہ اس دور کے ان اکابر علمار حرم میں سے تھے جو مسجد حرام میں باب السلام کے پاس درس حدیث دیا کرتے تھے اور یہ باشندے الجزائر کے تھے اس کے باوجود یہ الزام کہ ہم ساری دنیا کے مسلمان کو کافر کہتے ہیں افترار دجل فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ مگر قاری صاحب کیا کریں انکے اکابر سے انھیں ترکہ میں یہی ملا ہے ؎

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی بات چیت
بنتی نہیں ہے خلق کو دھوکہ دیئے بغیر

(۲) رہ گیا قاری صاحب کے دس بیس ناموں کی فہرست یا پانچ دس انجمنوں کی فہرست۔ تو یہ بھی ان کا بہت ہی باریک فریب ہے ؎

یہ مانا دونوں ہی دھوکے ہیں رندی ہو کہ درویشی
مگر یہ دیکھنا ہے کون سا رنگین دھوکا ہے

مگر یہ بالکل سچ ہے کہ علمار اہل سنت عرب وعجم، حل وحرم، ہند وسندھ نے مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمد قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھی، مولوی اشرف علی تھانوی کو کافر کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ جو ان کے کفریات قطعیہ پر مطلع ہونے کے بعد ان کو اپنا پیشوا جانے ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اس لئے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کا یہی حکم ہے۔ شامی وغیرہ میں ابن سحنون مالکی قدس سرہٗ سے منقول ہے۔

اجمع المسلمون علیٰ ان شاتمہ کافر ومن شك فی عذابه وکفرہ کفر۔

مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنیوالا کافر ہے جو اسکے عذاب اور کفر میں شک کرے کافر ہے۔

یہ حکم صاف صاف بلا کسی جھجک کے علمار اہل سنت کی کتابوں میں خصوصاً اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کتابوں میں مصرح ہے۔

اب وہ زید ہو یا عمرو، بکر ہو یا خالد، دیوبند کا فارغ ہو یا بریلی شریف کا کسی کی تخصیص نہیں جو بھی ان اساطین دیوبندیت کے ان کفریات قطعیہ پر مطلع ہو کر انھیں مسلمان جانے، پیشوا مانے وہ کافر ہے۔ ایسے لوگوں کی فہرست آپ نے دس بارہ پیش کی ہے۔ ہم ہزاروں بتا سکتے ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔

آپ لوگ بھی رافضیوں، قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں اور اس شان سے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہو کر انھیں کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے تو اگر کوئی رافضی قادیانی ہند، ایران، عراق، لندن، امریکہ، جرمنی کے مولویوں اور ان کی انجمنوں کے نام لکھ کر یہ پروپگنڈہ کرے کہ دیکھو دیوبندیوں نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہدیا تو آپ ضرور اسے دجل وفریب کہیں گے۔

اسی طرح یہ بھی آپ کا دجل ہے کہ علمار اہلسنت نے صرف چار کو کافر کہا اور آپ پروپگنڈہ یہ کرتے ہیں کہ سارے جہاں کو کافر کہدیا۔ گویا دنیا کی ساری آبادی صرف چار افراد کا نام ہے۔

اپنے تسلیم کردہ کافروں کو مسلمان کہہ دیا

۳ ــــــ پھر ان ناموں میں بہت سے ایسے ہیں کہ جنھیں خود دیو بندی مولوی بھی علی الاعلان کافر کہہ چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں۔ مثلاً سر سید، سر سید نے قرآن کریم کی تفسیر کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے۔ جس میں اس نے ہزارہا ضروریات دین کا انکار کیا ہے۔ مثلاً وحی، فرشتے، جنت، دوزخ، وغیرہ، اس پر اس وقت کے تمام علماء نے (بلا استثنا) اس کو کافر مرتد کہا، جن میں اکابرِ دیوبند خود بھی داخل ہیں۔ یہ بات قبلہ مہتمم صاحب سے پوشیدہ نہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ مگر اہلسنت کو بدنام کرنے کے لئے جو خود ان کے عقیدے میں کافر ہے۔ اس کو مسلمان کہہ کر یہ حکم لگا دیا کہ اہلسنت نے ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ دیا۔

جب دیوبندیوں کے نزدیک خود سر سید ضروریات دین کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہوگیا تو اس کے حوالی موالی جتنے ایسے ہیں جو اس کے ہم عقیدہ ہوں اس کے کفریات میں اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوں۔ اسے اپنا پیشوا مانتے ہوں خود ہی کافر ہو گئے۔

ارشاد باری ہے اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ علماء نے فرمایا الرضا بالکفر کفر[1] یہ خود دیوبندیوں کو مسلّم ہے۔ پھر ان میں سے بعض وہ ہیں جن پر دیوبندیوں نے مستقلاً کفر کے فتوے دیئے ہیں جیسے شبلی اعظم گڑھی پھر یہ کتنا بڑا کید ہے کہ جنھیں آپ بھی کافر کہیں۔ صرف علماء اہلسنت کو بدنام کرنے کے لئے ان کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل کر کے یہ پروپگنڈہ کریں کہ اہلسنت نے تمام دنیا کو کافر کہہ دیا۔ اگر سر سید اور اس کے نورتن کا نام ساری دنیا ہے تو جناب! ہم سے پہلے آپ کے اکابر نے ساری دنیا کو کافر کہا۔ ع

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

دیکھئے کتاب حکیم الامت میں ہے۔

[1] کفر پر راضی رہنا بھی کفر ہے۔

"مولانا تھانوی کا فتویٰ شائع ہوگیا، مولانا شبلی اور مولانا حمید الدین فراہی کافر ہیں۔ اور چونکہ مدرسہ انہی دونوں کا مشن ہے اس لئے مدرسۃ الاصلاح، مدرسۂ کفر و زندقہ ہے اور اس کے تمام متعلقین کافر و زندیق ہیں، یہاں تک کہ جو علما اس مدرسہ کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں"۔ صـ ۴۷۵

اور اسی کے مطابق ندوہ لکھنؤ بھی تھانوی کے فتویٰ کی رُو سے مدرسہ کفر و زندقہ ہے اور دار المصنفین بھی تھانوی کے فتویٰ کی رو سے دار الملحدین ہے۔ پھر اسی قاعدے سے سر سید اور سر سید کے جملہ نورتن کافر ہیں اور ملحد، اس کی تمام تحریکات تھانوی کے نزدیک کفر و زندقہ کی تحریکیں ہیں۔ تو جب آپ کے اکابر خود ان سبھوں کو کافر مرتد مانتے ہیں ان کے مدرسوں، ان کے اداروں کو کفر و زندقہ کے مدرسے و ادارے مانتے ہیں، حتیٰ کہ جو ہم نے نہیں کہا وہ آپ کے مرشد نے کہا کہ جو علماً اس مدرسے کے جلسوں میں شرکت کریں وہ بھی ملحد و بے دین ہیں تو آپ کو شرم نہ آئی کہ ہمیں اس پر الزام دیتے ہیں۔ جب اہل سنت سے آپ لوگوں کی عداوت کا یہی حال ہے تو وہ دن دور نہیں جب رفاض، قادیانیوں، بلکہ مشرکین کی تکفیر پر بھی ہماری پگڑی اچھالنے کی مقدس خدمت انجام دیں گے۔

بعض علماء کی تکفیر کا بہتان

۴ــــــ مولانا عبد الباری فرنگی محلی کو بھی آپ نے اپنی فہرست میں داخل کر لیا حالانکہ ان کی تکفیر کا کوئی فتویٰ کبھی کسی سنی عالم نے نہیں دیا ہے۔ میری سمجھ کام نہیں کرتی کہ میں آپ کی اس چابکدستی کو کون سا نام دوں۔

۵ــــــ جماعتوں کی فہرست جو آپ نے دی ہے ان کے تمام شرکا کو کبھی کسی نے کافر نہیں کہا اور نہ ان کی شرکت کو مطلقاً کفر کہا گیا ہے۔ البتہ جس جماعت کے افراد نے کفر کیا ان پر کفر کا فتویٰ ضرور دیا گیا

مثلاً لیگیوں میں جو رافضی تھے ان کو کافر کہا گیا۔ جن بے دینوں نے مسٹر جناح کو سیاست کا نبی قانون کا پروردگار کہا انھیں کافر کہا گیا اور آپ نے یہ لکھ دیا کہ اہلسنت نے ان تمام جماعتوں کے شرکا کو کافر کہہ دیا۔ اگر اسی کا نام دینی خدمت ہے تو گمراہ گردی کے لئے لغت میں کوئی لفظ نہیں مل سکے گا۔

دیوبندیوں کے نزدیک تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں

قاری صاحب! اصل میں آپ کی برادری کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں اب کوئی مسلمان نہیں۔ تمام دنیا مسلمانوں سے خالی ہو چکی ہے جس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ تمام دنیا کے مسلمان کافر ہیں، مگر ازراہ ہوشیاری آپ نے ہمیں الزام دیا کہ ہم تمام دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، تاکہ دنیا آپ لوگوں کے اس گندے عقیدے سے غافل رہ جائے۔ لیجئے سنئے۔

آپ کے امام الطائفہ آپ لوگوں کے عین اسلام تقویۃ الایمان میں لکھتے ہیں۔

"پھر اللہ آپ ایسی ایک باو بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جائیں گے۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔" (صفحہ ۳۶)

یعنی چل گئی وہ باو (ہوا) اور مر گئے وہ سب بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا اور رہ گئے نرے کافر۔

بولئے قاری صاحب! یہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر ہوئی کہ نہیں۔؟

اکابر دیوبند کے نزدیک مولوی اسمٰعیل دہلوی کافر ہیں

قریب ہے یارو! روز محشر، چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا

مسلمانوں کو کافر کہنا تو آپ لوگوں کے دل کی ٹھنڈک اور آنکھوں کا نور ہے

ساری دنیا کے مسلمانوں کی تکفیر کرتے کرتے جب تھک گئے تو خود اپنوں ہی پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ لیجئے شمار کیجئے۔

دیوبندیوں کے امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی صاحب تقویۃ الایمان نے اپنی مشہور کتاب ایضاح الحق میں لکھا ہے۔

تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و اثبات رویت بلا جہت و محاذات ہمہ از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد دینیہ می شمارد۔

اللہ عزوجل کا زمان و مکان و جہت سے منزہ ماننا اور اسکی رویت بلا جہت و محاذات کے ثابت کرنا بدعات حقیقیہ سے ہے اگر ایسے عقیدے والا اُس کو عقائد دینیہ سے شمار کرے۔

اس عبارت پر علماء دیوبند کا ایک فتویٰ مع سوال و جواب کے درج ذیل ہے۔

سوال :۔ کیا ارشاد ہے علماء دین کا اس شخص کے بارے میں جو کہے کہ اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک اور اس کا دیدار بے جہت حق جاننا بدعت ہے۔؟ بَیِّنُوْا وَتُوْجَرُوْا

اَلْجَوَابُ ۱ :۔ یہ شخص عقائد اہل سنت سے جاہل اور بے بہرہ اور وہ مقولہ کفر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

——— بندہ رشید احمد (گنگوہی)

الجَوابُ صَحِیْحٌ ——— اشرف علی (تھانوی) عفی عنہ

۲ حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے منزہ ماننا عقیدہ اہل ایمان ہے۔ اس کا انکار الحاد و زندقہ ہے اور دیدار حق تعالیٰ آخرت میں بے کیف و بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدے کا بد دین و ملحد ہے۔

——— کتبہٗ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ مفتی مدرسہ دیوبند

الجواب صحیح ——— بندہ محمد حسن عفی عنہ مدرس اول دیوبند

۳ وہ ہرگز اہلسنت سے نہیں۔ ——— حررہٗ المسکین عبد الحق

الجواب صحیح ———— محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مراد آباد

۷ ایسے عقیدے کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔

———— ابوالوفا ثناء اللہ

نتیجہ یہ نکلا کہ امام الطائفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف ایضاح الحق ان دیوبندی و غیر مقلد مفتیوں کے نزدیک عقائد اہلسنت سے جاہل بے بہرہ ہے۔ بددین، ملحد ہے، ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ دین سے ناواقف ہے اس کا یہ مقولہ کفر ہے۔

مولوی قاسم نانوتوی کافر ہیں۔ دیوبندی مفتیوں کا فتویٰ

قاری صاحب! آپ کے دادا بانیٔ مدرسہ دیوبند کے قصائد قاسمی میں ص۸ پر ایک شعر ہے ؎

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ ترا اسکی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

اس شعر کے بارے میں متعدد دیوبندی مولویوں سے استفتار کیا گیا توان کے مندرجہ ذیل جوابات موصول ہوئے مع سوال و جواب ملاحظہ کریں۔

سوال :- کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک میلاد خواں نے محفل مولود میں مندرجہ ذیل شعر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں پڑھا ؎

جو چھو بھی دیوے سگِ کوچہ ترا اسکی نعش
تو پھر تو خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

الجواب :- ———— یہ شعر پڑھنا حرام و کفر ہے۔ اگر یہ سمجھ کر پڑھے، کہ اسکا اعتقاد اور پڑھنا کفر ہے۔ تب تو اس کا ایمان باقی نہ رہا۔ اور اگر یہ علم نہ ہو کہ اس کا پڑھنا اور اعتقاد کفر ہے تو یہ شخص فاسق

اور سخت گنہگار ہے۔ اس کو تا مقدور اس حرکت سے روکنا شرعاً لازم ہے۔ ______ احمد حسن۔ ۱۵ شوال ۱۳۶۹ھ سنبھل

۲ ______ اس شعر کا مفہوم کفر ہے۔ لکھنے والا اور عقیدہ سے پڑھنے والا خارج از ایمان ہے۔ ایسے صریح الفاظ میں تاویل کی گنجائش نہیں"
______ ظہورُ الدین سَنبھل

۳ ______ کسی بیہودہ اور جاہل آدمی کا شعر ہے۔ بے وقوف اور بیہودہ لوگ ہی ایسے مضمون سے محظوظ ہوتے ہیں۔ اگر یہ اس کا عقیدہ ہے تو کفر ہے۔ دیندار آدمی کو اس کے سننے سے بھی احتیاط چاہیئے۔
______ سَعیدُ احمد سنبھل

۴ ______ اس شعر کا نعت میں لکھنا اور پڑھنا دونوں کفر ہے۔
______ وارث علی عفیَ عنہ سَنبھل

۵ ______ تینوں حضرات دام ظلہم العالی کے جوابات کی میں بالکل موافقت کرتا ہوں۔ ______ مُحَمَّد ابراھیم عفیَ عَنہ
مَدرسۃ الشرع سَنبھل

۶ ______ شعر مذکور اگرچہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف میں شاعر نے کہا ہے۔ لیکن اتنا ضرور ہے کہ شاعر شرعی اصول سے واقف نہیں ہے۔ شعر میں حد درجہ کا غلو ہے جو اسلامی اصول کے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ شاعر کافر اس وجہ سے نہیں ہوسکتا کہ شعر کا پہلا مصرع شرط ہے (جو معنی میں اگر کے ہے۔ اور محال چیز کو فرض کر رکھا ہے، شرط کا وجود محال ہے۔ اس لئے دوسرا مصرع جو بطور جزا کے ہے اس کا مرتب ہونا بھی محال ہے۔ مگر شعر نعت رسول میں بہت گرا ہوا اور رکیک ہے ایسے غلو سے شاعر کو بچنا

فرض اور ضروری ہے ایسے اشعار سے آپ کی تعظیم نہیں ہوتی ہے بلکہ توہین کا پہلو نمایاں ہو جاتا ہے یہ صحیح ہے کہ قرآن کے حکم کیمطابق ابلیس جنت میں نہیں جائے گا مگر اس شعر کے قائل کو کافر نہیں کہہ سکتے کہ اس میں محال کو فرض کر رکھا ہے۔ جب تک صحیح توجیہ کلام کی ہو سکتی ہے۔ اس وقت تک اس کے قائل کو کافر کہنا جائز نہیں۔ ایسے اشعار مولود میں پڑھنا نہیں چاہئے۔ واللہ اعلم

(کتبہ سید مہدی حسن صدر مفتی دار العلوم دیوبند

۱۳ ۲/۷ جمعہ

نتیجہ:۔ ان دیوبندی مفتیوں کے نزدیک مولوی قاسم نانوتوی کافر بے ایمان، فاسق، سخت گنہگار، جاہل، بیہود، شرعی اصول سے ناواقف ہیں، اور توہین رسالت کے مرتکب ہیں۔ ان کا یہ شعر بہت گرا ہوا رکیک ہے اس کا مفہوم ایسا کفر ہے جس میں تاویل کی گنجائش نہیں، اس کا نعت میں لکھنا اور پڑھنا دونوں کفر ہے۔ اس میں حد درجہ غلو ہے ـــــــ بولئے قاری صاحب! آپ کیا فرماتے ہیں۔؟

ہفت روزہ اخبار "دور جدید" کی ہولناک سرخیاں

مہتمم دیوبند کے خلاف مفتی دیوبند کا فتویٰ۔

ملحد، بے دین، عیسائیت و قادیانیت کی روح۔

قاری طیب جب تک توبہ نہ کریں ان کا بائیکاٹ کیا جائے۔

جناب ابو محمد امام الدین رام نگری اپنے ماہنامہ انوار اسلام ص۲ بابت ماہ فروری ۶۳ء کالم ۲ پر رقمطراز ہیں۔

"یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ سرخیاں کتنی ہولناک اور پریشان کن ہیں۔ دور جدید کی اسی اشاعت میں دوسری جگہ استفتا اور صدر مفتی

دارالعلوم دیوبند مولانا سید مہدی حسن صاحب کا فتویٰ بھی نظر سے گذرا واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا قاری طیب صاحب کی کوئی نئی کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام ہے "اسلام اور مغربی تہذیب" اس کتاب کے بعض اقتباسات سے کسی نے استفتار کر کے مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب کے پاس بھیج دیا۔ اور کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔ مفتی صاحب نے شریعت کا حکم بیان کر دیا۔ بعد ازاں مستفتی نے استفتار اور فتویٰ اس وضاحت کے ساتھ کہ اقتباسات حضرت مہتمم صاحب کی کتاب کے ہیں۔ اخبار دعوت میں شائع کر دیا۔ وہ استفتار۔ اور فتویٰ بحوالہ سہ روزہ اخبار دعوت بابت ۲۲ دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ اول یہ ہے۔

کیا فرماتے ہیں علمار دین شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین فَاَرْسَلْنَا اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے۔

اقتباس ۱ ــــــ یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرار کے سامنے جس شبیہہ مبارکہ اور بشر سوئی نے نمایاں ہو کر پھونک مار دی وہ شبیہہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے بین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہہ مبارکہ کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جب کہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں۔

اقتباس ۲ ــــــ پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعوے دار ایک ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں۔ بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہو۔

اقتباس ۳ ــــــ حضور تو بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیار کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیار کے خاتم کئے گئے جس میں ختم نبوت کے منصب میں یک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی۔ الولد سِرٌّ لِاَبِیْهِ۔

اقتباس ۱۲ ـــــــ "بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضورؐ سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاقِ خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی جس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خُلقاً وخِلقاً رتبتاً ومقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔"

براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن وحدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت اور عدم صحت ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعوی کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیسا ہے؟

الجواب ـــــــ جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریفات کر رہا ہے۔ بلکہ درپردہ وہ آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تشریح کی کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے۔ وہ شبیہہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ہ کَلِمَتُہٗ اَلْقٰھَا اِلٰی مَرْیَمَ وَرُوْحٌ مِّنْہُ فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا (الٰی قَوْلِہٖ تعالٰی) فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَھَبَ لَكِ غُلٰمًا زَکِیًّا قَالَ رَبُّكِ ھُوَ عَلَیَّ ھَیِّنٌ وَّلِنَجْعَلَہٗ اٰیَۃً لِّلنَّاسِ اِلٰی اٰخِرِ الاٰیات۔ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کے قائل تھے۔ اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔

شخص مذکور ملحد و بے دین ہے۔ عیسائیت وقادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسی ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا

ہے۔ جس کی تردید علی رؤس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے ۔ نیز
لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم (الحدیث)
ببانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔
الحاصل یہ اقتباسات قرآن وحدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت
کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہئے بلکہ
ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے ۔ جب تک توبہ نہ کرے۔
واللہ تعالیٰ اعلم

سید مہدی حسن
مفتی دارالعلوم دیوبند

کہئے قاری صاحب! اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے ختم نبوت کے انکار کی
بنا پر آپ کے دادا کو کافر کہہ دیا تھا تو ان کی امت نے آسمان سر پر اٹھا لیا اور
آپ نے یہ اشتہار دے دیا کہ اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) نے ساری دنیا کے
مسلمانوں کو کافر کہہ دیا۔ اب جب کہ آپ کے مفتیوں نے آپ کے امام الطائفہ
مولوی اسمٰعیل دہلوی کو اور آپ کے دادا مولوی قاسم نانوتوی کو۔ اور خود آپ کو
کافر، ملحد، دین سے خارج لکھ دیا تو اب آپ کیا فرماتے ہیں کَفَی اللّٰہُ المؤمِنِینَ
القِتَال ۔

یہ ہے حق کی فتح مبین کہ جو فتویٰ آپ کی جماعت کے بارے میں علمائے
اہلسنت دیتے تھے ۔ وہی فتویٰ اب آپ کی جماعت خود آپ لوگوں کے بارے
میں دینے لگی ہے ۔ کیا آپ یا آپ کی برادری یہاں بھی کہنے کی جرأت کر سکتی
ہے کہ اہلسنت نے آپ کے ان مفتیوں کو دھوکا دیا ۔ یا یہ اردو نہیں جانتے تھے
اس لئے فریب میں آگئے بولئے کیا ارشاد ہے ۔

آپ چلے ہیں حضرت واعظ بھی اب کچھ راہ پر
تا درِ میخانہ آجاتے ہیں سمجھاتے ہوئے

ان حالات میں ہمیں یہ یقین ہو چلا ہے کہ اگر ابتدائً تحذیر الناس، براہین

قاطعہ، حفظ الایمان کی عبارتوں پر مصنفین کا نام لئے بغیر دیوبندی مولویوں ہی سے استفتار کیا جاتا تو یقیناً وہی فتویٰ ملتا جو حسام الحرمین میں مذکور ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک علمار حرمین کے مقابلہ میں علمار دیوبند کا فتویٰ مقبول ہے

تمام دنیا کے علمار کے بارے میں دیوبندیوں کا کیا خیال ہے؟ اس کا اندازہ اس سے کریں کہ علمائے حرمین کے بارے میں یہ لوگ کیا کیا لکھ چکے ہیں۔

"فتویٰ نویسی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھوالو۔ اگر ان کو عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جاویں اور خود شیخ العلمار جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں۔ اور بغدادی، رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب کو مومن لکھ دیا۔ خلاف روایت صحاح احادیث کے اور علیٰ ہذا کہاں تک لکھوں کہ طول ہے اور شرم بھی آتی ہے کہ ہجو علمائے حرمین کی لکھوں مگر ناچار لکھنا پڑا پس اگر کسی نے ایسی حالت میں علمار دیوبند کو علمار حرمین پر ترجیح بوجہ اعتماد کے دے دی تو کون سا غضب کیا اہل فہم انصاف کریں کہ ایسی حالت میں علمائے دیوبند کا فتویٰ قابل اعتماد ہوگا یا علمائے حرمین گا۔" (البراہین القاطعہ ص۲۳)

دیوبندی مولویوں کا حال

جب علمائے حرمین دیوبندیوں کے نزدیک قابل اعتماد نہیں تو دیگر بلاد کے علمار کس گنتی میں ہیں۔ رہ گئی حقیقت حال کیا ہے اس کو کوئی معلوم کرنا چاہے تو اوپر مذکورہ تینوں سوالوں کو نام لے کر کوئی پوچھ دیکھے تو خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہی قلم جو انجانے میں اتنا تیز چلا ہے نام معلوم ہونے کے بعد ٹوٹ کر رہ

بھاگا ہے۔

چنانچہ ایضاح الحق کی عبارت اور قصائد قاسمی کے شعر کے سلسلہ میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے جب نام نہیں معلوم تھا تو وہ فتویٰ آیا اور جب نام لے کر پوچھا گیا تو پہلے سوال کے جواب میں بہت ہی بھولے پن سے لکھ دیا۔

"ایضاح الحق بندہ کو یاد نہیں ہے کیا مضمون اور کس کی تالیف ہے" ——— (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۳۶ رحیمیہ دیوبند)

اور دوسرے سوال کے جواب میں ایک جدید مفتی نے لکھا ہے۔

"یہ شعر بہت بڑے قصیدہ کا شعر ہے جس میں شاعر نے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کی ہے۔ وہ سارا قصیدہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ڈوبا ہے" ——— (فتویٰ نمبر ۶۴۸/ب)

اور مہدی حسن صاحب چونکہ قاری صاحب کے دست نگر تھے نتیجہ یہ نکلا کہ ہزار عذر خواہی کی مگر دیوبند کے دار الافتار سے الگ ہونا پڑا۔

کیا اسی کا نام حقانیت ہے؟

اب ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ کون ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے اور کس کے قلم کی بنیاد کتاب اللہ اور احادیث ہیں۔؟

اور کس کے دار الافتار کا قلم ناموں کی تبدیلی سے بدلتا رہتا ہے؟

تلبیس نمبر ۵

قاری صاحب! اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر یہ افترار کرتے ہوئے کہ انھوں نے کسی صحابی یا تابعی کو کافر کہا ہے۔ لکھتے ہیں۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی نے اس بات کی وضاحت کی ہے کہ عبدالرحمٰن قاری کافر تھا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ ان کو قرأت سے قاری نہ سمجھا جائے بلکہ قبیلہ بنی قارہ سے تھے۔ قبیلہ بنی قارہ میں

جو عبدالرحمٰن قاری ہیں وہ یا تو صحابی ہیں یا تابعی ہیں۔ ثبوت میں الملفوظ حصہ دوم ص۴۲ کی یہ عبارت پیش کی ہے۔

ایک بار عبدالرحمٰن قاری، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آن پڑا۔ چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔

اس پر دیوبندیوں کا اعتراض یہ ہے کہ "یہ عبدالرحمٰن، جس کا یہاں تذکرہ ہے صحابی ہے۔ اسے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کافر کہہ دیا"

اعتراض کرنے کو تو دیوبندیوں نے کر دیا۔ مگر تیس سال سے مطالبہ ہو رہا ہے کہ عبدالرحمٰن قاری نام کے اگر کوئی صحابی ہیں تو بتاؤ۔ ان کا تذکرہ کس کتاب میں ہے ان کا سن پیدائش اور وصال کیا ہے۔

لیکن تیس سال کی طویل مدت میں آج تک کوئی دیوبندی یہ نہیں ثابت کر سکا کہ عبدالرحمٰن قاری، کوئی صحابی ہیں۔

"فریب دینے کے لئے، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کو پیش کرتے ہیں۔ محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تابعی ہیں۔ امام سیر و مغازی واقدی نے ضرور انھیں ان صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے۔ مگر انھیں نہ تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع ہے نہ روایت۔ ان کی وفات ۸۱ھ میں اس وقت ہوئی جب کہ ان کی عمر اٹھہتر سال کی تھی اس حساب سے ان کا سن پیدائش ۹ھ نکلتا ہے۔ الاکمال میں انھیں طبقات تابعین میں شمار کیا ہے لکھتے ہیں۔

عبد الرحمٰن بن عبد القاری یقال انہ ولد علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولیس لہ منہ سماع ولا روایۃ۔ وعدہ	عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیدا ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو نہ سماع ہے نہ روایت

الواقدی من الصحابة فیمن ولد علی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم المشہور انہ تابعی وھو من جملة تابعی المدینة وعلمائھا سمع عمر بن الخطاب مات سنة احد وثمانین ولہ ثمان وسبعون سنة۔

واقدی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے مشہور یہ ہے کہ یہ تابعی ہیں یہ مدینہ کے تابعین اور علماء میں سے ہیں حضرت عمر سے حدیث سنی، ۸۱ھ میں وفات پائی۔ اس وقت انکی عمر ۷۸ سال کی تھی۔

اس سے ظاہر ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کے صحابی ہونے کے قول میں۔ امام واقدی منفرد ہیں۔ قول مشہور و ماخوذ یہی ہے کہ یہ تابعی ہیں الاکمال میں اپنا فیصلہ یہی دیا۔

ھو من جملة تابعی المدینة وعلمائھا یہ مدینہ کے تابعین اور علماء میں سے ہیں اور یہی قاری طیب کے مقرر مفتی محمود نے بھی لکھا ہے جس پر اور بھی لوگوں کے دستخط ہیں۔

"اصطلاح محدثین میں یہ صحابہ میں شمار نہیں۔ بلکہ مدینہ کے تابعین میں داخل ہیں۔" فتویٰ ص ۶۴۸ ب محررہ بروز اتوار بتاریخ ۱۶/۸/۸۷ھ

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب کہ قول مختار ماخوذ یہی ہے کہ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری تابعی ہیں تو اس کی بھی گنجائش نہیں رہی کہ اس عبدالرحمٰن کو جس کا تذکرہ الملفوظ حصہ دوم ص ۴۲ پر ہے، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری فرض کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر تبرا بازی کریں کہ صحابی کو کافر کہہ دیا۔ برسہا برس تک یہی شور مچاتے رہے کہ یہ صحابی ہیں صحابی کو کافر کہہ دیا۔ مگر جب صحابی ہونا ثابت نہ کر سکے تو اب جھینپ مٹانے کے لئے یہ کہتے ہیں۔ صحابی یا تابعی کو کافر کہہ دیا۔ کیا بتاؤں ؎

دکھاؤں عشق کی خودداریاں جگر میں تھی ۔۔۔ جو ایک بات پر قائم غرور و ناز رہے

عبدالرحمٰن بن عبدالقاری، صحابی ہوں یا تابعی یہ کسی طرح وہ عبدالرحمٰن ہرگز ہرگز نہیں۔ جسے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کافر کہا ہے اور جس کے کفری کارنامے الملفوظ میں یہاں مذکور ہیں۔

اولاً:۔ اس لئے کہ یہ واقعہ غزوہ ذات القرد کا ہے۔ جو ۶ھ محرم میں ہوا۔ اور یہ عبدالرحمٰن اسی واقعہ میں قتل ہوا۔ اور عبدالرحمٰن بن عبدالقاری کی ولادت ۹ھ میں ہوئی جو شخص ابھی دنیا میں نہیں آیا اس کی طرف وہ واقعات کیسے منسوب ہو سکتے ہیں۔ جو اس کی پیدائش سے تین سال پہلے رونما ہوئے۔

ثانیاً:۔ اس عبدالرحمٰن کو، صحابی یا تابعی کہنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے۔ کیونکہ اس عبدالرحمٰن کے بارے میں جو واقعات وہیں مذکور ہیں ان سے ظاہر ہے کہ یہ بلاشبہہ خبیث ترین، کافر، اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عدوِ محارب تھا۔ الملفوظ میں جسے کافر کہا اس کے یہ کرتوت بھی وہیں مذکور ہیں۔

(۱) یہ عبدالرحمٰن اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر آ پڑا۔

(۲) سرکار کے چرواہے کو قتل کیا۔

(۳) سرکاری اونٹ لے گیا۔

(۴) سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے، اس کا اور اس کے ہمراہیوں کا تعاقب کیا۔ انھیں قتل کیا ان کا سامان چھینا۔

(۵) اس عبدالرحمٰن سے، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلے بھی کبھی آمنا سامنا ہو چکا تھا۔

(۶) اس عبدالرحمٰن کو ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

ہر دیندار غور کرلے۔ کیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں

کو لوٹنے والا صحابی یا تابعی ہوگا؟

کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جنگ کرنے والا صحابی یا تابعی ہوگا۔؟

کیا حضرت سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کا تعاقب کیا؟ کسی صحابی یا تابعی کے سامان کو چھینا۔؟

کیا حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی صحابی یا تابعی کو قتل کیا؟

ذرا سی عقل و دین رکھنے والا کبھی بھی یہ جرأت نہیں کرسکتا کہ یہ شخص صحابی یا تابعی ہو سکتا ہے۔ سب کا یہی فیصلہ ہوگا کہ یہ عبدالرحمٰن ضرور بالضرور۔ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت ترین دشمن اور بدترین کافر ہے۔ یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے لکھا ہے۔ مگر تمام دیوبندی برادری اوران کے امام وقت مہتمم دیوبند بھی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عداوت کے جوش میں اندھے ہوکر اللہ عزوجل، اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایسے خبیث ترین دشمن کو صحابی یا تابعی کہتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیوبندیوں کے نزدیک، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اونٹوں پر ڈاکہ ڈالنے والا بھی صحابی یا تابعی ہے؟ سرکاری چرواہے کو قتل کرنے والا بھی صحابی یا تابعی ہے؟ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس سے جہاد فرمائیں وہ بھی صحابی یا تابعی ہے؟

صحابۂ کرام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معیت میں جسے قتل کریں جس کے اموال کو غنیمت بنائیں وہ بھی صحابی یا تابعی ہے؟

اگر ایسا بدترین کافر بھی صحابی یا تابعی ہے تو وہ دن دور نہیں جب کہ دیوبندی حضرات ابوجہل، عتبہ، شیبہ، امیہ، ولید وغیرہم شیاطین کو بھی صحابی یا تابعی کہنے لگیں مگر دیوبندیوں سے اس قسم کی باتیں کیا مستبعد۔ جب کہ ان کے نزدیک اللہ عزوجل کو کاذب کہنے والا قطب الاقطاب ہے۔ شیطان لعین کے ناپاک علم کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک سے زیادہ ماننے والا ان کے دھرم میں غوث اعظم ہے ختم نبوت کا منکر ان کے یہاں حجۃ الاسلام قاسم العلوم

والخزات ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو بچوں پاگلوں کے علم سے تشبیہ دینے والا ان کے اعتقاد میں حکیم الامت ہے تو پھر ان سے اس کی کیا شکایت کہ اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن، ان سے لڑنے والے کو صحابی یا تابعی کہہ دیا۔

صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا

عبدالرحمٰن کے نام کے ساتھ جو واقعات مفصل مذکور ہیں وہ قطعی طور پر اس کو متعین کر رہے ہیں کہ یہ ضرور بالضرور کافر تھا۔ اور یہ عبدالرحمٰن، عبدالرحمٰن بن عبدالقاری ہرگز ہرگز نہیں۔ اگرچہ اس کافر عبدالرحمٰن کی نسبت بدل گئی ہے کہ فزاری کی جگہ قاری ہوگیا ہے۔ صرف نسبت کے بدلنے سے مسمیٰ نہیں بدلتا۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کسی نے نماز میں نیت کی کہ میں نے اس امام کی اقتدا کی جو محراب میں کھڑا ہے جس کا نام عبداللہ ہے مگر حقیقت میں وہ جعفر تھا تو اقتدا، درست ہے۔ عالم گیری میں ہے۔

ولوکان المقتدی یری شخص الامام فقال اقتدیت بالامام الذی ھو قائم فی المحراب الذی ھو عبد اللہ فاذا ھو جعفر جاز۔

اگر مقتدی امام کو دیکھ رہا ہے اور یوں نیت کی میں نے اس امام کی اقتدا کی جو محراب میں کھڑا ہے جو عبداللہ ہے حالانکہ وہ جعفر ہے تو بھی درست ہے۔

مقتدی نے امام کا نام بدل کر لیا مگر چونکہ وصف سے متعین ہے تو نام کی تبدیلی اثر انداز نہیں اور اقتدا، درست ہے اور یہاں الملفوظ میں نام صحیح ہے اوصاف صحیح ہیں۔ نام اور اوصاف اس کو اس طرح متعین کر رہے ہیں کہ ذرا بھی شبہہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ "یہ کون ہے" اور جو بھی ہے وہ ضرور کافر ہے پھر بھی نسبت میں غلطی ہو جانے سے جو نام میں غلطی سے بہت خفیف ہے محکوم علیہ کی تبدیلی کا حکم کرنا دسیسہ کاری فریب دہی نہیں تو اور کیا ہے؟

دیوبندیوں کے نزدیک صحابہ کی تکفیر کرنے والا سنی مسلمان ہے

ہم اہل سنت کے نزدیک صحابہ یا تابعین کی تکفیر کرنے والا یقیناً اہلسنت جماعت سے خارج رافضی یا خارجی ہے۔ مگر دیوبندیوں کے عقیدے میں صحابہ کو کافر کہنے والا سنی مسلمان ہے۔ اے دیوبندیو! یہاں فزاری کی جگہ قاری ہو جانے سے اسے کھینچ تان کر دھاندھلی کر کے صحابی یا تابعی کی تکفیر قرار دینے والو اپنے امام وپیشوا کا فتویٰ دیکھو۔

"جو شخص صحابہ کرام کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے۔ اور وہ اس کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔" (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۳۱)

رہ گیا۔ ملعون ہونے کا سوال تو اسے اپنے دوسرے فتویٰ سے ختم کر دیا۔ لکھتے ہیں۔

"جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہو جائے اس پر لعنت کرنا نہیں چاہئے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے۔" (ایضاً ص۳۹)

ہر ادنیٰ سی عقل رکھنے والے پر ظاہر ہے کہ صحابہ کی تکفیر کرنے والا جب اہلسنت جماعت سے خارج نہیں یعنی سنی ہے تو ضرور مسلمان ہے اب مثلاً زید نے صحابہ کی تکفیر کی تو وہ سنی مسلمان ہی رہا اس پر اس فتویٰ کی رو سے لعنت نہیں کی جاسکتی اس لئے زید کو ملعون بھی نہیں کہا جاسکتا۔

اس کی مزید تائید انھیں قبلہ کے دوسرے فتویٰ سے ہوتی ہے۔
"جو شخص حضرات صحابہ کی بے ادبی کرے وہ فاسق ہے۔" (ایضاً ص۹۶)

تلبیس نمبر ۶ (الف)

مہتمم دیوبند نے اس نمبر میں، ہم اہل سنت پر یہ بہتان باندھا ہے کہ ہم قرآن کو محفوظ نہیں مانتے۔ لکھتے ہیں

روافض بھی تقریباً قرآن حکیم کے بارے میں، اسی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

" اعلیٰ حضرت بریلوی خود یہ فرماتے ہیں ان کے ملفوظ کے بعینہٖ الفاظ درج ذیل ہیں۔ قرآن عزیز کے الفاظ کی حفاظت کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اگرچہ معانی ان الفاظ کے ساتھ ہیں لیکن ان معانی کا علم ہونا کیا ضرور نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ" اور یہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔

(ملفوظ حصہ سوم ص ۹۸)

تشریح قرآن کریم میں خطاب بلا واسطہ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ہے آیات کے معنی نہ سمجھنا یا بھولنے کا امکان ماننا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ کیونکہ بعض آیتوں کا بھول جانا آپ کے لئے ممکن ہے اور معانی کا سمجھنا بھی ضروری نہیں ہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اس سے بڑی کوئی توہین ہو سکتی ہے۔ ؟

انتھی بلفظہ

مہتمم دیوبند نے الملفوظ کی اس عبارت کی بنا پر تین انتہائی سنگین الزامات اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر عائد کئے ہیں۔

(۱) اس سے لازم کہ قرآن محفوظ نہیں۔

(۲) اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی توہین ہے۔

(۳) اس میں قرآن کی بھی سب سے بڑی توہین ہے۔

مہتمم دیوبند نے یہ تینوں الزامات اس بنیاد پر عائد کئے ہیں کہ ان کے زعم میں الملفوظ کی اس عبارت میں آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے لکھ دیا گیا ہے کہ آپ نے آیات کے معنی نہیں سمجھے یا آپ کے لئے آیات کے معنی سمجھنا ضروری نہیں اور بعض آیات کا نسیان آپ سے ممکن مانا گیا ہے۔

مہتمم دیوبند کی بہتان طرازی

ذہن مفلوج روایت کی تھکن چہرے پر
ہائے کس شان سے محفل میں سخنور آئے

مجھے حیرت ہے کہ آخر بڑھاپے میں مہتمم صاحب کو ہو کیا گیا ہے۔ قبر میں پاؤں لٹکانے کے باوجود اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عداوت میں ان کے خلاف ہرنا کردنی کر گئے اور ہرنا گفتنی کہہ گئے۔ الملفوظ کی عبارت خود مہتمم صاحب کی نقل کردہ پوری کی پوری آپ کے سامنے ہے۔ اس میں یہ تو ضرور ہے۔ ممکن ہے کہ بعض آیتوں کا نسیان ہوا ہو۔

مگر کہیں یہ نہیں کہ آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ کہا گیا ہو کہ آپ نے آیات کے معنی نہیں سمجھے یا یہ کہا گیا ہو کہ آپ کے لئے آیات کے معنی سمجھنا ضروری نہیں۔

ہاں یہ ضرور لکھا ہے کہ نبی کلام الٰہی کے معنی سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہے ہر عاقل پر روشن کہ ان دونوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔

اعلیٰحضرت قدس سرہ نے جو کچھ ارشاد فرمایا اس کی دلیل بھی ساتھ ہی بیان فرمادی ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ اسی آیت کا صریح مفہوم ہے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کا یہ ارشاد۔

نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہے۔

قرآن مجید کا انکار کرنا اس کے متفق علیہ اجماعی معنی کا انکار کر کے تاویل کی بھول بھلیاں میں غائب کرنے کی کوشش مہتمم صاحب کے گھر کی پرانی ریت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس آیت کی وہ تشریح جو خود ان کے سکنڈ پیر تھانوی صاحب نے کی ہے۔ نقل کر دوں۔ اختصار بیان القرآن میں اسی آیت کے تحت ہے۔

"قرآن آپ کے سینے میں جمع کر دینا یعنی یاد کرا دینا اور آپ کے لئے اس کی قرأت آسان کر دینا اور اس کا صاف مطلب و مفہوم سمجھا دینا سب کچھ ہمارے ذمہ ہے"

اگر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد "کہ نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کے محتاج ہیں" یہ مطلب ہے کہ معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آیات کے معانی نہیں سمجھا، یا سمجھنا ضروری نہیں تو پھر آپ کے مرشد برحق کے ارشاد کا بھی یہی مطلب ہوا۔ اب اگر ہمت ہے تو اپنے مرشد برحق کو بھی وہی جلی کٹی سنائیں جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو سنائی ہیں۔ تو ابھی آپ کے دھرم کرم کا سارا بھرم سب پر کھل جائے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جو کچھ فرمایا وہ حق اور آیت کا مفہوم اور مہتمم دیوبند نے اس کی جو تشریح کی وہ سراسر افترا، بہتان کذب بحت اور یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔ حدیث شریف میں آپ کی برادری کی یہی علامت بیان فرمائی ہے۔

اذا حدث کذب جب بولے جھوٹ بولے۔

مہتمم دیوبند کا انکار قرآن

ہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ ضرور فرمایا کہ ممکن ہے کہ بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔ لیکن اس پر اعتراض کرنا اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھونا ہے اور قرآن کریم کی نص صریح کا انکار ہے۔ قبلہ؟ ہم نے سنا ہے کہ بچپن میں آپ نے قرآن مجید حفظ کیا تھا اور اب بھی اہل دول کی رضاجوئی کے لئے بمبئی وغیرہ تراویح سنانے جاتے ہیں۔ آپ کو پہلے ہی پارہ کی یہ آیت یاد نہیں۔

وَمَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا (البقرہ پ۱)

ہم کسی آیت کے حکم کو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت ہی کو ذہنوں سے فراموش کر دیتے ہیں تو اس آیت سے بہتر یا اس آیت کے

مثل لے آتے ہیں۔ (ترجمہ تھانوی)

اور آپ بھول گئے تو کسی پارہ عم پڑھنے والے بچے سے پوچھ لیجئے وہ آپ کو یہ آیت بتادے گا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسَىٰٓ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۔ اس قرآن کی نسبت ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم جتنا قرآن نازل کرتے جائیں گے آپ کو پڑھادیا کریں گے۔ یعنی یاد کرادیا کریں گے۔ پھر آپ اس میں سے کوئی جزء نہیں بھولیں گے۔ مگر جس قدر بھلانا اللہ کو منظور ہو کہ نسخ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ (ترجمہ تھانوی کا)

اسی کے حاشیہ پر ہے۔

"جب محفوظ رکھنا مصلحت ہوتا ہے محفوظ رکھتے ہیں جب بھلا دینا مصلحت ہوتا ہے۔ بھلا دیتے ہیں"

مہتمم صاحب کے امام الطائفہ کے عم نسب، جد طریقت، پدر شریعت حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر میں نُنْسِهَا کے تحت لکھتے ہیں۔

یعنی ما فراموش بکنانیم آن آیت را از خاطر پیغمبر و دیگر قاریاں ۔ یعنی ہم وہ آیت پیغمبر اور دوسرے قاریوں کے دل سے بھلا دیتے ہیں۔

قاری صاحب! قرآن کو تاویل کی بھول بھلیاں میں پھنسانے کا راستہ آپ کے سکنڈ پیرا ور استاذ الاساتذہ نے بند کر دیا۔ اب آپ ان دونوں آیات کو اور اپنے مرشد برحق کے ترجمے تفسیر کو سنبھل کر ہوش و حواس مجتمع کر کے پڑھئے اور اپنے شتر بے مہار قلم سے نکلے ہوئے جملوں کو یہاں بھی جوڑ کر بتائیے کہ آپ کا یہ فرمانا کہ۔

"آیات کے بھولنے کا امکان ماننا اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ موجودہ قرآن مکمل نہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اس سے بڑی توہین ہو سکتی ہے"

ان دونوں آیتوں کا انکار ہے یا نہیں ہے اور ضرور ہے تو بولئے تلبیس[۶]

ہے میں آپ نے جو کفری جال اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے لئے بچھایا تھا اس میں خود پھنسے کہ نہیں اگر حافظہ نباشد والی بات ہو تو ہم سے سنئے۔ آپ نے لکھا تھا۔

"قرآن حکیم میں کسی بات کا اثبات کیا گیا ہو۔ اس کی نفی کر دی جائے اور کسی چیز کی نفی ہو اس کا اثبات کر دیا جائے تو وہ کافر ہے بات بھی صحیح ہے۔ علماء حق کا عقیدہ بھی یہی ہے۔

"اللہ عزوجل"
دیوبند کے تکفیری راکٹ کا نشانہ

مہتمم صاحب نے بعض آیات کا نسیان ممکن ماننے کو، آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن کی سب سے بڑی توہین بتایا اور صریح نص قرآنی سے ثابت کیا کہ بعض آیات کا نسیان ممکن تو لازم کہ اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی توہین کی اور قرآن و آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی توہین کفر تو نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کی تشریح کے بموجب معاذاللہ، اللہ عزوجل کافر ہے۔

شاہ عبدالعزیز اور تھانوی صاحبان اور خود مہتمم دیوبند اپنی کفری مشین گن کی زد پر

حضرت شاہ صاحب اور آپ کے سکنڈ مرشد تھانوی نے بھی یہی لکھا تو یہ دونوں بھی آپ کی تشریح کے بموجب توہین قرآن و رسالت کر کے کافر مرتد ہوئے۔

اور آپ خود ان دونوں کے اس مضمون پر مطلع ہوتے ہوئے ان کو امام و پیشوا مان کر کافر بقلم خود ہوئے

قرآن کریم کے کسی مضمون کو موجب کفر بتانا شدید تر کفر ہے اور آپ نے علیٰ رُؤسِ الاَشہاد ایک [illegible] ضمون کو مستلزم کفر بتایا تو یوں بھی آپ ڈبل کافر بقلم خود ہوئے۔

قاری صاحب اب موقع آگیا ہے اس شعر کے پڑھنے کا، پڑھئے اور جھوم جھوم کر پڑھئے ؎

ابجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

اور ہم سے ایک عدد مزید سنئے ؎

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

کہاں ہیں پیشہ ور قصّاصین و مناظرین جو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر الزام لگاتے پھرتے ہیں کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کو کافر کہہ دیا۔ آئیں اور اپنے مہتمم صاحب کا اس بڑھاپے میں یہ دم خم دیکھیں کہ بیک جنبش قلم۔ معاذ اللہ معاذ اللہ امت تو امت رسول تو رسول اللہ عزوجل تک کو کافر بنا ڈالا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اس کفری انبار کو سر پر لئے قارون کی طرح ایسے دھنسے کہ کبھی بھی ابھرنے کا امکان نہیں۔

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ — اس سے بڑا ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے
وَکَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَاءَہٗ — اور حق کو جھٹلائے جب اسکے پاس آئے۔

مہتمم دیوبند کے نزدیک تمام فرشتے جملہ انبیاء جمیع امّت کافر ہیں

قرآن مجید کے حرف حرف نقطہ نقطہ پر تمام امت کا ایمان ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے۔

ہم بعض آیتوں کو بھلا دیتے ہیں۔ جسے اللہ چاہے بھلا دے۔

مہتمم دیوبند کہتے ہیں کہ یہ آنحضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی توہین ہے۔ نیز یہ مستلزم کہ قرآن محفوظ نہ ہو اور تینوں باتیں کفر ہیں تو ثابت ہو گیا

کہ مہتمم دیوبند کے نزدیک آیتہ کریمہ ننسھا اور آیتہ کریمہ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسٰىٓ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ پر ایمان رکھنے والے تمام فرشتے جملہ انبیاء حتیٰ کہ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وبارک وسلم وجمیع امت نہ صرف ایک بلکہ تین تین کفر کے مرتکب ہیں۔

اور اگر ان تینوں کفروں سے بچنے کے لئے ان دونوں آیتوں کا انکار کریں تو قرآن کریم کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر۔ غرض کہ مہتمم دیوبند کی اس تشریح کے بموجب تمام فرشتے جمیع انبیاء جملہ امت کسی طرح کفر سے بچ نہیں سکتے۔

ناظرین فیصلہ کریں ایسا شقی انسان جس کے بدمست شرابی کی طرح بہکے ہوئے قلم نے اتنا بڑا ستم ڈھایا ہو وہ صرف کلمہ پڑھنے داڑھی بڑھانے اور کسی عربی مدرسے کے لئے لاکھوں چندہ کر لینے کی وجہ سے فقط حافظ قاری مولوی کہلانے کی وجہ سے مسلمان ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز ہرگز نہیں۔

قرآن کریم کے محفوظ ہونے کی بحث

اولاً:۔ مہتمم صاحب۔ جب آپ بھی قرآن کریم پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں تو چونکہ قرآن کریم میں "نُنْسِهَا" فَلَا تَنسٰىٓ اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ موجود ہے اور آپ اسے قرآن کے محفوظ ہونے کے منافی جانتے ہیں تو آپ کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس گتھی کو سلجھائیں اور نہیں تو اپنے چھوٹے پیر صاحب تھانوی اور استاذ الاساتذہ حضرت شاہ صاحب کے لکھے ہوئے کو تو ضرور حق مانتے ہوں گے اس طرح بھی آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس تنافی کا حل بتائیں۔

ثانیاً:۔ جہاں تک مہتمم دیوبند کی اس شرمناک گمراہ گردی کی قلعی کھولنے کا معاملہ تھا وہ مکمل ہو گیا مگر ناظرین کے خلجان کو دفع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اصل مسئلہ کو منقح کر دیا جائے۔ بغور ملاحظہ کریں۔

ا ــــــ قرآن کریم نے جہاں اگلی کتابوں کو منسوخ فرما دیا ہے وہاں

خود قرآن کریم کی بعض آیتوں نے بعض کو بھی منسوخ فرمایا ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔

اول :۔ تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔

دوئم :۔ صرف تلاوت منسوخ ہو۔ حکم باقی ہو۔ جیسے آیۂ رجم۔

سوئم :۔ صرف حکم منسوخ ہو۔ تلاوت باقی ہو جیسے "لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْن"۔

مرقاۃ وشرح مشکوٰۃ میں ہے۔

والمنسوخ انواع منها التلاوة والحكم معا وهو ما نسخ من القران في حيات الرسول صلى الله عليه وسلم بالانساء حتى روى ان سورة الاحزاب كانت تعدل سورة البقرة منها الحكم دون التلاوة كقوله تعالىٰ لكم دينكم ولي دين ومنها التلاوة دون الحكم كاية الرجم ص۲۱۵ ج۔۱

منسوخ کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہوں۔ یہ قرآن کا وہ حصہ ہے جو رسول کی حیات ظاہری میں بھلا کر منسوخ کیا گیا۔ یہاں تک کہ مروی ہے کہ سورۂ احزاب سورۂ بقرہ کے برابر تھی۔ ایک یہ کہ حکم منسوخ ہو تلاوت باقی ہو۔ جیسے لکم دینکم ولی دین ایک یہ کہ تلاوت منسوخ ہو نہ حکم۔ جیسے آیت رجم۔

ان تینوں قسم کے نسخ کو سورۂ بقرہ کی آیۂ کریمہ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا میں بیان کیا گیا ہے انساء، نسخ ہی کی ایک قسم ہے۔ جیسا کہ تھانوی صاحب کا قول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ ملا احمد جیون قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

فيكون المراد من قوله ننسخ منسوخ احدهما فقط ومن قوله اوننسها منسوخ التلاوة والحكم جميعا وانما اعادها مع دخوله في المنسوخ اظهارًا لكمال الحيث في النسخ لا يبقىٰ منه اثر لا في اللفظ ولا في المعنى

پس ننسخ سے مراد صرف منسوخ التلاوۃ یا صرف منسوخ الحکم لیے۔ اوننسہا سے منسوخ الحکم والتلاوۃ مراد ہے۔ باوجودیکہ یہ منسوخ میں داخل ہے اس کا اعادہ اس کے کمال نسخ کو ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ اس کا کوئی

نشان باقی نہیں نہ لفظ میں نہ معنی میں۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ ۱۹)

حضرت ملا علی قاری اور ملا احمد جیون دونوں اس پر متفق ہیں کہ ننسھا سے مراد وہ آیات ہیں جن کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہیں جیسے سورۂ احزاب کے بارے میں گزر چکا کہ وہ سورۃ بقرۃ کے برابر تھی اور سورۂ طلاق کے بارے میں بھی وارد ہے کہ یہ سورۂ بقرۃ سے بھی بڑی تھی۔

تفاسیر اور احادیث سے اور بھی منسوخ التلاوۃ والحکم کا پتہ چلتا ہے تفسیر ابن کثیر میں ہے۔

عن قتادۃ فی قولہ ماننسخ من آیۃ او ننسھا قال کان عزوجل ینسی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم مایشاء وینسخ ما یشاء عن الحسن انہ قال فی قولہ اوننسھا ان نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم قرء قرآنا ثم نسیہ۔ عن ابن عباس انہ قال کان ینزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الوحی باللیل وینسھا بالنھار فانزل اللہ ماننسخ من آیۃ اوننسھا نات بخیر منھا او مثلھا (صفحہ ۱۵۰ ج-۱)

قتادہ سے آیۂ کریمہ ماننسخ الآیۃ کی تفسیر میں مروی ہے۔ اللہ عزوجل اپنے نبی کو جو چاہتا بھلا دیتا۔ جو چاہتا منسوخ فرما دیتا۔ حسن بصری سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ قرآن پڑھا پھر اسے بھول گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر رات میں وحی نازل ہوتی اور دن میں بھول جاتے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

بیہقی شریف میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری رات میں تہجد کے لئے اٹھے سورہ فاتحہ کے بعد جو صورت ہمیشہ تلاوت کیا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہا لیکن وہ بالکل یاد نہ آئی صبح کو دوسرے صحابی سے ذکر کیا انھوں نے بتایا کہ میرا بھی یہی حال ہے۔ دونوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ آج شب میں وہ صورت اٹھالی گئی اس کا حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہوگیا۔ جن کاغذوں پر لکھی تھی ان پر نقش

تک باقی نہیں ۔

۳ ــــــ مع ہذا بعض حضرات کو بعض منسوخ التلاوۃ والحکم آیات کے الفاظ یاد بھی تھے ۔ جیسے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت تھی عشر رضعات یحرمن اس کے حکم اور تلاوت دونوں منسوخ ہیں ۔ اس سے معلوم ہوا کہ منسوخ التلاوۃ والحکم کی دو قسمیں ہیں ۔ بعض ذہنوں میں محفوظ رہیں بعض بالکل محو ہو گئیں ۔

۴ ــــــ مذکورہ بالا تشریحات سے ثابت ہو گیا کہ قرآن منزل من اللہ کا ایک حصہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام امت کے ذہنوں سے اس طرح اٹھا لیا گیا کہ وہ کسی کو بالکل یاد نہ رہا ۔ حتیٰ کہ جن کاغذوں پر لکھا تھا ان پر نقش تک باقی نہ رہا ۔ قرآن کریم کا یہ حصہ موجودہ مصحف میں ما بین الدفتین موجود نہیں اس لئے اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْنَ کا یہ مطلب ہرگز ہرگز نہیں کہ جتنا قرآن مجید نازل ہوا تھا وہ سب کا سب اس مصحف میں ما بین الدفتین محفوظ ہے اور رہے گا ۔ اس کا ادعا کرنا خود قرآن کریم اور احادیث کو جھٹلانا ہے ۔

قرآن کے محفوظ ہونے کا مطلب

اِنَّا لَہٗ لَحَافِظُوْن سے مراد یہ ہے کہ نسخ تلاوت اور انسار کے بعد جو کچھ بچا جس کی تحدید اور ترتیب حسب الارشاد ربانی ، خود آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں ہی فرما دی تھی ۔ جو مختلف اشیا پر مکتوب اور آنحضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے سینوں میں محفوظ تھا ۔ جسے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے ایک صحیفہ میں جمع کیا گیا اور جس کی کثیر نقلیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد اسلامیہ میں بھجوائیں جو عہد صدیق سے لے کر آج تک مصحف میں ما بین الدفتین موجود ہے ۔ وہ پورا پورا محفوظ ہے اور محفوظ رہے گا ۔ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ترمیم و تنسیخ ۔ از دیاد و نقص تقدم

وتا خر راہ نہیں پا سکتا۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ظاہری میں حسب منشار ربانی بعض آیتوں کے نسیان کو، قرآن کے محفوظ ہونے کے منافی سمجھنا اپنی دیانت اپنے دین سے ہاتھ دھونا ہے۔

دیوبندیوں کے نزدیک قرآن، کلامِ الٰہی نہیں

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

مہتمم دیوبند نے یہاں الملفوظ پر تو بڑے شد و مد سے اعتراض کر دیا مگر انھیں اپنے گھر کی خبر نہیں۔ ان کے امام الطائفہ لکھتے ہیں۔

"اس کے دربار میں ان کا تو حال یہ ہے کہ جب وہ کچھ فرماتا ہے۔ یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ اور رعب و دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں۔ سوائے آمنا صدقنا کے کچھ نہیں کر سکتے۔"

(تقویۃ الایمان ص۲۴ دیوبند)

قبلہ بولئے! جب آپ کے امام الطائفہ کا یہ خیال ہے کہ انبیاء کرام، ارشاد ربانی صادر ہوتے ہی بے حواس ہو جاتے ہیں اور سننا حواس ہی کا کام ہے تو اس کا صاف صاف مطلب یہ ہوا کہ انبیاء کرام نے کچھ سنا ہی نہیں اور جب سنا ہی نہیں تو آپس میں تحقیق سے کیا حاصل اور جو حاصل ہوا وہ آپس کی بات چیت کا مجموعہ ہوا۔ کلام ربانی کہاں ہوا؟

بولئے آپ کا اپنے امام کے بارے میں کیا حکم ہے؟

دیوبندیوں کے نزدیک موجودہ قرآن کا محفوظ نہ رہنا ممکن ہے

الملفوظ کی اس عبارت پر جو قرآن و احادیث کا مفہوم ہے تقریباً مہتمم دیوبند نے آسمان سر پر اٹھالیا اور اپنے امام کو کچھ نہیں کہا جنہوں نے موجودہ قرآن کی بعض آیتوں کا بالکلیہ نسیاً منسیا ہوجانا بلکہ سب ممکن کہہ دیا۔ ناظرین دیکھیں رسالہ یکروزی میں مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں ۔

بعد اخبار ممکن ہست کہ ایشان را فراموش گردانیدہ شود، پس قول بامکان مثل، اصلاً منجر بتکذیب نصے از نصوص نگردد و سلب قرآن بعد انزال ممکن است۔ (ص۱۴۴)

ممکن ہے کہ یہ آیت (وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) لوگوں کو بھلادی جائے تو اب یہ کہنا کہ حضور جیسا دوسرا ممکن ہے کسی نص کو جھوٹا کہنے کا موجب نہ ہوگا اور اتارنے کے بعد سلب قرآن ممکن ہے۔

علمائے اہل سنت نے فرمایا تھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یعنی تمام صفات کمالیہ میں آپ کا شریک وہمسر ہونا محال ہے کیونکہ حضور خاتم النبیین ہیں لہذا اگر حضور کا مثل ممکن ہو تو لازم آئے گا کہ یہ آیۃ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ جھوٹ اور اللہ عزوجل جھوٹا ہو۔ العیاذ باللہ

اس کے جواب میں دہلوی صاحب نے مذکورہ بالا عبارت لکھی ہے کہ یہ ممکن ہے کہ یہ آیت دلوں سے بھلادی جائے سلب قرآن ممکن ہے جب آیت کسی کو یاد ہی نہ رہے گی، تو کیسے جھوٹ کہیں گے اور اللہ عزوجل کو جھوٹا کہیں گے۔ نیز یہ بھی لازم ہے کہ مصحف شریف سے اس آیت کے نقوش بھی مٹادئے جائیں ورنہ لوگ اس میں دیکھ کر یاد کرلیں گے۔

ناظرین انصاف کریں۔ یہ آیۃ کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ مصحف شریف میں مابین الدفتین موجود ہے۔ اس کے تمامی

امت کے ذہنوں سے فراموش اور مصحف شریف سے مٹانے کو ممکن کہا۔ یہ ضرور قرآن کے محفوظ ہونے کا انکار اور کفر ہے مگر مہتمم دیوبند اور تمام دیوبندی ایمان بنائے ہوئے ہیں۔

ذرا ان دیوبندیوں کا اللہ عزوجل کے بارے میں ایمان تو ملاحظہ کریں۔ ان کے نزدیک واقعہ میں اللہ عزوجل کا جھوٹ بولنا کوئی عیب نہیں۔ بندوں کے ڈر سے نہیں بولتا اگر ایسی ترکیب نکل آئے کہ اسے کوئی جھوٹا کہہ نہ سکے تو کوئی حرج نہیں۔ غرض کہ سارا ڈر بندوں کے جھوٹا کہنے کا ہے بندوں کی ڈر کی وجہ سے جھوٹ نہیں بولتا۔ بندوں سے ڈرتا ہے، دبتا ہے" مغلوب ہے۔ بولئے قاری صاحب۔

یہ کون دھرم ہے۔؟

تلبیس نمبر ۶ جز ب

اسی نمبر میں ایک اور سوال مرتب کیا ہے "کیا اعلیٰ حضرت بریلوی کا نہ ماننے والا دین حق سے پھرنے والا مرتد ہے؟ جواب میں تحریر ہے۔

" فرقہ رضاخانیت کے ماننے والوں کا یہی عقیدہ ہے۔ ملاحظہ فرمائیے"

تم سے کیا وہ دین حق سے پھر گیا   جو پھرا تم سے شہا احمد رضا
دونوں عالم میں اسے کھٹکا نہیں   جو تمہارا ہو گیا احمد رضا

ہر جگہ تو مہتمم دیوبند نے حوالہ دیا ہے۔ صحیح یا غلط مگر یہاں کوئی حوالہ نہیں دیا کہ یہ اشعار کس کے ہیں کس نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے بارے میں لکھے ہیں اصولاً ضروری ہے کہ پہلے تصحیح نقل ہو لے پھر جواب دیا جائے۔ ہم پر حجت صرف معتمد علمار اہل سنت کے ہی ارشادات ہو سکتے ہیں۔" ہر کہ ومہ عامی کا قول نہ حجت نہ اس کی تصحیح ہمارے ذمہ! اس لئے جواب کے درجہ میں بات یہیں ختم ہو گئی کہ جب حوالہ نہیں تو ہمارے ذمہ جواب ضروری نہیں جب مہتمم

دیوبندیہ بتائیں گے کہ یہ اشعار کس کے ہیں اور ہم یہ دیکھیں گے کہ وہ ہمارا معتمد عالم ہے تو جواب دینا لازم ہوگا۔

لیکن دیوبندیوں کی عادت ہے کہ وہ عاجز آنے کے بعد ڈوبنے والے کی طرح تنکے کا سہارا لیتے ہیں اگر ان اشعار پر کچھ نہ لکھا جائے تو سارے رد کو بھول جائیں گے اور یہی شور مچائیں گے کہ دیکھو اس کا جواب نہیں ہوا اس لئے کچھ نہ کچھ عرض کرنا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ ایک سچے نائب رسول اپنے وقت کے مجدد اسلام وسنت کی نشر واشاعت حمایت ونصرت فرمانے والے بدمذہبی بے دینی کفر وضلالت، بدعت وشیطنت کی بیخ کنی کرنے والے تھے جن کے فضل وکمال کی شہادت علمار حرمین طیبین عرب وعجم نے ان الفاظ میں دی ہے۔

"علامہ کامل استاذ ماہر جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے جہاد وجدال کرتا ہے۔ معرفت کا آفتاب جو ٹھیک دوپہر کو چمکتا ہے۔ فضائل کا دریا علمار اور عمائد کی آنکھوں کی ٹھنڈک امام پیشوا، روشن ستارہ، وہابیہ کی گردن پر تیغ براں، زمانے کی برکت ہمارا سردار، ہمارا پیشوا، ہمارا مولا، عالم باعمل، یکتائے زمانہ، وہ کیوں نہ ایسے ہوں کہ علمار مکہ اس کے لئے ان فضائل کی گواہیاں دے رہے ہیں اگر وہ سب سے بلند مقام پر نہ ہوتا تو علمار مکہ اس کی نسبت یہ گواہی نہ دیتے۔"

بلکہ میں کہتا ہوں اگر اس کے حق میں یہ کہا جائے کہ وہ اس صدی کا مجدد ہے تو بلاشبہہ حق وصحیح ہے۔ دین کے اصول وفروع میں ان کی تصانیف متکاثر ان کی بعض تصانیف کے مطالعہ سے مشرف ہوا تھا جن کے نور سے حق روشن ہوا تو ان کی محبت میرے دل میں جم گئی میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جو بیان طاقت سے باہر ہے۔ علم کا کوہ بلند، نور کا ستون، معرفتوں کا دریا، ایسے علموں والے جن سے فساد بند کئے

گئے، علم کلام و فقہ و فرائض پر غلبہ کے ساتھ حاوی۔ توفیق الٰہی سے مستحبات و سنن و واجبات فرائض پر محافظت والا۔ ان فتنوں کے زمانے میں دین کو زندہ کرنے والا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وارث علما مشاہیر کا سردار معزز فاضلوں کا مایۂ افتخار۔ دین اسلام کی سعادت، ہر کام میں پسندیدہ، صاحب عدل عالم باعمل، آفتاب سعادت، دائرۂ علوم کا مرکز، مسلمانوں کا یاور، ہدایت یافتہ لوگوں کا نگہبان، حجتوں کی تیغ براں، بے دینوں کی زبان کو کاٹنے والا، ایمان کے روشن ستون کو بلند کرنے والا، شریعتِ روشن کا حامی، میری سند، اللہ کا خاص بندہ۔ مخالفین دین کا دفع کرنے والا، عالمان باعمل کا معتمد، فاضلان راسخین کا خلاصہ سب مسلمانوں کو ان کی زندگی سے بہرہ مند فرمائے۔ اور مجھے ان کی روش نصیب کرے۔ ان کی روش سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روش ہے جو اللہ کی رسی مضبوط تھامے ہے۔ دین و شریعت کے روشن ستون کا نگہبان۔ جس کا شکر پورا ادا کرنے سے زبان بلاغت قاصر ہے۔ دریائے ذخار۔ حق و دین کی مدد کرنے اور بے دینوں کی گردنیں قطع کرنے پر قائم۔ ستودہ، پرہیز گار، ستھرا فاضل۔ کامل پچھلوں کا معتمد۔ اگلوں کے قدم بہ قدم، فخر اکابر، اللہ اس کے امثال کثیر کرے اور مسلمانوں کو اس کی درازئ عمر سے نفع بخشے۔ جن کا اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک بڑا اقتدار ہے۔ اللہ کا پسندیدہ بندہ جسے اس نے خدمت شریعت کی توفیق بخشی۔ دقیقہ رس عقل دے کر اس کی مدد کی کہ جب کبھی شبہہ کی رات اندھیری ڈالے وہ اپنے آسمان علم سے ایک چودہویں رات کا چاند چمکاتا ہے۔ تمام عالم کے لئے برکت اگلے کریموں کا بقیہ و یادگار، دنیا سے بے رغبت امام، کامل، عابد، محبوب مقبول۔ پسندیدہ جس کی باتیں اور کام سب ستودہ، ان حافظانِ شریعت

اعلیٰ درجہ کے کامل علماء پرکھنے والوں میں سب سے زیادہ عظمت والا
کثیر العلم دریائے عظیم الفہم، مرشد محقق، اللہ عزوجل کی پاکیزہ عطاؤں
والا، فائدہ لینے والوں کا معتمد، مشکلات علوم کا کشادہ کرنے والا۔"

(حسام الحرمین وغیرہ)

ان ارشادات کی روشنی میں یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اسلام وسنت کے حامی وناصر بلکہ محی تھے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے وہی پھرے گا جسے اسلام و مذہب اہل سنت سے بیر ہوگا۔ عداوت ہوگی۔ اور اس سے کسے انکار کہ جس دل میں اسلام و مذہب اہل سنت وجماعت سے نفرت وعداوت ہوگی۔ وہ ضرور دین حق سے پھرا ہوا ہے۔ مگر مہتمم دیوبند کو اس پر اعتراض کا حق کیا ہے۔ جب کہ ان کے پیران پیر خود اپنے منہ میاں مٹھو بن کر یہ اعلان کر چکے ہیں۔

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اس زمانہ میں ہدایت ونجات میرے اتباع پر موقوف ہے۔

(تذکرۃ الرشید ص۱۷ ج ۲)

اور جب کہ مہتمم دیوبند کے پیر شیخ الہند محمود الحسن صاحب گنگوہی جی کے بارے میں لکھ چکے ہیں ؎

جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا مرے آقا مرے مولا تھے حقانی سے حقانی
ہدایت جس نے ڈھونڈھی دوسری جاگہ ہوا گمراہ وہ میزاب ہدایت تھے کہوں کیا نص قرآنی
زمانے نے دیا اسلام کو داغ اسکی فرقت کا
کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی

ناظرین نوٹ کریں۔ کیا کیا دعوے ہیں حق منحصر ہے۔ گنگوہی کی زبان سے نکلنے میں ہدایت اور نجات موقوف ہے۔ گنگوہی کی اتباع پر، جدھر گنگوہی مڑتے حق ادھر ہی گھومتا ہے۔ گنگوہی کے علاوہ دوسری جگہ، ہدایت ڈھونڈنے

والاکمراہ ہے، خواہ وہ جگہ کوئی ہو۔ مسلمان وہی ہے۔ جو گنگوہی کی غلامی سے داغدار ہو جو اس داغ سے پاک ہے وہ مسلمان نہیں۔ بولو مہتمم صاحب کیا ارشاد ہے

اسی طرح دوسرے شعر پر طنز بھی مہتمم دیوبند کی علت روحانی کے ماسوا اور کچھ نہیں۔ چونکہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ تمام اولیاء انبیاء ذرۂ ناچیز سے کمتر اور ہمارے برابر عاجز و نادان چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ اس لئے محبوبان بارگاہ کی مدح انہیں نہیں بھاتی۔

سنو! اپنے اعتقاد کو اپنے گھر رکھو ہم اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے حضرت امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ اپنی مشہور و معروف کتاب "میزان الشریعۃ الکبریٰ" میں فرماتے ہیں۔

واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم و مریدیھم فی جمیع الاحوال والشدائد فی الدنیا والاٰخر فکیف بائمۃ المذاھب

جب مشائخ صوفیہ ہر مصیبت و سختی کے وقت اپنے متبعین و مریدین کا دنیا اور آخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا۔

نیز یہی امام اپنی دوسری کتاب "لوائح الانوار القدسیہ" میں فرماتے ہیں۔

کل من کان متعلقاً بنبیٍ و رسول اَو ولی فلا بد ان یحضرہ و یاخذ بیدہ فی الشدائد

جو کسی نبی یا رسول یا ولی سے متعلق ہوگا ضرور وہ نبی رسول ولی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے اور اس کی دستگیری فرمائیں گے

تقویۃ الایمانی فتویٰ سے سارے دیوبندی مشرک

لیکن آپ اپنے گھر کی خبر لیجئے۔ ایک طرف تو تقویۃ الایمان میں یہ ہے۔
"مارنا، جلانا، روزی کی کشائش اور تنگی کرنی، اور تندرست اور بیمار کر دینا، حاجتیں بر لانی، بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی یہ سب

اللہ ہی کی شان ہے اور انبیاء اولیا بھوت پری کی یہ شان نہیں جو کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اس سے مرادیں مانگیں مصیبت کے وقت اس کو پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر خواہ وہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو قدرت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت ہے"۔
(تقویۃ الایمان ملخصاً ص ۹ م دیوبند)

اور دوسری طرف آپ کے پیر نمبر ایک گنگوہی جی کے مرنے پر یوں نوحہ خواں ہیں ؎

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
اٹھا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

اور کہیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چیلنج کر رہے ہیں۔

؎ مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اور سنئے یہی انہیں گنگوہی کے بارے میں لکھتے ہیں۔

؎ نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ...!
ان کا جو حکم تھا تھا سیف قضا مبرم

اب بولئے تقویۃ الایمانی فتویٰ کی رو سے آپ کے پیر صاحب اور پیران پیر دنوں اور آپ خود مشرک ہوئے کہ نہیں ؟

تلبیس نمبر ۷

اس نمبر میں حضرت قاری صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ پر دو الزامات

لگائے ہیں۔ (۱) انبیار کو مغلوب مانا (۲) قرآن کا انکار کیا۔ اول و دوم کے
ثبوت میں رقم طراز ہیں۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی کے ملفوظ حصّہ چہارم ص۲۷ کو ملاحظہ فرمائیے
جس سے اندازہ ہوگا کہ انبیار کو مغلوب مانا۔ رسولوں کی شہادت کا انکار
کیا۔ جس سے قرآن کی کتنی آیتوں کا انکار صریح لازم آیا"

ناظرین کی تقریب فہم کے لئے ضروری ہے کہ الملفوظ شریف کی اس موقع
کی پوری عبارت نقل کر دی جائے۔

عرض:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ
تو بعض انبیار شہید کیوں ہوئے۔

ارشاد:۔ "رسولوں میں سے کون شہید کیا گیا انبیار البتہ شہید
کئے گئے۔ رسول کوئی شہید نہ ہوا"

جامۂ احرام زاہد پہ نہ جا تھا حرم میں لیک نامحرم رہا

الملفوظ کے اس سوال وجواب کو ناظرین غور سے پڑھیں اور دیوبندی
جماعت کے اپنے وقت کے امام کی فہم وفراست کی داد دیں۔ دیکھیں عبارت
میں انبیار کرام کے مغلوب ہونے کا دور دور تک شائبہ بھی نہیں کوئی اشارہ یا
کنایہ انبیار کی مغلوبی کا نہیں مگر قاری صاحب نے یہ الزام بھی جڑ دیا۔ اگر اس
عبارت سے کسی طرح انبیار کی مغلوبی مترشح ہوتی تھی تو اسے ظاہر کرنا ضروری
تھا۔ مگر یہ تو قاری صاحب کی جبلت ہے کہ الزام لگانے میں شیر ہیں۔ اور
ثبوت میں .... اورنہ بات بالکل صاف ہے۔ سائل کا گمان یہ تھا کہ
شہادت مغلوب ہونا ہے اور شہادت غلبہ کے منافی ہے۔ اسے اس گمان
پر یہ شبہہ ہوا کہ انبیار کرام کا مغلوب ہونا آیتہ مذکورہ کے معارض ہے اسلئے
اس نے یہ عرض کیا۔

جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اور مرے رسول غالب ہوں گے تو بعض

انبیاء کیوں شہید ہوئے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جواب وہ ارشاد فرمایا کہ سرے سے اس آیۂ کریمہ پر شبہہ ہی وارد نہ ہو۔ فرمایا۔ رسولوں میں کون شہید ہوا۔ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ اور آیت میں رسول کے غالب آنے کو فرمایا ہے تو اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ شہادت مغلوب ہونا ہے اور شہادت غلبہ کے منافی ہے تو بھی کسی شبہہ کی گنجائش نہیں اس لئے کہ اس آیت میں رسولوں کے غلبہ کو فرمایا گیا۔ اور رسول کوئی شہید ہی نہیں ہوا۔ لہٰذا کوئی معارضہ نہیں۔

شہادتِ رُسل کی بحث

قاری صاحب دوسرے الزام کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"حالانکہ قرآن شریف میں متعدد آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی شہادت کا ذکر کیا ہے۔ وہ آیتیں یہ ہیں دیکھو سورۂ بقرہ رکوع ۱۱۔ اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ۔

دوسری آیت دیکھو۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۹۔

قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

تیسری آیت دیکھو۔ سورۂ مائدہ رکوع ۱۰

كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد "رسول کوئی شہید نہیں ہوا" کے معارض ان آیات کو بتانا۔ عوام کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے خلاف اکسانے کی ایک بہت ہی دقیق چال کے سوا اور کچھ نہیں۔

درسِ نظامی کا طالب علم بھی جانتا ہے کہ یہاں قاری صاحب اور ان

کی برادری کیا مغالطہ دینا چاہتی ہے ؎

بہت باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذان پر

اصل جواب سمجھنے کے لئے چند مقدمات ذہن نشین کر لینا ضروری ہے۔ ناظرین پوری توجہ سے سنیں۔

مقدمہ اولیٰ:- نبی اور رسول اصطلاح شرع میں دو مختلف معانی کے لئے خاص ہیں۔

نبی:- وہ انسان ہے جس کی جانب وحی کی جائے۔ عام اس سے کہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو یا نہ ہو۔

رسول:- وہ نبی ہے جو صاحبِ شریعت جدیدہ ہو۔ اس تعریف کی بنا پر نبی عام ہے اور رسول خاص ہیں۔ ہر رسول نبی ہے مگر ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں جیسے حضرت شعیار، زکریا، یحییٰ علیہم الصلوٰۃ والتسلیم۔ قاضی بیضاوی آیت کریمہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ الاٰیۃ کے تحت فرماتے ہیں۔

الرسول من بعثہ اللہ بشریعۃ مجددۃ یدعوا الناس الیہا والنبی یعمہ ومن بعثہ لتقریر شرع سابق کانبیاء بنی اسرائیل الذین کانوا بین موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ولذالک شبہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم علماء امتہ بہم النبی اعم من الرسول ویدل علیہ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سئل عن الانبیاء فقال مائۃ واربعۃ وعشرون

رسول وہ ہے جسے اللہ عزوجل نے شریعت جدیدہ کے ساتھ بھیجا ہو کہ لوگوں کو اس طرف دعوت دے اور نبی عام ہے اس سے کہ وہ صاحبِ شریعت جدیدہ ہو یا شریعت سابقہ کی استواری کے لئے بھیجا گیا ہو جیسے وہ انبیاء بنی اسرائیل جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین آئے اسی لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے علماء کو انکے

الفاقيل فكم الرسل منهم قال ثلث مائة وثلثة عشر جماً غفيراً
(بیضاوی ص۲۷ ج ۲)

ساتھ تشبیہ دی۔ نبی رسول سے عام ہے اس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ انبیاء کتنے ہیں۔ فرمایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار عرض کیا گیا ان میں رسول کتنے ہیں۔ فرمایا تین سو تیرہ جم غفیر۔

نبی و رسول کے مابین یہی فرق اور انکی یہی تعریف تھانوی صاحب نے بھی کی ہے۔ دیکھئے اختصار شدہ بیان القرآن سورۂ مریم زیر آیتِ کریمہ وَكَانَ رَسُوْلاً نَبِيًّا ہ

رسول وہ ہے جو مخاطبین کو شریعت جدیدہ پہنچائے۔
نبی وہ ہے۔ جو صاحب وحی ہو۔ خواہ شریعت جدیدہ کی تبلیغ کرے یا شریعت قدیمہ کی۔

مقدمہ ثانیہ :- نبی اور رسول ان معنوں میں قرآن کریم کی متعدد آیتوں میں وارد ہے۔ سورہ مریم شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے

۱۔ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلاً نَّبِيًّا۔ بلاشبہ وہ مخلص اور رسول نبی تھے۔

اسی میں حضرت اسمٰعیل کے بارے میں ارشاد ہے۔

۲۔ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلاً نَّبِيًّا یقیناً وہ وعدے کے سچے اور نبی رسول تھے۔ مدارک میں اسی کے تحت ہے۔

الرسول الذی معہ کتاب من الانبیاء والنبی الذی ینبیٔ عن اللہ عزوجل وان لم یکن معہ کتاب کیو شع

رسول وہ نبی ہے جس کے ساتھ کتاب ہو اور نبی وہ ہے جو اللہ عزوجل کے بارے میں خبر دے۔ اگرچہ اس کے ساتھ کتاب نہ ہو جیسے یوشع۔ (علیہ السلام)

(۳)۔ سورۂ حج کی آیتہ مذکورہ :۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّا الاٰيۃ :۔

ان تینوں آیتوں میں رسول اور نبی کے معنیٰ مذکور مراد ہیں۔

مقدمہ ثالثہ :۔ مگر دوسری متعدد آیتوں میں رسول بمعنیٰ نبی وارد ہے۔ مثلاً

(۱) كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ — سب اللہ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اسکے رسولوں پر ایمان لائے۔

(۲) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ — اور بیشک ہم نے تم سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے بعض کے حالات تم سے بیان فرمائے بعض کے نہیں۔

اس کے تحت صاوی میں ہے۔

قولہ رسلا المراد بهم مايشمل الانبياء — یہاں رسلاً کا وہ معنی مراد ہے جو انبیاء کو بھی شامل ہے۔

ان دونوں آیتوں میں رسل سے مراد انبیاء ہیں خواہ صاحب شریعت جدیدہ ہوں خواہ نہ ہوں۔ ان کے علاوہ اور کثیر آیتوں میں رسول سے نبی ہی مراد ہیں۔

مقدمہ رابعہ :۔ حضرت موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کے مابین کوئی نبی صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں ہوا اور اس درمیان جتنے انبیاء کرام تشریف لائے سب کے سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے۔ اخیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریعت جدیدہ لے کر تشریف لائے اور شریعت موسویہ کو منسوخ فرمایا ابھی تفسیر بیضاوی کی عبارت گزری۔

كانبياء بنى اسرائيل الذين — جیسے وہ انبیاء بنی اسرائیل جو حضرت

کانوا بین موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام

موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین تھے (ان میں کوئی صاحب شریعتِ جدیدہ نہ تھا)

.. تفسیر کبیر میں ہے۔

روی ان بعد موسیٰ علیہ السّلام الی ایام عیسیٰ کانت الرسل تتواتر ویظھر بعضھم فی اثر بعض والشریعۃ واحدۃ فانہ صلوات اللہ علیہ جاء بشریعۃ مجددۃ واستدلوا علی صحۃ ذالک بقولہ تعالیٰ وقفینا من بعدہ بالرسل فانہ یقتضی انھم علیٰ حد واحد فی الشریعۃ یتبع بعضھم بعضا (ص۲۱۲ ج ۱)

روایت ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسیٰ علیہ السلام تک پیغمبر متواتر آئے ایک کے بعد ایک آتا اور شریعت ایک تھی۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جدید شریعت لائے اس کی صحت پر اللہ عزوجل کے اس ارشاد سے استدلال کیا گیا کہ فرمایا ہم نے ان کے بعد پے درپے پیغمبر بھیجے یہ ارشاد چاہتا ہے کہ وہ شریعت میں ایک ہی طرز پر تھے۔ بعض بعض کے متبع۔

صاوی میں ہے۔

المراد التبع فی العمل بالتوراۃ فکل الانبیاء الذین بین موسیٰ وعیسیٰ یعملون بالتوراۃ بوحی من اللہ لا لا تقلیداً لموسیٰ (ص۴۱ ج ۱)

قفینا سے مراد توراۃ پر عمل میں تابع ہونا ہے حضرت موسیٰ وعیسیٰ کے مابین تمام انبیاء توراۃ پر عمل کرتے تھے منجانب اللہ وحی کی وجہ سے نہ موسیٰ علیہ السلام کی تقلید میں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ بقرہ میں فرماتے ہیں۔

وہمہ ایشان بر شریعت حضرت موسیٰ گزشتند و مقصود از فرستادن ایشان جاری کردن احکام آں شریعت بود کہ بسبب تکاسل وتہاون بنی اسرائیل

اور تمام حضرات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر تھے۔ ان کے بھیجنے سے مقصود اس شریعت کے احکام کا جاری کرنا تھا جو بنی اسرائیل کی سستی اور ڈھیلے پن کی وجہ سے

مندرس می شد وبسبب تحریفات علمار سور ایشان متغیر و متبدل میگشت پس ایں رسولان در بنی اسرائیل مانند علمار ربانیین و مجددان دین این امت اند چنانچہ در حدیث شریف وارد شدکہ ان اللہ تعالیٰ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ من یجدد لھا دینھا۔

مٹ جاتے اور ان کے علمار سور کی تحریفات سے بدل جاتے۔ پس یہ پیغمبر بنی اسرائیل میں اس امت کے علمار ربانیین اور دین کے مجددین کے مانند ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ "اللہ عزوجل اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر اسے بھیجے گا جو ان کے لئے ان کے دین کی تجدید کرے گا"۔

مقدمہ خامسہ :۔ ان تینوں آیتوں میں جن انبیار کرام کی شہادت کا تذکرہ ہے یہ وہی ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے مابین مبعوث ہوئے۔ اس لئے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی آیتوں میں مخاطب اور سورۂ مائدہ کی آیت میں ضمیر غائب کے مرجع یہود ہی ہیں جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ ان آیتوں میں جنھیں انبیار کرام کے شہید کرنے کا مجرم گردانا گیا ہے۔ وہ یہودی ہی ہیں۔ اور اس میں کسی کا ذرہ برابر اختلاف نہیں کہ یہود کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اس لئے ان آیات کی روشنی میں یہ طے ہے کہ وہی حضرات انبیار شہید ہوئے جو حضرت کلیم اور حضرت مسیح کے مابین تشریف لائے تھے۔

مقدمہ سادسہ :۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد میں "رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ انبیار البتہ شہید ہوئے۔ نبی اور رسول کے اصطلاحی معنی مراد ہیں جس پر رسول اور نبی کا تقابل قرینہ واضحہ ہے یعنی رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ اور نبی بمعنی ـــــــ وہ انسان جس کی طرف وحی کی گئی ہو۔ خواہ صاحبِ شریعتِ جدیدہ ہو۔ خواہ صاحبِ شریعت جدیدہ نہ ہو۔

رسول (بمعنی صاحبِ شریعتِ جدیدہ) کوئی شہید نہیں ہوا

مقدمہ رابعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت عیسیٰ و موسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے مابین کوئی رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ مبعوث نہیں ہوا بلکہ جتنے حضرات مبعوث ہوئے وہ شریعت موسویہ کے متبع تھے اور حسب تصریح حضرت شاہ صاحب اس امت کے مجددین کے مثل تھے اور جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ اصطلاحی معنیٰ کے اعتبار سے رسول نہیں تھے۔ نبی تھے۔ مقدمہ خامسہ سے ثابت ہوا کہ جو انبیاء کرام شہید کئے گئے۔ وہ انہیں میں سے ہیں جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کے مابین مبعوث ہوئے تھے ان دونوں کو ملانے سے آفتاب نیمروز کی طرح روشن ہو گیا کہ کوئی رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ شہید نہیں ہوا۔ جتنے حضرات شہید ہوئے وہ سبھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پابند تھے اور حسب اصطلاح نبی تھے۔ اور جب رسول کے معنی صاحب شریعت جدیدہ کے اصطلاح شرع میں ہے۔ جیسا کہ مقدمہ اولیٰ میں بیضاوی اور خود تھانوی جی کی تصریح گزر چکی ہے تو رسول کے یہ معنی مصطلح مراد لے کر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ کوئی رسول شہید نہیں ہوا اور یہی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے فرمایا ہے اس لئے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام میں یہاں رسول کے اصطلاحی معنی یعنی صاحبِ شریعت جدیدہ مراد ہونا متعین ہے جیسا کہ مقدمۂ سادسہ میں بتایا جا چکا ہے۔

اب واضح ہو گیا کہ یہ کہنا کہ کوئی رسول شہید نہیں ہوا۔ ہر قسم کے اعتراض سے پاک ہے۔

یہ دوسری بات ہے کہ قاری صاحب اور ان کی برادری اپنی بے علمی میں یا جوشِ انتقام میں نابینائی یا ناواقف عوام میں شورش آفرینی کے شوق

ہیں کچھ نہ سمجھیں یا سمجھ بوجھ کر نا سمجھ بنتے رہیں۔

آیتِ کریمہ کی توجیہ

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے اس ارشاد کے معارضہ میں قاری صاحب نے جو تین آیات پیش کی ہیں وہ بھی درحقیقت معانی قرآن سے ناواقفی اور تفاسیر سے بے بہرہ ہونے کی دلیل ہے ورنہ علم تفسیر سے ادنیٰ سی ممارست رکھنے والے پر روشن ہے کہ یہ آیات اس ارشاد کے معارض نہیں اس لئے کہ مقدمۂ ثالثہ میں ہم بتا آئے ہیں کہ رسول اور نبی میں باعتبار اصطلاح کے فرق ہوتے ہوئے بھی قرآن کریم ہی کی متعدد آیات میں رسول بہ معنی نبی مراد ہے۔

وہ تینوں آیتیں جنہیں قاری صاحب نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ارشادات کے معارضہ میں پیش کی ہیں ان میں بھی رسل بمعنی انبیاء ہے چنانچہ سورۂ بقرہ کی آیتِ کریمہ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ کی تفسیر میں ابن جریر لکھتے ہیں۔

یعنی بالرسل الانبیاء (ص۳۰۴ ج۱) رسل سے مراد انبیاء ہیں

صاوی میں یہیں ہے

وقولہ بالرسل مرادہٗ مایشمل الانبیاء رسل کا وہ معنی مراد ہے جو انبیاء کو شامل ہے۔

اس کا ماحصل بھی یہی نکلا کہ انبیاء مراد ہیں۔ اس لئے کہ رسل کا وہ معنی جو انبیاء کو بھی شامل ہے یہی ہے وہ انسان جس کی جانب وحی کی گئی ہو خواہ وہ صاحب شریعت جدیدہ ہو خواہ نہ ہو۔

خازن میں سورۂ آل عمران شریف کی آیت مبارکہ کے تحت ہے۔

یعنی فلم قتلتم الانبیاء الذین اتوابما طلبتم منھم مثل زکریا و یحیٰ وسائر من قتلتم من الانبیاء پھر تم نے ان انبیاء کو کیوں شہید کیا جو وہ لائے جسے تم نے طلب کیا جیسے زکریا اور یحییٰ اور تمام انبیاء جن کو تم نے

شہید کیا۔ (تفسیر خازن)

آیت کریمہ میں "رسل" کا لفظ تھا۔ صاحب خازن نے اس کی تفسیر انبیار سے کی۔ یہ دلیل ہے کہ یہاں رسل سے مراد انبیار ہیں۔

عامۂ تفاسیر حتیٰ کہ جلالین تک میں ان تینوں آیتوں کے تحت تمثیل میں ہے مثل زکریا و یحییٰ۔ اور یہ متفق علیہ امر ہے کہ حضرت زکریا و یحییٰ علیہما السلام صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں اس لئے تمثیل کی صحت برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان تینوں آیتوں میں رسل بمعنی انبیار ہو۔ رسل بہ معنی اصحاب شرائع جدیدہ نہ ہو۔

اب جب کہ ثابت ہو گیا کہ ان تینوں آیتوں میں رسل بمعنی انبیار ہے تو ان آیات کے معنی یہ ہوئے۔

یہود نے انبیار کے ایک گروہ کو جھٹلایا اور انبیار کے ایک گروہ کو شہید کیا۔ یہی بتانے کے لئے کہ ان آیات میں رسول بمعنی نبی ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے آیت کریمہ اَفَکُلَّمَا جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ بِمَا لَا تَهْوٰى اَنْفُسُكُمْ کے ترجمے میں "بین القوسین" انبیار کا اضافہ فرمایا ہے کنز الایمان تقطیع کلاں مطبوعہ مراد آباد ص۱۵ پر ہے۔

"ان "انبیار" کے ایک گروہ کو تم جھٹلاتے ہو اور ایک گروہ کو شہید کرتے ہو"

اب ناظرین پر کالشمس والامس۔ واضح ہو گیا کہ ان تینوں آیتوں سے بھی صرف انبیار کی شہادت ثابت، رسولوں کا شہید ہونا ثابت نہیں۔ اس لئے ان آیات کو رسول بمعنی صاحب شریعت جدیدہ کی شہادت پر دلیل لانا۔ اور الملفوظ کی عبارت مذکورہ کو ان آیات کا انکار بتانا اہل دیوبند کی معانی قرآن مصطلحات شرعیہ سے نابلد اور کورے ہونے کی دلیل ہے۔

تحریف قرآن کے الزام کا جواب

سائل نے اپنی عرض میں جو آیت تلاوت کی ہے وہ الملفوظ میں غلط چھپی ہے کتب اللہ کی جگہ ختم اللہ چھپا ہے۔ اس پر قاری صاحب اس نمبر میں تو صرف یہی کہہ کر گزر گئے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے غلط آیت کو صحیح کئے بغیر جواب دیا۔ چند سطر بعد ہے۔ اعلیٰ حضرت کے جواب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ الفاظ سے بھی ناواقف اور معنی سے بھی جاہل تھے کہ آیت کو صحیح کئے بغیر جواب عنایت فرمایا مگر اس کے بعد والے نمبر میں اسے تحریف لفظی کہا ہے۔ .برادری کے دوسرے افراد خصوصًا ان کے مخصوص نوکر مولوی ارشاد جو درحقیقت اِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ کے مصداق ہیں بار بار یہ کہہ چکے ہیں کہ یہاں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے قرآن مجید کی تحریف کی۔ بولیا کے مناظرہ میں مفتی محمود کے سامنے کہا۔ ناگپور میں جلسہ عام میں کہا اور جب قاری سہیل احمد صاحب زید مجدہم مدرس دارالعلوم امجدیہ نے اسٹیج پر چڑھ کر گریبان پکڑ کر پوچھنا چاہا کہ بتاؤ کہاں تحریف ہے تو بھاگے اور ابھی بھن گاؤں کے مناظرے میں یہ لکھ کر دے بھی دیا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے قرآن کی تحریف کی۔

اس لئے ضروری ہوا کہ اس الزام کے بارے میں بھی چند مفید باتیں ہدیہ ناظرین کر دوں۔

(۱) ــــــــــ یہاں قابلِ لحاظ یہ امر ضروری ہے کہ کَتَبَ کے بجائے خَتَمَ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے نہیں پڑھا ہے۔ بلکہ سائل نے، تحریف قرآن کا الزام اگر عائد ہو سکتا ہے تو سائل پر نہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر۔

(۲) ــــــــــ بلاقصد غلط قرآن پڑھنے پر کسی کو محرف قرآن ٹھہرانا دین و دیانت سے ہاتھ دھونا ہے۔ ایسا بہت ہوتا ہے کہ بھول چوک کر بلاقصد

واختیار قاری سے غلطی ہو جاتی ہے۔ سامع اگرچہ حافظ ہوتا ہے مگر اس غلطی پر بعض اوقات وہ بھی متوجہ نہیں ہوتا۔ نماز پنجگانہ تراویح میں ایسا بہت ہوتا ہے کہ امام کو تشابہ لگ جاتا ہے مقتدیوں میں حافظ بھی ہوتے ہیں مگر انھیں اس غلطی کا پتہ نہیں چلتا۔ محض اس بنا پر کہ امام کو سہو ہوا تشابہ لگا دنیا کا کوئی خدا ترس مفتی اسے تحریف قرآن ٹھہرا کر امام یا مقتدی کو نہ کافر کہتا ہے نہ فاسق اس لئے کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے۔

رفع عن امتی الخطأ والنسیان میری امت سے بھول چوک معاف ہے،

پھر یہاں سائل نے اگر سہواً بلاقصد کَتَبَ کے بجائے خَتَمَ پڑھا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ یا حضرت جامع مدظلہٗ کا ذہن اس طرف نہ گیا تو اسے تحریف قرآن، قرار دے کر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ لعن وطعن بنانا، عداوت وبغض کا خمار نہیں تو اور کیا ہے ؟

اگر سہواً قرآن مجید میں غلطی کرنے والے کو محرف قرآن ٹھہرایا جائے تو پھر دنیا میں کوئی مسلمان مشکل سے ملے گا جو محرف قرآن نہ ہو۔ سوچیے۔ قرآن مجید کی تلاوت میں کس سے غلطی نہیں ہوتی کون اس سے مبرا ہے۔ پھر ساری دنیا کو چھوڑ کر صرف اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو وہ بھی صرف اس وجہ سے کہ غلط تلاوت کرنے پر بوجہ عدم التفات تصحیح نہ کرنے پر محرف قرآن کہنا ہٹ دھرمی، خبث باطنی نہیں تو اور کیا ہے ؟

(۳) ــــــــــ پھر یہ کہ محض اس بنا پر کہ سائل نے کَتَبَ کی جگہ خَتَمَ پڑھا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور حضرت جامع مدظلہ العالی نے سن کر اسکی تصحیح نہیں کی تو یہ دونوں حضرات محرف قرآن ہو گئے۔ اگر تمہارے نزدیک یہ تحریف قرآن ہے تو بتاؤ ؟

دیوبندی مولویوں نے الملفوظ کو برسہا برس بار بار پڑھا غلطی نکالنے کی نیت سے پڑھا۔ ان کے بڑے بڑے مایہ ناز مناظرین نے پڑھا خصوصاً

ان کی ناک کے بال مناظر مولوی منظور سنبھلی نے بھی پڑھا۔ اپنی جہالت اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عداوت کی وجہ سے اس پر اُول فول لغو اعتراضات کرتے رہے۔ اسے اپنی ماہواری تحریروں میں چھاپتے رہے۔ دیوبندی مناظرین و قصاص مناظروں اور تقریروں میں بیان کرتے رہے مگر آب سے چند برس پہلے کسی کو نہیں سوجھا کہ یہاں غلطی ہے۔ کَتَبَ کی جگہ خَتَمَ ہے۔ اگر انھیں پہلے سوجھا ہوتا تو آج کل کی طرح پہلے ہی سے چلاتے پھرتے۔

اب دیوبندی مفتی صاحبان فتویٰ دیں کہ تمہارے جن جن افراد خصوصاً مولویوں نے الملفوظ کا یہ حصہ پڑھا اور انھیں پتہ نہیں چلا کہ کتب کی جگہ ختم ہو گیا ہے وہ سب تمہاری اس منطق کی بنا پر محرف قرآن ہو کر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں۔ اگر واقعی حق پرست ہو اصول کے پابند ہو تو ان سب کے بارے میں بھی وہی فتویٰ لگاؤ جو محرف قرآن پر ہے تو پتہ چل جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ پر یہ اعتراض دیانت ہے یا خباثت ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی
گو مشت خاک ماہم بر باد کردہ باشی

(۴) ــــــــ یہ کلام اس تقدیر پر تھا کہ سائل نے خَتَمَ پڑھا۔ حضرت جامع دامت برکاتہم القدسیہ نے ختم ہی قلم بند کیا۔

ایک احتمال قوی یہاں یہ بھی ہے کہ سائل نے کَتَبَ ہی پڑھا تھا حضرت جامع مدظلہ العالی نے کتب ہی سنا اور یہی تحریر فرمایا۔ مگر کاتب نے غفلت یا شرارت کی وجہ سے اسے ختم لکھ دیا اور یہ غلطی بعد کی مطبوعات میں بھی نقل در نقل ہوتی چلی آئی۔

کاتبوں سے اس قسم کی غلطیاں ہمیشہ ہوتی چلی آئی ہیں اور آج کل تو بہت عام ہیں۔ جو مطالعہ کتب کرنے والوں سے پوشیدہ نہیں خود دیوبندی جہاجن آج کل کتابوں کا کاروبار کر رہے ہیں ان کو دیکھئے انہوں نے تو غلطیوں کا ریکارڈ مات

کر دیا ہے۔
خود ان کے قطب الاقطاب گنگوہی جی کاتبوں کی غلطیوں کا رونا رو چکے ہیں۔
بہت پرانی بات ہے کہ ایک دیوبندی مفتی نے محفل میلاد کے عدم جواز کے فتوئی پران الفاظ میں تصدیق کی تھی ھذا امسئلة جواب صَحیحہ اس پر مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے انوار ساطعہ میں کڑی گرفت کی تو گنگوہی جی تلملا کر لکھتے ہیں۔

"اور جس حسن علی کے دستخط ہوں خواہ مخواہ اس پر مطاعین لفظی کرنی بھی دور از دیانت ہے کیونکہ مطبع کی غلطی کا احتمال قوی ہے چنانچہ اس فتوئی میں بہت الفاظ غلط موجود ہیں۔ سو حسن ظن کرنا اور کاتب اور صاحب مطبع کی غلطی پر حمل کرنا مناسب تھا مگر یہ تو جب ہوتا کہ مؤلف کو حسن ظن پر عمل کرنا مدنظر اور اندیشۂ آخرت ہوتا۔ اور چونکہ تخطیۂ معنوی کا تو مؤلف کو سلیقہ و ملکہ نہیں۔ تخطیۂ لفظی سے تسلی کرتا ہے۔
خیر یہ تو سہل ہے لیکن مشکوٰۃ اور قرآن شریف دہلی کے مطبع کے مثلاً مؤلف دیکھ کر جو اس میں غلطی کاتب ملاحظہ کرے گا۔ تو مبادا حق تعالیٰ اور جناب فخر عالم پر مواخذہ نہ کرنے لگے۔
کیونکہ مؤلف کی عادت تو یہی ٹھہری کہ اصل مؤلف کو الزام لگاتا ہے۔ کاتب کی خطا پر تو حمل کرتا ہی نہیں۔" (البراہین القاطعہ ط۳۱)

دیوبندیوں کے یہ قبلہ اب موجود تو ہیں نہیں کب کے مر کے مٹی میں مل گئے ورنہ ان کی غیر مادری اولاد کے یہ کرتوت لکھ کر ان سے ضرور پوچھتا۔ کہ ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے۔
غالباً موجودہ دیوبندی برادری نے اپنے قبلہ کا یہ مضمون نہیں پڑھا ورنہ اس اطلاع پر معاذاللہ، اللہ عزوجل کو محرف قرآن کہنے لگیں گے۔
اب لگے ہاتھوں کاتبوں کی بے شمار غلطیوں میں سے ایک مزیدار غلطی

ناظرین دیکھتے چلیں۔ شیخ ٹانڈہ کے مشہور و معروف گالی نامے کو "کتب خانہ اعزازیہ دیوبند" نے شائع کرایا ہے اس کے صہ۹۷ پر ہے۔

"دجال زمانہ حضرت شمس العلمار العالمین و بدر الفضلار الکاملین (نا) مولانا الحافظ المولوی اشرف علی تھانوی صاحب پر تہمت لگائی"۔

میں یہ عبارت دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گیا کہ شیخ ٹانڈہ جیسے شمس العلمار بدر الفضلار لکھ رہے ہیں۔ انھیں کو "دجال زمانہ" کیسے لکھ دیا پھر خیال آیا کہ شمس العلمار بدر الفضلار اور دجال زمانہ میں منافاۃ نہیں۔ حدیث میں ہے۔

شرار الخلق شرار العلماء بدترین مخلوق برے علمار ہیں۔

لیکن شیخ ٹانڈہ کو جناب تھانوی صاحب سے جو نیازمندی ہے اسکے پیش نظر ہمیں یہی حسن ظن ہے کہ یہاں "دجال زمانہ" کاتب کا اضافہ ہے۔ شیخ صاحب اس جرأت سے پاک ہیں۔

اس خیال کی تائید اس سے اور ہوتی ہے کہ "الشہاب الثاقب" تھانوی جی کے لیگ کی حمایت میں فتویٰ دینے سے بہت پہلے کی کتاب ہے ہاں اگر اس کے بعد کی ہوتی تو شاید ہم اس حسن ظن کی گنجائش نہیں پاتے۔

کاتب کبھی غفلت کی وجہ سے غلطی کرتا ہے کبھی دل کی بیماری کی وجہ سے قصداً غلط لکھتا ہے ۔۔۔۔ اس کی مثالیں دیکھنا ہو تو "کنز الایمان و خزائن العرفان" مطبوعہ تاج کمپنی لاہور دیکھیں۔

جن میں سے چند مثالیں ص۱۱۱ میں آئیں گی۔

قاری صاحب کو الملفوظ میں کَتَبَ کے بجائے خَتَمَ نظر آگیا۔ اور اپنے اشتہار میں ففریقاً کی جگہ فقریقاً نظر نہ آیا کہ "فا" "قاف" سے بدل گیا ہے۔

دیوبندی مفتی بولیں یہ تحریف قرآن ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں! اور جب یہ تحریف قرآن نہیں تو کَتَبَ کی جگہ خَتَمَ تحریف قرآن کیوں ہے؟ وجہ فرق بتاؤ۔

اس الزام کے سب سے بڑے پروپیگنڈس قاری صاحب کے نفس ناطقہ

مبلغ دار العلوم دیوبند ارشاد صاحب ناگپور میں اسی عبارت پر اعتراض کی تحریر لکھ آئے ہیں جس میں لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ کو لَاَغْلِبَنَّ عَلیٰ رُسُلِیْ لکھا ہے دیوبندی مفتی بولیں یہ تحریف قرآن ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو فوراً قاری صاحب کے نفس ناطقہ سے توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کرائیں اور توبہ کا اعلان کرائیں اور اگر نہیں تو کیوں اور جب یہ تحریف قرآن نہیں تو کتب کی جگہ خَتَمَ الملفوظ میں کیوں تحریف قرآن ہے۔ فَمَا جَوَابُکُمْ فَھُوَ جَوَابُنَا۔

قاری صاحب اور ان کی پوری برادری ؟ یہ ہے اللہ عزوجل کے ایک برگزیدہ بندے پر کیچڑ اچھالنے کی سزا۔ من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب۔

جو اس پر اعتراض کرنے اٹھتا ہے اس سے سنگین تر الزام میں پکڑا جاتا ہے۔

مولوی محمود الحسن کی تحریف قرآن !

دیوبندیو! الملفوظ کی اس عبارت پر اتنی اچھل کود کر رہے ہو۔ مگر اپنی پوری برادری کے شیخ الہند علی الاطلاق مولوی محمود الحسن صاحب قبلۂ شیخ ٹانڈہ کے استاذ قاری صاحب کے استاذ اور پیر کی ایضاح الادلہ میں اس جرأت پر سونٹھ کی ناس کیوں لے رکھی ہے کہ انھوں نے آیت کریمہ میں اپنی طرف سے ایک لفظ بڑھا دیا۔ ایسا غلط جس پر نحو میر پڑھنے والا بھی تف کئے بغیر نہیں رہے گا۔ دیکھو۔ لکھتے ہیں۔

"یہی وجہ ہے کہ ارشاد ہوا"

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلیٰ اُولُوا الْاَمْرِ مِنْکُمْ اور ظاہر ہے کہ اُولُوا الْاَمْرِ سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں۔" (صہ ۹۳ مطبوعہ رحیمیہ دیوبند۔)

قرآن کریم کے تیسوں پارے دیکھ جائیے۔ آپ کو یہ آیت ضرور ملے گی۔
فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

مگر شیخ الہند کی مفروضہ آیت فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُوْلُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ کہیں نہیں ملے گی۔ لفظ اِلٰی اُوْلُو الْاَمْرِ مِنْکُمْ یہاں شیخ صاحب کا اضافہ ہے۔ وہ بھی اتنی قابلیت سے کہ الی کے مدخول اولو کو واؤ کے ساتھ۔

تف ہے دیوبندیو! تم پر کہ ایسے جاہل ذاہل کو اپنا شیخ بنا رکھا ہے جسے یہ بھی معلوم نہیں کہ اولو کا اعراب کیا ہے۔

خیر یہ تو کاتب کے سر جائے گا۔ مگر اب آنجہانی شیخ صاحب کے جتنے ایں جہانی اذناب واتباع ہیں سب یا تو قرآن میں یہ آیت دکھائیں یا وہی سب وشتم جو اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر شہر شہر، نگر نگر، ڈگر ڈگر، کرتے پھرتے ہو اپنے متبوع، مذنوب شیخ جی پر کرو تو جانیں۔ کہ بڑے قرآن کے محافظ، اور ٹھیکیدار رہو۔

یہاں ایسا بھی نہیں کہ کسی سائل نے حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا ہو اور عدم توجہ کی بناء پر ذہن اس طرف نہ گیا ہو۔ ایسا بھی نہیں کہ حضرت شیخ نے کسی سوال کے جواب میں زبانی ارشاد فرمایا ہو۔ اور ناقل نے جو سنا وہ یا اونچا سننے کی بناء پر غلط لکھ لیا۔

ایسا بھی نہیں کہ کاتب کی غفلت یا شرارت کا نتیجہ کہا جا سکے۔ یہاں متعین ہے کہ حضرت شیخ صاحب نے بالقصد والارادہ بہ نفس نفیس اپنے قلم فیض رقم سے اسے مستزاد فرمایا ہے اس لئے کہ یہی مستزاد مدار استدلال ہے۔ اور اگر یہ مستزاد نہ ہو تو حضرت شیخ کی ساری تحقیق ملیا میٹ ہو جائے۔
اب آں جہانی شیخ صاحب کے ایں جہانی اتباع واذناب بولیں۔ آپ لوگوں کے شیخ جی نے یہ جو بالقصد والارادہ قرآن کریم میں اضافہ کیا ہے یعنی والی اولو الامر منکم کا، یہ تحریف قرآن ہے کہ نہیں؟ نہیں تو کیوں؟ ہے تو آپ

لوگوں کے یہ شیخ صاحب تحریف قرآن کر کے کافر مرتد ہوئے کہ نہیں؟
اور تمام دیوبندی انہیں اپنا امام پیشوا مان کر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں؟
آنجہانی شیخ صاحب کی اس تحریف قرآن پر برسہا برس غیر مقلدین نے متنبہ کیا۔ اور دیوبندہی کے ماہنامہ رسالہ "تجلی" نے بڑے شد و مد کے ساتھ اس پر ریمارک لکھا۔ مگر اب تک ایضاح الادلہ میں تصحیح نہ ہو سکی۔ وہی محرف آیت اب بھی چھپ رہی ہے۔
بولو اس تحریف پر مطلع ہونے کے بعد دیوبندیوں نے نہ تصحیح کی اور نہ اشاعت بند کی۔ ایضاح الادلہ کے یہ ناشرین طابعین تحریف قرآن پر راضی ہو کر بلکہ اس کی اشاعت میں ممد و معاون ہو کر کافر مرتد ہوئے کہ نہیں۔

ایک اور دیوبندی بزرگ کی تحریف قرآن

تذکیر الاخوان کے صـ۶ـ پر سورہ روم کی یہ آیت کریمہ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا کی نقل میں دو تحریفیں کی ہیں۔
(۱) ایک من المشرکین کو غائب کر دیا ہے۔
(۲) دوسرے مِنَ الَّذِينَ کو کالذین لکھا ہے۔ "من" کو کاف سے بدل دیا ہے۔ یہاں بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کاتب کی غلطی ہے یہاں بھی متعین ہے کہ یہ مصنف کی غلطی ہے۔
اس پر ترجمہ شاہد ہے۔
دیوبندی مفتی بولیں اپنے ان قبلہ کے لئے کیا ارشاد ہے یہ تحریف قرآن کر کے کافر مرتد ہوئے کہ نہیں ؎

قاضی و محتسب و رند ہمہ مستاں اند
قصہ ماست کہ در کوچہ و بازار بماند

قول فیصل

قرآن کریم کی قرأت یا کتابت میں۔ بلاقصد وارادہ لغزش یا غلط قرأت یا تلاوت کی عدم توجہ کی بنا پر تصحیح نہ کرنی، تحریف قرآن تو کیا معمولی گناہ بھی نہیں جس پر تمام امت کا اتفاق ہے اور اس قسم کی لغزش بہت سے اکابر کی کتابوں میں آج تک موجود ہے۔

(۱) ______ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی سے کون انکار کر سکتا ہے۔ مگر ان کی مشہور و معروف کتاب مختصر المعانی نیز مطول میں آیت کریمہ۔ " ورفع بعضهم درجٰت" یوں تحریر ہے ورفع بعضهم فوق بعض درجٰت ،۔ مختصر مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ ص۸۷ مطول مطبوعہ مجتبائی ص۸۲ اور حد یہ ہے کہ مختصر مطول کے تمام محشین حتیٰ کہ دسوقی تک خاموش۔ کیا کسی میں یہ جرأت ہے کہ وہ کہہ دے حضرت علامہ سعد الدین اور مختصر و مطول کے محشین نے تحریف قرآن کی۔

(۲) ______ حضرت ملا عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ السامی کی جلالت علم سے کون انکار کر سکتا ہے مگر ان سے بھی آیت کریمہ:۔ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِھِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَھَبًا کی نقل میں یہ تسامح ہو گیا ہے کہ:۔

" من احد هم ملء الارض ذهبا کی جگہ تو بتھم ہو گیا مگر آج تک کسی نے ان حضرات کو نہ محرف قرآن کہا اور نہ اس لغزش پر لعن طعن کیا۔ یہ دیوبندیوں ہی کی اختراع ہے کہ بلاقصد وارادہ قرآن مجید کی تلاوت و کتابت میں غلطی ہو جانے پر نہ صرف قرأت و کتابت ہی میں غلطی ہو جانے پر یا غلط تلاوت سن کر یا غلط لکھی ہوئی آیت کی بوجہ عدم توجہ تصحیح نہ کرنے پر تحریف قرآن کا مجرم گردانتے ہیں۔

مگراب دیکھنا ہے کہ اپنے حکیم الاسلام قاری طیب صاحب اور اپنے شیخ محمود الحسن صاحب اور اپنے تیسرے قبلہ مولوی سلطان حسن صاحب اور قاری صاحب کے نفس ناطقہ ارشاد مبلغ دیوبند کا دامن داغدار دیکھ کر دیوبندی دارالافتار کیا فتویٰ دیتا ہے ے

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجہ جنوں
دے گا تمام عقل کے بخیئے اُدھیڑ تو

تلبیس نمبر ۸

اس نمبر میں قاری صاحب نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے خود اس کا اقرار کیا ہے کہ۔

"قرآن کریم میں کسی بات کا اثبات کیا گیا ہو اس کی نفی کردی جائے اور کسی چیز کی نفی ہو۔ اس کا اثبات، تو وہ کافر ہے"

اور چونکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے رسولوں کی شہادت کا انکار کیا ہے جو قرآن کا انکار ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ بقول خود کافر ہوگئے۔ اس پر قاری صاحب نے بڑے غرور کے ساتھ یہ شعر پڑھا ہے ے

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیّاد آگیا

مگر قاری صاحب کو کیا معلوم تھا کہ ان کے غرور کی بنیاد ہی کج ہے۔

ابھی ابھی میں دلائل قاہرہ سے ثابت کر آیا کہ ان آیات میں رسولوں کی شہادت کا ذکر نہیں۔ البتہ انبیاء کرام کی شہادت مذکور ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ انبیاء کرام کی شہادت کے قائل ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ رسول کوئی شہید نہ ہوا۔ ان آیات کا انکار نہیں۔ اور آیات کا انکار نہیں تو کفر بھی نہیں۔ اب قاری صاحب کو اپنے فریب نفس میں مبتلا ہو کر غرور کرنے کی سزا

یں ماتم کرنا چاہئے اور اس کی تان پر یہ شعر پڑھتے رہنا چاہئے۔

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی بات چیت
بنتی نہیں ہے خلق کو دھوکا دیئے بغیر

تلبیس نمبر ۹

اس تلبیس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

"رضا خوانی جماعت کے سب سے بڑے یعنی اعلیٰ حضرت بریلوی ہی توہین صدیقہ کے مرتکب ہیں ان کے رشحات فکر کا نتیجہ ہے۔ کتاب کا تاریخی نام "حدائق بخشش" ہے اس کے صفحہ ۳۷ پر حضرت عائشہ کی شان میں جو گستاخانہ الفاظ درج کئے گئے ہیں ان کا لکھنا تو درکنار پڑھنا بھی دشوار معلوم ہوتا ہے"

اس کے بعد وہ تین اشعار نقل کئے ہیں جو گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں جن کا تذکرہ اس حدیث صحیح میں ہے۔ جو خود ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور عامہ کتب حدیث حتیٰ کہ صحیحین میں مذکور ہے یہ اشعار حقیقت میں حدیث میں وارد لفظ ملا رکسارہا کا قریب قریب ترجمہ ہے۔

ان اشعار کی بنا پر مہتمم دیوبند کا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو نشانہ سب و شتم بنانا اسی فطرت کا نتیجہ ہے جو دیوبندی عوام و خواص کی ہے۔

اگرچہ ان اشعار سے متعلق بار بار تحریری و تقریری مکمل صفائی دی جا چکی ہے مگر بد باطنی کا برا ہو کہ دیوبندی اب تک خاموش نہیں ہوئے۔ ان توجیہات کا خلاصہ ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں تاکہ انصاف پسند حضرات کو اطمینان ہو جائے۔ تفصیل کے لئے فیصلہ مقدمہ شرعیہ اور دارالافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ کا مطالعہ کریں۔

یہ تینوں اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات وصحابہ کرام وعلما ملت و اولیا امت کے ساتھ جو عشق ہے اور ان حضرات کی جو عظمت و عقیدت اور ادب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دل میں ہے اس سے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے ورع و احتیاط سے جو لوگ واقف ہیں وہ اس پر متفق ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہیں۔

حبر امت امام ملت فقیہ النفس سیدی وسندی حضرت مولانا الحاج شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب مفتی اعظم ہند شاہزادہ اعلیٰ حضرت مدظلہٗ سے زیادہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام کو جاننے والا، پہچاننے والا، پرکھنے والا دوسرا کون ہو سکتا ہے۔ وہ تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے برابر کہا کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے نہیں کہے جاسکتے منقبت حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں تو بالقطع والیقین یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے شعر نہیں تشبیب میں بھی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو جس نے دیکھا ہے وہ ان اشعار کو اعلیٰ حضرت کے اشعار خیال بھی نہیں کر سکتا یہ تینوں شعر کسی اور کے اس مجموعہ میں درج ہو گئے ہوں گے۔" (فیصلہ قرآنیہ ص ۱۳)

حضرت العلام مولانا الحاج حافظ قاری مفتی مظہر اللہ خطیب مسجد فتحپوری مفتی اعظم دہلی فرماتے ہیں۔

"بلکہ مجھ کو مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ کے یہ اشعار ہی نہیں معلوم ہوتے خدا جانے اس میں کس کی اور کیا سازش ہے۔ میرے ساتھ بھی کئی مرتبہ ایسی چالیں چلی گئی ہیں۔" (ایضاً ص ۹)

یہی رائے حضرت موصوف کے صاحبزادگان مولانا مفتی مشرف احمد اور

مولانا مفتی محمد احمد صاحبان کی بھی ہے ـــــــ اور مولانا مفتی زاہد القادری صاحب سابق مفتی آستانہ بھی اس سے متفق ہیں تفصیل کے لئے۔ دیکھئے دارالافتاء دہلی کا قرآنی فیصلہ۔

حد تو یہ ہے کہ جب بمبئی میں یہ فتنہ اٹھا تو فتنہ پروروں کا ایک وفد مسٹر ابوالکلام آزاد کے پاس گیا۔ اور یہ قصہ پیش کیا۔ انھوں نے برجستہ کہا۔

"مولانا احمد رضا خان ایک سچے عاشق رسول گزرے ہیں
میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ان سے توہین نبوت ہو۔"

حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم العالیہ کے لئے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے والد ماجد قدس سرہ کی حمایت میں انکار کر رہے ہیں۔ لیکن حضرت مولانا مفتی محمد مظہر اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادگان و مولانا مفتی زاہد القادری کے بارے میں تو اس بدگمانی کا کوئی موقع ہی نہیں یہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہ مرید ہیں نہ تلمیذ، ان کی اس بارے میں رائے ہر قسم کے دباؤ اور حمایت بیجا سے بَری ہے۔ اور مسٹر ابوالکلام آزاد تو ایک طرح اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے کدورت بھی رکھتے تھے مگر اس مسئلہ میں ان کے منہ سے بھی کلمۂ حق ہی نکلنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا قلم ان اشعار کے تلوث سے پاک ہے۔

ناظرین اپنی مزید تشفی کے لئے مندرجہ ذیل باتوں پر غور کریں۔

(۱) ـــــــ حدائق بخشش کے دو حصے ۱۳۲۵ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی حیات مبارکہ میں چھپے اور یہ تیسرا حصہ ، ۲ سال بعد ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال کے دو سال بعد مرتب ہوا۔ اور غالباً ۱۳۶۶ھ میں پہلی بار طبع ہوا۔

(۲) ـــــــ مرتب رحمۃ اللہ علیہ کو اس تیسرے حصے میں مندرج کلام کیسے ملا۔ اس کے بارے میں وہ خود فرماتے ہیں۔

"مجھے حضور اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کچھ کلام جواب تک چھپا نہیں ہے بڑی کوشش اور جانفشانی سے بریلی شریف و سرکار مارہرہ مطہرہ، پیلی بھیت و رام پور وغیرہ وغیرہ مختلف مقامات سے دستیاب ہوا جو آج برادران اہلِ سنت کی خدمت میں حدائق بخشش حصہ سوم کی شکل وصورت میں پیش کر رہا ہوں"

(۳) ــــــــ مرتب نے یہ تفصیل نہیں بتائی کہ ان مختلف مقامات سے انھیں یہ کلام کن افراد کے ذریعہ اور کس کیفیت اور کس حال میں ملا۔

(۴) ــــــــ ۱۳۴۲ھ میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے دونوں شہزادے حضرت حجۃ الاسلام اور مفتی اعظم ہند اور اجلہ خلفاء وتلامذہ مثلاً حضرت صدر الشریعہ وحضرت عید الاسلام وحضرت صدر الافاضل وحضرت ملک العلماء وحضرت برہان ملت وحضرت مولانا حسنین رضا خان صاحب سبھی بقید حیات تھے ان میں سے کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔ انھیں دکھایا جانا یا ان سے استصواب کرنا تو علٰحدہ بات ہے۔

چنانچہ حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ بڑی حسرت سے اس فروگذاشت کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

"برسہا برس کے بعد، اب جب مولانا مولوی محبوب علی صاحب نے اسے پنجاب میں چھپوایا تو خبر ملی کہ یوں ہی بے ترتیب چھاپ دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ بعض کلام اعلیٰ حضرت کا معلوم نہیں ہوتا۔ مولانا یا وہ شخص جس نے اس مجموعے میں وہ قصیدہ درج کیا اس کلام کو بھی اعلیٰ حضرت کا سمجھا اس لئے مجھے ناگوار بھی ہوا کہ یونہی اور ہم لوگوں میں سے کسی کو بے دکھائے چھاپ دیا۔ بارہا لوگوں کے سامنے میں نے اس پر اظہار ناراضگی کیا۔ (فیصلہ مقدمہ شرعیہ قرآنیہ ص ۱۳)

(۵) ــــــــ اب ہر ذی عقل منصف کے لئے لمحۂ فکریہ ہے کہ وہ کلام

جو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے محفوظ کتب خانہ سے نہیں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے معتمدین کے ذریعہ نہیں بلکہ نامعلوم مجہول افراد کے ذریعہ مرتب تک پہنچا اس کے بارے میں تغیر و تبدل الحاق وازدیاد سے مامون ہونے کی کیا گارنٹی ہے جیسا کہ ابھی حضرت مفتی اعظم ہند دامت برکاتہم القدسیہ کا ارشاد گزرا کہ۔

"بعض کلام اعلیٰ حضرت کا نہیں معلوم ہوتا۔"

خصوصًا ایسی صورت میں جب کہ مخالفین رام پور ہی کے ایک دسیسہ کار کے ذریعہ فتاویٰ رضویہ کے قلمی بیاض میں اضافہ کرا چکے ہیں جس کی تفصیل ص۱۱ میں آتی ہے اس لئے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے نہیں وہ اپنے اس قول میں حق بجانب ہیں اور جب یہی متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے ہیں تو ان اشعار کی بنا پر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو نشانہ سب وشتم بنانا دیانت نہیں خباثت ہے۔ علما نے تو یہاں تک تصریح کی ہے کہ کسی مسلمان کی جانب بلا ثبوت کسی کبیرہ کی نسبت جائز نہیں۔ چہ جائیکہ ایسے سنگین ارتکاب کی۔

اب یہاں ایک سوال یہ باقی رہتا ہے کہ جب یہ متیقن نہیں کہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت قدس سرہ ہی کے ہیں۔ تو پھر اسے حضرت غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مجموعہ کلام میں داخل کیوں فرمایا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اکابر محدثین سے یہ فروگذاشت ہوگئی ہے کہ وضع پر مطلع نہ ہونے کی بنا پر رواۃ پر اعتماد کر کے۔ انھوں نے اپنی تصنیفات میں موضوع احادیث درج فرما دی ہیں کیا وضع کا علم نہ ہونے کی بنا پر ان کا موضوع احادیث کا اپنی تصنیفات میں درج کرنا ان کے فسق و کفر کا موجب ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں۔ تو حضرت غازی ملت کا بھی ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مجموعہ کلام میں درج کرنا ان لوگوں پر اعتماد کر کے جن کے ذریعہ

یہ ان کو ملے۔ کسی سب وشتم کا موجب نہیں۔

یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں نہیں

قاری طیب اور ان کی برادری کا یہ الزام کہ یہ اشعار حضرت ام المومنین کے بارے میں ہیں ۔سراسر فریب و دجل ہے۔
قطع نظر اس کے کہ یہ غلط ترتیب سے چھپے ہیں جس ترتیب سے چھپے ہیں وہی اس پر نص قاطع ہے کہ یہ ام المومنین کے بارے میں نہیں ہیں۔
ان تینوں اشعار کے اوپر جلی قلم سے لکھا ہوا ہے "علیحدہ" یہ اسی لئے لکھا گیا تھا کہ ہر آنکھ والا اسے دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ اس کے بعد والے اشعار کا تعلق اوپر والے اشعار سے بالکل نہیں۔ اوپر والے اشعار حضرت ام المومنین کے مدح میں ہیں اور یہ اس سے علیحدہ تو ثابت ہو گیا کہ یہ اشعار ام المومنین کی مدح میں نہیں۔ مگر نابینائی خواہ ظاہری خواہ باطنی انسان کو ٹھوکر لگا ہی دیتی ہے۔

حضرت غازی ملت کا توضیحی بیان اور توبہ

ان اشعار کے بارے میں حضرت مرتب غازی ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا بارہا توضیحی بیان اور اپنی غفلت پر توبہ کا اعلان کر چکے ہیں جو اخبار انقلاب بابت ۱۰ اگست ۵۵ء اخبار الوارث بابت ۱۰ جولائی ۵۵ء اور رسالہ ماہنامہ سنی لکھنؤ بابت ۲۴ جولائی ۵۵ء اور پوسٹر میں بار بار شائع ہو چکا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس قصیدہ کے سات اشعار ان گیارہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں۔ جن کا تذکرہ بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی شریف وغیرہ کتب احادیث میں موجود ہے یہ تین اشعار بھی انھیں سات اشعار میں سے تھے۔ یہ اشعار درحقیقت حدیث میں وارد کلمہ ملار کسار ھا کا قریب قریب ترجمہ ہیں۔ یہ سات اشعار ابتداء کے تھے مگر ناقل کاتب

کی غلطی سے یہ تین اشعار وسط میں اور کچھ اشعار اخیر میں آ گئے اور فساد پرست عناصر کو یہ شور مچانے کا موقع مل گیا کہ حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں ایسے اشعار لکھ دیئے گئے۔

چونکہ حدائق بخشش حصہ سوم کی پوری ذمہ داری مرتب رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔ مرتب کو لازم تھا کہ وہ کاپی کی پوری تصحیح کرتے مگر وہ دیگر اپنی مصروفیات کی وجہ سے نقل وکتابت کے بعد تصحیح نہ کر سکے۔ اس لئے انھوں نے اپنی اس غفلت و فروگذاشت پر توبہ کی اور اس کا اعلان بھی فرما دیا۔ اس توضیح اور توبہ کے بعد مرتب پر بھی کوئی الزام باقی نہ رہا۔

حدیث میں وارد ہے۔

رفع عن امتی الخطاء والنسیان — میری امت سے بھول چوک معاف ہے

قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ — اللہ عزوجل توبہ کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے

اب ان اشعار کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کا قرار دے کر اور اسے حضرت ام المومنین کی شان میں مان کر، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو حضرت عائشہ صدیقہ کی توہین کا مرتکب قرار دینا دیوبندیوں کی شرپسندی اشاعت فاحشہ کی ذلیل ترین اور شرمناک ترین حرکت ہے۔ آج وہ جو چاہیں کر لیں۔ مگر کل کے لئے سن لیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ — وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کا چرچا ہو۔ ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

ایک اور الجھن کا ازالہ

بعض ذہنوں میں یہ بات ضرور کھٹکے گی کہ مشرکہ عورتوں ہی کے بارے

میں یہ تین اشعار حضرت غازی ملت نے شائع کیوں کیا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے نہ بہی کسی کے تھے ان کی اشاعت کسی طرح مناسب نہیں۔ ایسے اذہان کی کھٹک دور کرنے کیلئے یوسف زلیخا کے چند اشعار ہدیہ ناظرین ہیں جو حضرت زلیخا کے بارے میں ہیں۔

دو پستان ہر یکے چوں قبۂ نور — حبابے خواستہ از عین کافور
دو نار تازہ بر رستہ زیک شاخ — کف امید شان ناکردہ گستاخ
سر نیش کوہ اما سیم سادہ — چو کوہے کز کمر زیر او فتادہ

اور حضرت امیر خسرو کی ہشت بہشت کے دو شعر سن لیں۔

بر چو نارنج نو بشاخ درخت — سخت رستہ زصحبت دل سخت
رگ صافی بروں ز لطف بدن — ہمچو رشتہ درون در عدن

ان سے قطع نظر قرآن کریم کی ان آیات کا ترجمہ دیکھ لیں سارا خلجان دور ہو جائے گا۔

حُوْرٌ عِیْنٌ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۔ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا ۔ اِنَّا اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَاءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا

تھانوی صاحب کی ام المومنین کی شان میں گستاخی

قاری صاحب یہ اشعار تو ام المومنین سے متعلق نہیں مگر ام المومنین کی اہانت کے شوق کی تسکین کے لئے ام المومنین کی شان میں فرض کر کے آپ اور آپ کے نوکر دن رات ڈھنڈھورا پیٹ رہے ہیں مگر آپ اپنے مرشد ثانی تھانوی صاحب کی اس جرأت کا کیا عذر تلاش کریں گے کہ وہ اپنے ماہواری الامداد، بابت صفر ۱۳۳۵ھ میں لکھتے ہیں۔

”ایک ذاکر صالح کو مشکوف ہوا کہ احقر (تھانوی) کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انھوں نے مجھ سے کہا مراذہن

معًا اسی (نئی کمسن جورو) کی طرف منتقل ہوا۔ اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کیا تھا حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا۔ اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے۔"

انتہائی گیا گذرا انسان حتیٰ کہ بھنگی چمار بھی اپنے گھر ماں کے آنے کی خبر سن کر یہ خیال نہ کرے گا کہ کوئی نئی نویلی کم سن جورو ہاتھ آئے گی وہ بھی کون ماں، وہ ماں جن کی خاک پا پر کروڑوں مائیں قربان۔ وہ ماں جن کے حریم میں جبرئیل امین بے اذن نہ آئیں۔ وہ ماں جن کے دامن عفت پر دھول اڑانے والوں کے لئے وحی ربانی تازیانے لے کے آئے۔ وہ ماں جن کے تقدس و تطہیر کا شاہد رب العلمین ہے۔

مگر تھانوی جی کی ہوسناکی کا گلہ کس سے کیا جائے کہ جس طرح ساون کے اندھے کو ہر جگہ ہریالی نظر آتی ہے انھیں بڑھاپے میں ہر جگہ نئی نویلی دلہن کمسن جورو ہی دکھائی دیتی ہے اور کیوں نہ دکھائی دے۔ ع

پھڑکتا ہے چراغ سحر جب خاموش ہوتا ہے

نگر قاری صاحب آپ کیوں خاموش ہیں۔ بولئے اپنے مرشد ثانی کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیئے سیندور

دیوبندیوں کے امام گنگوہی صاحب کی شیر خدا کی شان میں گستاخی

ایڈیٹر النجم امام الخوارج جناب گنگوہی صاحب امیر المومنین حضرت شیر خدا کے بارے میں لکھتے ہیں۔

"جناب امیر کی مجلس میں علانیہ فسق ہوتا تھا۔ اور آپ اس کو مطلقاً روا رکھتے تھے، روکنا اور منع کرنا تو درکنار آپ اس کو بیان کرنا فخر خیال فرماتے تھے ساتھ ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جناب امیر ان باتوں کو بہت ذوق شوق سے دیکھتے تھے۔ ورنہ یہ کیوں کر فرماتے کہ وہ عورتیں بلند چھاتیوں والی ہیں یا پست سینوں والی۔ اسی جملہ کا کسی شاعر نے شعروں میں کیا خوب ترجمہ کیا ہے۔ شاعر کہتا ہے۔

سر مجلس نقابیں کھولدیں پردہ نشینوں نے — حیا و شرم کا پردہ اٹھایا شرمگینوں نے
ملائے ہاتھ ابھری چھاتیوں والی حسینوں نے — کیا عہد اطاعت نور سیدہ نازنینوں نے

جو شرماتے تھے گھر میں مجلسوں میں بے نقاب آئے
جو گھونگھٹ رات میں کرتے تھے دن میں بے نقاب آئے

افسوس جناب امیر نے خلافت کی طمع میں ان ناگوار اور خلاف شرع باتوں کا کچھ بھی خیال نہ آیا اور علانیہ ظلم فسق ہوتے دیکھ کر فخریہ اپنے کلام معجز نظام میں درج فرمایا۔ جس خلافت کی ابتدا ان امور منہیہ سے ہو اس کے عواقب کا حال ظاہر ہے۔"

(النجم خلافت نمبر بابت ۲۱ اپریل ۱۹۳۴ء ص ۲۱)

العیاذ باللہ الغیاث باللہ یہ بیہودگی یہ گندہ الزام کس عظیم المرتبت ذات گرامی کے شان میں جن کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اما ترضی ان تکون بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔ جن کے لئے ارشاد ہوا۔
من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ امام الاولیاء رب العلمین یعسوب المسلمین
امیر المومنین خلیفۃ رحمۃ للعلمین اسد اللہ صھر رسول اللہ۔
کی شان میں اور اس پر دعویٰ سنیت نہ صرف سنیت بلکہ سنیوں کی امامت کا۔ اگر یہی سنیت ہے تو خارجیت کس کا نام ہے یہ کون بتائے۔

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی — میں کیا بتاؤں رات مجھے کس کے گھر ملے

قاری صاحب آپ کو اس کی کاہے کو خبر ہوگی اور اگر خبر ہوگی تو اس سے کیا۔ حضرت شیر خدا کی توہین تو آپ کے دل کا چین آنکھوں کا نور ہے اور کیوں نہ ہو۔ آپ کے مذہب کی بنیاد ہی محبوب بارگار کی اہانت پر ہے۔ آخر آپ کے امام نے آپ لوگوں کے عین ایمان تقویۃ الایمان میں لکھ ہی دیا ہے۔

"ہر مخلوق خواہ چھوٹی ہو، خواہ بڑی اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۱۳)

تمام اولیار، انبیار اس کے آگے ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں

اللہ ہی کو مان اوروں کو مت مان اوروں کو ماننا خبط ہے۔

جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

پھر آپ سے اس کی کیا شکایت کہ حضرت شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں وہ سب لکھ دیا مگر ایسے گندے گھنونے عقیدے رکھتے ہوئے آپ کو حق کیا ہے کہ دوسروں پر اعتراض کریں وہ بھی محض فرضی وجعلی بنیاد پر۔

تلبیس نمبر ۱۰

بادشمالی کی نافرمانی

زرقانی علی المواہب، سیرت حلبیہ، مدارج النبوۃ وغیرہ میں غزوہ احزاب کے اختتام کا یہ واقعہ مذکور ہے بہ نظر اختصار صرف مدارج کی عبارت پیش ہے۔

ابن مردویہ در تفسیر خویش از ابن عباس رضی اللہ عنہما نکتہ غریب آوردہ ولیلۃ الاحزاب بادصبا، با، بادشمال گہ گفت در بیا تا بروییم و رسول خدا را یاری دہیم

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عجیب نکتہ نقل کرتے ہیں کہ لیلۃ الاحزاب میں بادِصبا نے بادشمال سے کہا چلو رسول خدا کی مدد

باد شمال در جواب گفت ان الحرة لا تسیر باللیل زن اصیل آزاد سیر نمی کند در شب، حق تعالیٰ بر شمالی غضب کرد، و وے را عقیم گردانید۔	کریں۔ شمال ہوا نے جواب دیا شریف آزاد عورت رات میں نہیں نکلتی۔ حق تعالیٰ نے شمالی ہوا پر غضب فرمایا اور اسے بانجھ کر دیا۔

(جلد دوم صـ۲۳۷)

سورۂ احزاب میں مذکور ہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْھَا	ہم نے کافروں پر ہوا اور ایسا لشکر بھیجا جو تمہیں نظر نہ آیا۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں پر ہوا بھیجی۔ اور حدیث میں ہے کہ پروائی نے شمالی سے کہا۔ چلو رسولِ خدا کی مدد کریں ان دونوں میں تطبیق کی یہی صورت ہے کہ حکم ربانی شمالی کو بھی ہوا مگر بذریعہ بادصبا، یعنی اللہ عزوجل نے بادصبا کو حکم دیا کہ تم اور شمالی دونوں جاؤ اور میرے حبیب کی مدد کرو۔ شمالی نے سرتابی کی۔ موردِ غضب ہو کر سزایاب ہوئی۔

اگر یہ فرض کیا جائے کہ بادشمالی کو حکم ربانی نہیں ہوا تھا تو اسے موردِ غضب ٹھہرانے اور سزا دینے کی وجہ کیا تھی ؟

توضیح مزید کے لئے یوں لیجئے۔ یہاں احتمالات تین ہیں۔

اول ______ حکم ربانی دونوں میں کسی کو نہیں تھا۔ بادِصبا اپنی خوشی سے گئی تھی تو فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ رِیْحًا فرمانا غلط ہوا۔

دوم ______ حکم ربانی صرف پروائی کو تھا اس نے اپنی طرف سے شمالی سے کہا۔ تو شمالی پر غضب اور اس کو سزا بے قصور ہوئی اور یہ ظلم ہوا۔

سوم ______ حکم دونوں کو تھا ایک کو براہ راست دوسرے کو بذریعہ بادِصبا، بادصبا نے تعمیل حکم کی اور سرخرو ہوئی۔ شمالی نے نافرمانی کی سزایاب ہوئی۔۔۔ یہی ہمارا مدعا ہے۔

اسی واقعہ کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے الملفوظ حصہ چہارم صفحہ پر بیان فرمایا ہے کہ :۔

"جب مجمع ہوا کفار کا، مدینہ طیبہ پر کہ اسلام کا قلع قمع کردیں غزوۂ احزاب کا واقعہ ہے۔ رب عزوجل نے مدد فرمانا چاہی اپنے حبیب کی۔ شمالی ہوا کو حکم ہوا۔ جا اور کافروں کو نیست و نابود کردے اس نے کہا الحلائل لا یخرجن باللیل بیبیاں رات کو باہر نہیں نکلتیں فاعقمہا تو اللہ نے اس کو بانجھ کردیا۔ اسی وجہ سے شمالی ہوا سے کبھی پانی نہیں برستا۔"

اس پر قاری صاحب کے تین اعتراض ہیں۔

اوّل :۔۔۔۔۔۔ یہ کہ خدا کا حکم شمالی ہوا پر نہیں چلا۔

دوم :۔۔۔۔۔۔ یہ کہ یہ دعویٰ کہ شمالی ہوا سے پانی نہیں برستا کس مستند حدیث سے ماخوذ ہے۔

سوم :۔۔۔۔۔۔ یہ کہ واقعات بکثرت شاہد ہیں کہ ہندوستان کے طول و عرض میں شمالی ہوا سے پانی برستا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت کا پہاڑ سے بڑا جھوٹ ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ آپ کا سراسر بہتان ہے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ لکھا ہے۔ یا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے کلام سے یہ بات بطور لزوم ہی سہی نکلتی ہے۔ کہ شمالی ہوا پر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں چلا۔ جو واقعات اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے بیان فرمائے ہیں۔ ان سے ظاہر یہ ہے کہ شمالی ہوا نے حکم خداوندی کی تعمیل نہیں کی تعمیل حکم نہ کرنے اور حکم نہ چلنے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مگر قرآن کریم کی تحریف لفظی و معنوی کے پرانے مجرموں سے اس کی کیا شکایت۔ "حکم نہ چلنا حاکم کے عجز کی دلیل ہے۔ اور کسی سرکش کا تعمیل حکم نہ کرنا اور تمرد و نافرمانی کی سزا پانا عجز کی

دلیل نہیں۔ بلکہ حاکم کے قادر ہونے کی دلیل ہے۔ یہاں دوسری صورت ہے پہلی نہیں، مگر یہ مہتمم دیوبند کی حکمت عملی ہے کہ جو بات اس قادر قیوم کی قدرت کاملہ ذوالبطش الشدید ہونے پر دلیل تھی۔ الفاظ کے ہیر پھیر سے اسے اس کے عجز کی دلیل بنا دیا۔ ناظرین غور کریں۔

۱ــــــــ اللہ عز و جل نے ابلیس لعین کو حکم دیا کہ حضرت آدم کو سجدہ کر اس نے سجدہ نہیں کیا۔ یہ شیطان کی سرکشی و نافرمانی ہے۔ اس کی تعبیر یہ ہے کہ شیطان نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ شیطان پر اللہ کا حکم نہیں چلا۔

۲ــــــــ اللہ عز و جل نے جن و انس کو حکم دیا کہ ایمان لاؤ۔ اکثر نے نافرمانی کی۔ اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ عز و جل کا حکم نہیں چلا۔

۳ــــــــ اللہ عز و جل نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ اوامر شرعیہ کی پابندی کرو نواہی سے بچو۔ اکثر نے نافرمانی کی اس کی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اکثر نے نافرمانی کی۔ یہ تعبیر غلط ہے کہ اللہ عز و جل کا حکم نہیں چلا۔

اسی طرح باد شمال کو اللہ عز و جل کا حکم ہوا کہ کافروں کو نیست و نابود کر اس نے نافرمانی کی۔ اس کی بھی صحیح تعبیر یہی ہے کہ اس نے تعمیل حکم نہیں کی نافرمانی کی۔ اس کو بدل کر یوں کہنا کہ اس سے یہ لازم آیا کہ اللہ عز و جل کا حکم باد شمال پر نہیں چلا۔ دنیائے صحافت کا بدترین جرم ہے

مہتمم دیوبند کا اللہ عز و جل کو عاجز ماننا

مہتمم صاحب اگر کسی نافرمان سرکش کے حکم خداوندی نہ ماننے کا یہ مطلب ہے کہ اس پر اللہ عز و جل کا حکم نہیں چلا جو یقیناً اللہ عز و جل کے عاجز ہونے کے مرادف ہے۔ تو لازم ہے کہ جب شیطان نے حکم ربانی کے باوجود حضرت

آدم کو سجدہ نہیں کیا تو یہ اللہ عزوجل کا عجز ہوا۔ اکثر جن و انس نے حکم الٰہی کے باوجود ایمان قبول نہیں کیا۔ تو ہر ہر کافر کی تعداد کے برابر اللہ عزوجل کا عجز ہوا۔ اگر مسلمانوں نے حکم خداوندی کے باوجود اوامر کی پابندی نہیں کی نواہی سے اجتناب نہیں کیا تو عاصیوں کی گنتی کے برابر اللہ عزوجل کا عجز ہوا۔ بلکہ نظر دقیق سے دیکھئے تو اللہ عزوجل کے عجز کی گنتی محال عادی ہوگی۔ جتنے ایمان کے افراد ہیں ان افراد میں جس جس کو ایک کافر نے نہیں مانا اتنے عدد صرف ایک کافر سے متعلق عجز ہوا۔ مثلاً فرعون نے خدا کو نہیں مانا۔ یہ ایک ہوا۔ اپنے کو خدا کہلایا یہ دو ہوا۔ حضرت موسیٰ کو رسول نہیں مانا۔ یہ تین ہوا۔ توراۃ کو خدا کی کتاب نہیں مانا یہ چار ہوا۔ فرشتوں کو نہیں مانا۔ فرشتوں کی تعداد کے برابر الگ الگ عجز ہوا۔

بولئے مہتمم صاحب آپ کی تشریح پر خدا کے عجز کی کوئی گنتی ہو سکتی ہے؟ اور لطف یہ کہ اللہ عزوجل کا یہ عجز قرآن و احادیث سے ثابت ہوگا۔ بولئے پھر کیا آپ تیار ہیں کہ یہ مان لیں کہ اللہ عزوجل جبّار، قہار، قادر، قیوم نہیں؟ عاجز و درماندہ ہے۔ مگر آپ لوگوں سے کیا مستبعد۔ جب کہ آپ لوگ کاذب مان چکے۔ سچ ہے۔ مَاقَدَرُوا اللّٰہَ حَقَّ قَدْرِہٖ

حیوانات و نباتات میں بھی مادہ معصیت ہے

اس اشتہار میں تو قاری صاحب گول کر گئے۔ مگر بولیا وغیرہ کے مناظروں میں ان کے مشہور و معروف ملازم مبلغ دیوبند ارشاد صاحب نے یہ کہا تھا کہ۔

"اللہ عزوجل کی نافرمانی کا مادہ صرف جن و انس میں ہے ان کے علاوہ اور کسی مخلوق میں نہیں۔"

اس کا جو، جواب وہاں مناظر اہلسنت علامہ ارشد القادری نے دیا

تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ اس اشتہار میں ان مردودات کو نہیں لوٹایا۔ مگر اس کا امکان ہے کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق کبھی پھر اسے اچھالا جاوے اس لئے اس کا بھی قلع قمع کر دیا جانا ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے اس ارشاد میں یہی افادہ فرمایا ہے کہ مادہ معصیت حیوانات، نباتات، جمادات میں بھی ہے۔ دو سطر اوپر ہے۔

"ان (حیوانات و نباتات، جمادات) میں مادہ معصیت بھی ہے ان کے لائق جو سزا ہوتی ہے وہ ان کو دی جاتی ہے۔ اہل کشف فرماتے ہیں۔ تمام جانور تسبیح کرتے ہیں۔ جب تسبیح چھوڑ دیتے ہیں اسی وقت ان کو موت آتی ہے ہر پتا پتا تسبیح کرتا ہے جس وقت تسبیح سے غفلت کرتا ہے اسی وقت درخت سے جدا ہو کر گر پڑتا ہے اسکے بعد وہ عبارت ہے۔ جب مجمع ہوا کفار کا۔ الخ

باد شمالی کی نافرمانی اور سزایابی کا واقعہ اسی کے استشہاد میں بیان فرمایا ہے۔ مزید ثبوت پیش ہے۔

بخاری میں ام شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امر بقتل الوزغ وقال وکان ینفخ علی ابراھیم علیہ السلام	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا وہ ابراہیم علیہ السلام پر پھونکتا تھا۔

حضرت شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں گرگٹ ہی کے بارے میں دوسری حدیث یہ ذکر فرمائی۔

اگر بیت المقدس سوزد وزغ نفخ کند	اگر بیت المقدس جلے تو گرگٹ اس پر پھونک مارے

غالباً آتش نمرود اور جلتے ہوئے بیت المقدس پر پھونک مارنا دیوبندیوں کے نزدیک سب سے بڑی عبادت ہو گی؟

ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ماصید صید ولا عضدت عضاۃ ولا قطعت وشیجۃ الا بقلۃ التسبیح	جو جانور بھی شکار ہوتا ہے۔ جو درخت کاٹا جاتا ہے، وہ تسبیح کی کمی کی وجہ سے۔

(تاریخ الخلفاء اشرفی ص ۹۲)

امام احمد کتاب الزہد میں میمون بن مہران سے راوی ہیں کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک چوڑے بازو والا مردہ کوا لایا گیا اسے دیکھ کر فرمایا۔

ماصید من صید ولا عضت من شجرۃ الا ضیعت من التسبیح	کوئی شکار نہیں کیا جاتا اور کوئی درخت کاٹا نہیں جاتا مگر جب کہ تسبیح ضائع کرے۔

(ایضاً ص ۴۵، ص ۱۰۳ اشرفی بکڈپو)

تفسیر مدارک میں زیر آیت کریمہ۔

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰـکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ

امام سُدی سے مروی ہے۔

قال علیہ السلام ما اصطید حوت فی البحر ولا طائر یطیر الا بما یضیع من التسبیح اللہ تعالیٰ (ص ۳۱۶ ج ۱)	حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سمندر میں کوئی مچھلی اور کوئی پرندہ شکار نہیں ہوتا مگر اس سبب سے کہ وہ تسبیح ضائع کرتا ہے

اگر حیوانات و نباتات میں مادۂ معصیت نہیں تو وہ جس تسبیح کے مامور ہیں کیوں ترک کر کے سزا پاتے ہیں۔

حضرت شاہ عبدالعزیز اپنی تفسیر پارہ عم میں ناقل۔

از حضرت ابن عباس و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم مرفوعاً و موقوفاً روایت آمدہ است کہ در روز فصل و قضا بعد از انکہ جانوران باہم قصاص گرفتہ خواہند فرمود کہ	حضرت ابن عباس و ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوعاً اور موقوفاً روایت آئی ہے۔ روز جزا بعد اس کے کہ جانور آپس میں قصاص لے چکیں گے

خاک شوید ۔ حکم ہوگا کہ خاک ہو جاؤ۔

اگر جانوروں نے کوئی گناہ نہیں کیا تو قصاص کیسا اور اگر گناہ کیا تھا تو ان میں مادہ معصیت موجود۔ احادیث وتفاسیر سے یہ بات ثابت ہے کہ جن وانس کے علاوہ حیوانات وغیرہ بھی اللہ عزوجل کی نافرمانی کرتے ہیں اور اسکی سزا بھگتتے ہیں۔ مگر دیوبندیوں کا ان احادیث کے علی الرغم یہ عقیدہ ہے کہ حیوانات وغیرہ اللہ عزوجل کی نافرمانی کرہی نہیں سکتے اس کا صریح مطلب یہ ہوا کہ جن وانس کے علاوہ بقیہ تمام مخلوقات دیوبندیوں کے عقیدے کے مطابق معصوم ہیں۔

قاری صاحب آپ بتایئے اس خصوص میں آپ کی کیا رائے ہے؟ اور بتایئے کیا اب بھی آپ میں یہ دم خم ہے کہ ان نافرمان حیوانات ونباتات کی نافرمانی پر یہ کہہ دیں کہ ان پر اللہ عزوجل کا حکم نہیں چلا۔؟

دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اوپر روایت گذری "ویرا عقیم کرد" اللہ نے اسے بانجھ کر دیا۔ بانجھ کر دیا کا مطلب یہی ہے کہ اس سے پانی نہیں برستا۔

تیسرے اعتراض کے جواب میں سوائے اس کے اور کیا کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی عداوت میں دیوبندی اتنے اندھے بہرے ہیں کہ انھیں کچھ سوجھائی نہیں دیتا۔

اے عقل کے دشمنو ! یہ واقعہ عرب شریف کا ہے۔ عربوں سے پوچھ لو وہاں باد شمالی سے کبھی پانی نہیں برستا۔ ہندوستان پر عرب کو قیاس کرنا وہ مجتہدانہ قابلیت ہے جس پر ان کے بھائی غیر مقلدین بھی جھوم اٹھے ہوں گے۔

تلبیس نمبر ۱۱

مہتمم دیوبند نے اس نمبر میں اہلسنت کے سر یہ الزام رکھا ہے کہ

اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ۔

"اعلیٰ حضرت بریلوی کا درجہ صحابہ کرام سے زیادہ تھا"

اس کے ثبوت میں لکھتے ہیں کہ وصایا کے صفحہ ۲۴ پر جناب مولوی حسنین رضا خاں تحریر فرماتے ہیں۔

"کہ زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ ان کو (اعلیٰحضرت کو) دیکھ کر صحابہ کرام کی زیارت کا شوق کم ہوگیا۔"

اس کا جواب آج سے چھتیس ۳۶ سال پہلے "قہر خداوندی" میں دیا جاچکا ہے پھر "العذاب الشدید" پھر "برق خداوندی" میں بیس سال پہلے چھپ چکا ہے مگر دیوبندی اس کے جواب سے آنکھ بند کرکے ابلہ فریبی گمراہ گردی کے لئے اسے اب بھی بار بار زبان پر لاتے رہتے ہیں، ہم یہاں برق خداوندی کا جواب بعینہٖ نقل کرتے ہیں۔

"حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ غلط چھپ گیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ کاتب وہابی تھا جس کی وہابیت ظاہر ہونے پر اس کو نکال دیا گیا۔ اہم کاموں میں مصروفیت و مشغولیت کے سبب یہ رسالہ (وصایا شریف) بغیر تصحیح کے شائع ہوگیا۔ اصل عبارت یہ تھی۔

زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سنا کہ اعلیٰ حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اتباع سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا لطف آگیا یعنی اعلیٰ حضرت قبلہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے زہد و تقویٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم تھے۔

اس عبارت کو اس وہابی کاتب نے تحریف کرکے یہ لکھ ڈالا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم

ہو گیا چونکہ میری غفلت و بے توجہی اس میں شامل ہے اس لئے
مخالفین کا احسان مانتے ہوئے کہ انھوں نے اس عبارت پر مجھے مطلع
کیا اپنی غفلت پر توبہ کرتا ہوں۔ وصایا شریف صہ ۲۴ میں اس عبارت
کو کاٹ کر عبارت مذکورہ بالا لکھ لیں۔

حضرت جی! اگر آپ کے حصہ میں شرم نہیں آئی ہے تو کسی سے منگنی مانگ
لیتے۔ چھتیس ۳۶ سال سے جب برابر اعلان ہو رہا ہے کہ یہ عبارت غلط چھپی ہے۔
کاتب کی خیانت ہے پھر بھی اس پر اعتراض کرنا۔ ایسا زبردست مکر و کید ہے
جس کی مثال ملنی مشکل ہے۔

دیوبندیوں پر جب ان کی کفری عبارتوں پر ہر چہار طرف سے دار و گیر
شروع ہوئی تو انھوں نے تقیہ کر کے سنی بن کے ہماری کتابوں میں تحریف کی ایک
منظم تحریک چلا رکھی ہے۔ دیوبندیوں کی دسیسہ کاری کا یہی ایک واقعہ نہیں
بیسوں واقعات ہو چکے ہیں۔ ناظرین ملاحظہ کریں۔

۱ ـــــ ایک رام پوری دیوبندی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت
میں سنی بن کر آیا بعض مسائل لکھوائے۔ نقل کے لئے فتاویٰ رضویہ کی جلد ہشتم
عطا ہوئی اس میں ایک مسئلہ یہ تھا۔

"شریعت میں ثواب پہنچانا ہے۔ دوسرے دن ہو یا تیسرے
دن۔ باقی یہ تعین عرفی ہے جب چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی ضروری
جاننا جہالت ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اس تقیہ باز دیوبندی نے بین السطور "جہالت ہے" کے بعد "و بدعت"
بڑھا دیا۔ قلمی فتاویٰ میں غیر قلم کا لکھا ہوا، سطر سے اوپر اب تک موجود ہے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صہ ۴۸۳)

پھر یہی محرف فتاویٰ رشیدیہ میں چھاپا گیا اس سے اندازہ کر لیں کہ اس
سازش کی بنیاد کہاں تک ہے۔

۲ ـــــــ صدر الافاضل استاذ العلما حضرت مولانا الحاج محمد نعیم الدین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ اعلیٰ حضرت تاج کمپنی لاہور نے چھاپا ہے۔ اس میں چوبیس جگہ وہابی کاتب نے تحریف کی۔ بطور نمونہ چند ملاحظہ کریں۔ سورۂ ہود شریف کی آیت کریمہ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا کی تفسیر کی اصل عبارت یہ ہے۔

"اس گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں۔ اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتے ہیں، اور ہمسری کا خیال فاسد رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ انھیں گمراہی سے بچائے۔

وہابی کاتب نے اسے یوں بدل دیا۔

"اس امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرتے اور قرآن و حدیث کے منکر ہیں۔"

۳ ـــــــ سورۂ اسرار کی آیت کریمہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ کی تفسیر میں اصل عبارت یوں ہے۔

"اس سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔"

اسے وہابی کاتب نے یوں لکھا ہے۔

"مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز نہیں۔"

اسی سورۂ مبارکہ کی آیت مبارکہ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَلَا يَمْلِكُوْنَ الآیۃ کے تحت تفسیر میں ہے۔

"جب بتوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انھیں پکارو وہ تمہاری مدد کریں گے۔"

یہودی صفت اس وہابی کاتب نے یہاں لکھ مارا۔

"جب مقرب لوگوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انھیں پکارو۔"

دیوبندی تفتہ کالم کی چیرہ دستیاں ایک طرف تو یہ ہیں دوسری طرف ان کے بڑے بڑے عمائد فرضی کتابوں سے فرضی عبارتیں گڑھ گڑھ کر اپنے عقیدے کی تائید میں پیش کرتے تھے چنانچہ پوری دیوبندی برادری کے شیخ الاسلام اور قاری صاحب کے مخصوص نوکر ٹانڈوی صاحب تک اس جعل و فریب میں ملوث ہیں۔

۱۔ ٹانڈوی صاحب اپنے مشہور و معروف گالی نامہ میں، حفظ الایمان کی کفری عبارت کی تائید میں، اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد طریقت حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کی فرضی کتاب خزینۃ الاولیاء کی یہ جعلی عبارت گڑھ لی۔

"علم غیب صفت خاص ہے رب العزت کی جو عالم الغیب والشہادۃ ہے۔"

(الشہاب الثاقب ص۱۳۱)

اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے جد امجد مولانا رضا علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے دوسری کتاب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ سیتاپور گڑھ کر اس کی یہ عبارت بنالی۔

"حضور سید العالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بواسطہ تھا۔" ایضاً

قاری صاحب اور جملہ دیوبندیو! اگر اپنے شیخ الاسلام کی بڑائی کا تمھیں پاس ہے تو لاؤ دکھاؤ حضور سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کون سی ایسی کتاب بنام خزینۃ الاولیاء ہے جس میں مذکورہ بالا عبارت ہے۔ حضرت مولانا رضا علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہ کتاب بنام ہدایۃ الاسلام کہاں ہے جس میں شیخ ٹانڈوی کی ذکر کردہ عبارت درج ہے اور اگر تم نہیں دکھا سکتے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمہارے اگلے پچھلے سب اکٹھے ہو جائیں پھر بھی کہیں نہیں دکھا سکتے۔ تو اقرار کرو کہ تمہارے مذہب کی بنیاد افتراء بہتان دجل و فریب

جعل واختلاق پر ہے۔

دیوبندیوں کے افترا، بہتان دسیسہ کاری کے وہ حقائق ہیں جو آفتاب سے زیادہ روشن ہیں، تو پھر ایسی قوم سے کیا مستبعد کہ وہ اپنی برادری کے مشن کو کامیاب کرنے کے لئے اہلسنت کے اداروں میں گھس آئیں اور اہلسنت کی کتابوں میں تحریف کریں اس لئے مولانا حسنین رضا خاں صاحب مدظلہ العالی کے اس بیان میں بھرپور صداقت ہے کہ مطبع حسنی میں وہابی کاتب تقیہ کرکے ملازم ہو گیا اور اس نے وصایا شریف کی عبارت بدل دی۔

دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی افضل الصحابہ کے رتبہ پر فائز تھے

مہتمم دیوبند کے استاذ فرسٹ پیر محمود الحسن دیوبندی، دیوبندیوں کے پیران پیر گنگوہی جی کے بارے میں لکھتے ہیں ؎

وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہئے عجب کیا ہے
شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی

صدیق افضل الصحابہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور فاروق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب خاص اس لئے اس شعر کا صریح مطلب یہ ہوا کہ دیوبندی کے عقیدے کے مطابق "گنگوہی" بیک وقت ابوبکر صدیق بھی تھے اور عمر فاروق بھی۔ اور یہ حضرات باتفاق اہل سنت تمام صحابہ سے افضل تو لازم ہے کہ دیوبندیوں کے نزدیک گنگوہی تمام صحابہ سے افضل اور حضرات شیخین کے ہم رتبہ تھے۔

گنگوہی جی منصب رسالت پر فائز

حضرات شیخین کے مرتبہ ہی پر نہیں ان سے بدرجہا افضل انبیاء کرام سے بھی اونچے منصب رسالت پر گنگوہی جی اور ان کے رفیق جانی نانوتوی

جی براجمان تھے۔یہی شیخ الہند فرماتے ہیں۔

شرک و بدعت سے کیا صاف رہ سنت کو
پھر غلط کیا ہے کہ ہیں ناسخ ادیاں دونوں

ناسخ ادیاں ہونا رسول کا خاصہ ہے گنگوہی اور نانوتوی کو ناسخ ادیان کہہ کر درپردہ ان دونوں کی رسالت کا اعلان ہے اور رسول تمام انبیاء کرام سے افضل تو لازم کہ یہ دونوں جملہ صحابہ اور انبیاء کرام سے بھی افضل تھے۔

گنگوہی جی کی حضرت عیسیٰ پر برتری

اسی میں یہی مہتمم دیوبند کے فرسٹ پیر صاحب گنگوہی جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر برتری کا اعلان بیانگ دہل یوں کر رہے ہیں۔

مُردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا مشہور معجزہ مردوں کو زندہ کرنا تھا، مگر زندوں کو مرنے نہ دینا یہ ان کا اعجاز ثابت نہیں گنگوہی جی کو ان پر ایک درجہ آگے بڑھا کر یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمارے گنگوہی مُردے تو جلاتے ہی تھے زندوں کو مرنے بھی نہیں دیتے تھے آؤ اے ابن مریم تم بھی دیکھ لو۔

شیخ ٹانڈہ مقام محمدی پر محکم

یہ نہیں کہ صرف ان کا ایک ہی مولوی ایسا ہو این خانہ تمام آفتاب است شیخ ٹانڈہ کے بارے میں شیخ الاسلام نمبر میں ص۱۴۴ پر ہے۔

جلال عشق مصاف خودی جہاد و ستیز
حسین ما بمقام محمدی محکم

عشق کے جلال خودی کی جنگ جہاد اور لڑائی میں ہمارے حسین احمد مقام

محمدی پر پختگی کے ساتھ قائم تھے۔

قاری صاحب بولئے! مقام محمدی پر شیخ ٹانڈہ کو محکم بان کران کو تمام صحابہ تمام انبیاء جملہ رسول سے افضل مانا کہ نہیں اور یہ خاتم النبیین کا انکار ہے یا نہیں؟

تھانوی صاحب کی نبوت اور دیوبندیوں کا نیا کلمہ

یہی نہیں کہ دیوبندی صرف زبانی اپنے مولویوں کی نبوت ورسالت کا اعلان کرتے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی پڑھتے ہیں۔ اٹھا کے دیکھ لو رسالہ الامداد بابت ماہ صفر ۱۲۳۶ھ جس میں ایک دیوبندی نے اشرف علی رسول اللہ پڑھا۔ اللھم صل علیٰ سید نا نبینا ومولانا اشرف علی پڑھا خواب میں بھی اور بیداری میں بھی۔

جب تھانوی صاحب کو اس کی اطلاع دی تو انھوں نے یہ لکھا اس میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع ہوتے ہو وہ متبع سنت ہے۔

دیوبندی مولویوں کے لئے خدائی کا اثبات

گنگوہی جی رب العٰلمین ہیں منصب رسالت ہی پر بس نہیں ان کے ایک چھوڑ دو دو مولوی خدا بھی تھے۔ لیجئے مرثیہ گنگوہی میں ہے۔

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

مربی خلائق ہم معنی ہے رب العٰلمین کا۔ اور رب العٰلمین اللہ عز وجل کی صفت خاصہ ہے تو ثابت ہوا کہ دیوبندی گنگوہی کو رب العٰلمین اور خدا مانتے ہیں۔

شیخ ٹانڈہ انسان کے بھیس میں خدا ہیں

شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۵۹ پر ہے۔

"تم نے کبھی خدا کو بھی اپنے گلی کوچوں میں چلتے پھرتے دیکھا ہے؟ کبھی خدا کو بھی اس کے عرش عظمت و جلال کے نیچے فانی انسانوں سے فروتنی کرتے دیکھا ہے؟ تم کبھی تصور بھی کر سکے کہ رب العلمین اپنی کبریائیوں پر پردہ ڈال کے تمھارے گھروں میں آکر رہے گا؟ تم سے ہم کلام ہوگا؟ تمھاری خدمتیں کرے گا؟ نہیں ہرگز نہیں ایسا نہ کبھی ہوا ہے نہ کبھی ہوگا۔ تو پھر میں کیا دیوانہ ہوں مجذوب ہوں کہ بڑ ہانک رہا ہوں؟ نہیں بھائیو! یہ بات نہیں ہے، سڑی ہوں نہ سودائی۔ جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ ہے مگر سمجھ کا ذرا سا پھیر ہے۔ حقیقت و مجاز کا فرق ہے۔ تو پھر خدارا بتاؤ کہ جن آنکھوں نے گزی گاڑھے میں ملفوف اس بندے کو دیکھا ہے وہ کیوں نہ کہیں ہم نے خود اللہ بزرگ برتر کا جلوہ اپنی اس سرزمین پر دیکھا ہے"۔

ہندو غریب گلی گلی پکارتے پھرتے ہیں بھگوان کبھی ایک دن انسان بن کے دیکھ مگر ان کے ایشور نے ان کی پرارتھنا نہ سنی لیکن دیوبندیوں کو بن پرارتھنا اللہ بزرگ برتر حسین احمد کے روپ میں آگیا اسی کو کسی نے کہا ہے۔

ع بن مانگے موتی ملے، مانگے ملے نہ بھیک

شیخ ٹانڈہ کے لیے سجدہ

ٹانڈوی صاحب جب انسانی روپ میں دیوبندیوں کے عقیدے میں خدا تھے تو دیوبندیوں نے بلا دریغ انھیں سجدہ بھی کیا ہے۔ لیجئے شیخ الاسلام نمبر صفحہ ۱۳۹ پر ہے۔

وخضعوا لہ اعناقھم	ان لوگوں نے حضرت (ٹانڈوی) کے روبرو
وجباھھم تابوا	اپنی گردنوں پیشانیوں کو جھکا دیا وہ لوگ
وللاذقان خروا	تائب ہوئے اور منھ کے بل سجدہ کرتے

سجدا ہوئے گر پڑے۔

بولئے مہتمم صاحب یہ کون دھرم ہے۔

ے
نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

تلبیس نمبر ۱۲

اس نمبر میں قاری صاحب نے ہم اہل سنت پر یہ افترا کیا ہے کہ۔ ہم یہ مانتے ہیں، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے پیر بھائی کی قبر میں روضہ انور کی خوشبو ہے اور یہ کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سرور دوجہاں کی امامت کی۔ ثبوت میں الملفوظ حصہ دوم ص۱۲ کی یہ عبارت پیش کی ہے۔

"جب مولوی برکات احمد کا انتقال ہوا اور دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے بعد مولوی سید احمد صاحب مرحوم، خواب میں زیارت حضور سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی کہ یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا کہ برکات احمد کی نماز جنازہ پڑھنے الحمد للہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھائی۔

ان دونوں افتراءات کی پردہ دری علماء اہلسنت متعدد بار کر چکے ہیں۔

(۱)____ سب سے پہلے ۱۳۵۱ھ میں رنگون کے وہابیوں نے یہ افتراء کیا اس کا جواب اسی وقت صیحۂ رنگون بر حزب بندگان شیطان ملعون میں دیا گیا۔

(۲)____ پھر یوپی کے دیوبندیوں نے دہرایا اس کا رد جماعت رضائے مصطفیٰ کی جانب سے ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا۔

(۳)____ پھر بمبئی کے دیوبندیوں نے اچھالا اس کی ۱۳۵۵ھ میں

بمبئی کے سنیوں نے دھجیاں بکھیر دیں۔ دیکھو قہر خداوندی۔

(۴)______ پھر مبارک پور کے دیوبندیوں نے لوٹایا اس کا دندان شکن جواب "العذاب الشدید" میں دیا گیا۔

(۵)______ پھر بگھیروی نے اپنے کچا چٹھا میں ذکر کیا جس کا قاہر رد "برق خداوندی" میں ہوا۔

اس کے علاوہ مناظروں میں اس پر دیوبندیوں کی پوری درگت جو بنی ہے وہ اس شمار سے باہر ہے۔ انصاف کا مقتضیٰ تو یہ تھا کہ اہل سنت کے جوابات کا رد کرتے۔ مگر آج تک کسی دیوبندی کو اس کی جرأت نہیں ہوئی اور بے حیائی سے اسی مردود مطرود افتراء کو بار بار دہراتے رہتے ہیں اور یہی مہتمم دیوبند نے کیا ہے ناظرین کی طمانیت کے لئے پھر اس افتراء کا پردہ چاک کرنا ضروری ہے۔

حکیم برکات احمد صاحب سے متعلق عبارت کی توضیح

الملفوظ شریف کی اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حکیم برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقبول بارگاہ رسالت تھے۔ ان کے انتقال پر سرکار نے ان پر کرم خاص فرمایا نماز جنازہ میں تشریف لائے اور قبر پر جلوہ فرمایا۔

مقبولان بارگاہ پر سرکار کے اس قسم کے کرم کی صدہا مثالیں، علماء و مشائخ کے حالات میں موجود ہیں پھر اگر حکیم برکات احمد صاحب پر یہ کرم ہوا تو دیوبندی کیوں چیں بجبیں ہیں۔

دیوبندی عقیدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے

اصل بات یہ ہے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے جیسا کہ ان کے سید الطائفہ نے تقویۃ الایمان صفحہ ۵

پر لکھا ہے۔

"میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"۔

اب جب یہ سنتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی خادم کے گھر تشریف لائے کسی کے جنازہ پر کرم فرمایا کسی کی قبر پر رونق افروز ہوئے تو چیخنے چلانے لگتے ہیں کہ ہائے ہائے اس سے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ ہمارا عقیدہ فنا ہو جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات حقیقی جسمانی

لیکن ہم اہل سنت کا چونکہ عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہ حیات حقیقی جسمانی دنیوی زندہ ہیں اور یہ قدرت رکھتے ہیں کہ جہاں چاہیں تشریف لے جائیں اس لئے ہمارے نزدیک نہ اس میں استبعاد ہے نہ ہمیں تحیر اور یہی تمام امت کا اجماعی عقیدہ ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجمع البرکات میں فرماتے ہیں۔

وے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بر احوال امت مطلع است و بر مقربان و خاصان درگاہ خود ممد و مفیض و حاضر و ناظر است۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم امت کے احوال پر مطلع اور اپنے مقربان و خاصان درگاہ کے مددگار اور فیض بخش اور حاضر و ناظر ہیں۔

سلوک اقرب السبل میں فرماتے ہیں۔

باچندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمار امت است، یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز و توہم تاویل دائم و باقی ست و بر اعمال امت حاضر و ناظر و مر طالبان حقیقت را و متوجہان آنحضرت

باوجود ان اختلافات و کثرت مذاہب کے جو علمار امت میں ہیں کسی ایک شخص کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی حیات کے ساتھ بغیر شائبہ مجاز و توہم تاویل کے دائم اور باقی ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر و ناظر اور حقیقت کے طلب گاروں

رامفیض و مربی   اور آنحضور کی طرف توجہ کرنیوالوں کے لئے فیض رساں اور تربیت فرما ہیں۔

ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں۔

لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوتِ اھل الاسلام   اس لئے کہ روح نبوی تمام مسلمانوں کے گھروں میں جلوہ فرما ہے۔

جب تمام امت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ اور باقی ہیں۔ حاضر ناظر ہیں تو پھر کسی برگزیدہ بارگاہ امتی کی قبر پر تشریف لانا جنازے میں شرکت فرمانا ہرگز ہرگز قابلِ اعتراض نہیں جو اعتراض کرے وہ جاہل فسادی اور ہٹ دھرم ہے۔

دیوبندیوں کے عقیدے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ملّوں کے باورچی ہیں

دیوبندیو! تمہیں اپنے اس عقیدے کی بنا پر کہ حضور جان عالم صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے حکیم برکات احمد صاحب مرحوم کی قبر پر تشریف لانا قابلِ اعتراض نظر آیا۔ مگر اپنے پیران پیر حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ان کے مہمانوں کے کھانا پکانے کے لئے آنا قابل اعتراض نہیں سوجھائی دیا۔ دیکھو تذکرۃ الرشید میں ہے۔

"ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ) نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھاوج آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھاوج سے فرمایا کہ اٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے اس کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا اعلیٰ حضرت (حاجی صاحب)

کی اس مبارک خواب کی تعبیر حضرت امام ربانی محدث گنگوہی قدس سرہ سے شروع ہوئی"۔ (تذکرۃ الرشید ص۲۶ ج۱)

کیوں قاری صاحب کسی سنی مرتاض بزرگ کی قبر پر سرکار کا تشریف لانا تمھارے نزدیک محال ہے۔ مگر تمھارے مولویوں کا کھانا پکانے کے لئے بہ حیثیت باورچی تشریف لانا ایمان ہے۔؟

دیوبندیوں کا عقیدہ!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیل میں

اخبار الجمعیۃ، شیخ الاسلام نمبر میں ہے

"ایک دفعہ حضرت (ٹانڈوی) جب جیل سے تشریف لائے تو فرمایا کہ کاش میں جیل ہی میں رہتا وہاں کوئی شب ایسی نہیں گزری جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نہ ہوئی ہو۔ (ص۴۶ ک۴)

قبر پر تشریف آوری

قبر میں نکیرین کے سوال ما تقول فی شان ھذا الرجل کی توجیہ میں حضرت شیخ فرماتے ہیں۔

اما باحضار ذات شریف وے درعیاں یا تو عیاناً ذات شریف جلوہ گر فرمائی جائیگی

قاری صاحب آپ بہت بڑے دینی ادارے کے مہتمم بنتے ہیں اور علم دین کے نام پر لاکھوں کا چندہ جمع کرتے ہیں۔ بولئے اب کیا ارشاد ہے اگر حکیم برکات احمد صاحب کی قبر پر سرکار کی خوشبو محسوس کی گئی تو تعجب کیا ہے ؟

دوسرے افترار کی پردہ دری

سرکار کی خواب میں نماز جنازہ میں شرکت پر یہ پھبتی کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امامت کی۔ قاری صاحب اور ان کی برادری کی پہلی ابلہ فریبی نہیں۔ اس کا جواب تو پہلے بار بار ہو چکا ہے ہم یہاں قاری صاحب سے صرف چند سوالات پر اکتفا کرتے ہیں۔

اول:- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا، حکیم برکات احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت باطنی طور پر ہے۔ مہتمم دیوبند اور ان کے سب نوکر چاکر اور پوری برادری مل کر بتائے کہ اگر کوئی مر جائے اور خواب میں کسی نے دیکھا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے جارہے ہیں تو مسلمانوں پر اس شخص کی نماز جنازہ فرض ہے یا نہیں؟ اگر اس کی نماز جنازہ مسلمان نہ پڑھیں اور یوں ہی دفن کر دیں تو فرض کفایہ کے تارک ہو کر گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ اور اگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے تو بغیر جماعت اور امام کے یا امام کے ساتھ۔ اگر کوئی امام بنایا جائے تو یہ امام حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مقتدی ہوگا یا امام۔ بینوا توجروا

ثانی:- کسی امتی کا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنی کفر ہے یا فسق یا مکروہ یا ان میں سے کچھ نہیں؟

ثالث کیا محض امامت سے امام کا مقتدی سے افضل ہونا لازم ہے؟

رابع کیا افضل کی موجودگی میں مفضول کا امام ہونا کفر یا فسق یا مکروہ ہے؟

اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو الملفوظ کی اس عبارت پر اعتراض سوائے فساد انگیزی کے اور کچھ نہیں اور اگر ان سوالوں کا جواب اثبات میں ہے تو اس حدیث کی کیا تاویل ہوگی جو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم شریف میں مروی ہے

فرماتے ہیں ۔ غزوۂ تبوک میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضاء حاجت کے لئے تشریف لے گئے ۔ میں پانی لے کر ساتھ ہو گیا ضرورت سے فارغ ہو کر آنحضرت نے وضو فرمایا جس میں موزوں پر مسح فرمایا۔ جب پڑاؤ پر واپس لوٹے تو جماعت ہو رہی تھی۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ امام تھے۔ ایک رکعت ہو چکی تھی ۔ آگے کے الفاظ کریمہ یہ ہیں۔

فادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم احدى الركعتين فصلى مع الناس الركعة الآخرة فلما سلم عبد الرحمٰن بن عوف قام رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يتم صلوته فافزع ذالك الناس فاكثروا التسبيح فلما قضى النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم ثم قال احسنتم اوقال اصبتم۔	رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف ایک رکعت ملی اور آپ نے اخیر ہی کی رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی۔ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سلام پھیرا تو رسول خدا کھڑے ہو گئے اور اپنی نماز پوری کرنے لگے اس پر لوگ گھبرا گئے اور کثرت سے تسبیح پڑھنے لگے۔ جب آنحضور نماز پوری فرما چکے تو فرمایا تم نے اچھا کیا۔ یا یہ فرمایا تم نے ٹھیک کیا۔

مسلم شریف کی دوسری روایت میں یہ زائد ہے۔

فاردت تاخير عبد الرحمٰن بن عوف فقال النبى صلى الله عليه وسلم دعه۔	میں نے عبد الرحمٰن بن عوف کو پیچھے کرنا چاہا تو آنحضرت نے فرمایا رہنے دو۔

مشکوٰۃ شریف میں تھوڑے تغیر اور اختصار کے ساتھ اتنی زیادتی ہے۔

فلما احس بالنبى صلى الله عليه وسلم ذهب يتاخر فاومىٰ اليه (مشکوٰۃ ص۵۳)	جب انھوں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آہٹ پائی تو پیچھے ہونے لگے تو حضور نے ارشاد فرمایا۔ (اپنی جگہ رہو)

اب مہتمم دیوبند بتائیں ۔ ان کے نزدیک کسی امتی کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرنی قابل اعتراض ہے تو عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

بارے میں کیا حکم ہے۔؟
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پیچھے آنے نہیں دیا بلکہ اس کی تحسین فرمائی بولئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا فتویٰ ہے؟
اس حدیث کے تحت حضرت ملا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔

فیہ دلیل علی جواز الاقتداء الافضل بالمفضول اذا علم ارکان الصلوٰۃ
(ج اول صہ ۳۶۲)

اس میں اس پر دلیل ہے کہ افضل کو مفضول کی اقتدار کرنی جائز ہے اگر مفضول ارکان نماز جانتا ہے۔

حضرت شیخ محقق دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

ازیں حدیث معلوم شد کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بعض اصحاب اقتدار کردہ است و مجموع آن دو بار است یک بار دیگر بابی بکر صدیق کرد در مثل ہمیں واقعہ کہ بعبد الرحمٰن بن عوف گزارد واما آنکہ در مرض اخیر گزارد آنجا امام آنحضرت بود وابوبکر مقتدی بود بعبئے چناں کہ در محل خود تحقیق یافتہ است۔
(اشعۃ اللمعات صہ ۲۵۹ ج ۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضور نے بعض صحابہ کی اقتدار کی اور یہ دو مرتبہ ہوا ایک بار ابوبکر صدیق کی اقتدار کی اسی قسم کے واقعہ میں جو عبد الرحمٰن پر گزرا لیکن مرض اخیر میں جو نماز ادا فرمائی۔ اس وقت امام آنحضور ہی تھے اور ابوبکر آنحضور کے مقتدی تھے جیساکہ اپنے محل میں محقق ہے۔

مہتمم دیوبند حضرت ملا علی قاری اور حضرت شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہما کے بارے میں کیا فتویٰ دیں گے؟ دیکھنا ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ کیوں فرمایا۔ الحمد للہ یہ نماز جنازہ میں نے پڑھائی تھی۔ یہ اظہار شکر ہے۔ ایک مقبول بارگاہ بندہ مرتاض کی نماز جنازہ پڑھانے پر۔ نہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امام ہونے پر۔

ایں گناہیست کہ در شہر شمانیز کنند

الملفوظ کی اس عبارت پر چالیس برس سے مسلسل دیوبندی برادری چیخ اور چلا رہی ہے۔ مگر بھول گئی ہے کہ خود یہ بھی اسی جرم کے مرتکب ہیں۔ دیکھو تذکرۃ الخلیل۔ لکھا ہے۔

"شیخ سعید نکروئی کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا کہ یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد کا انتقال ہوگیا ہے ان کے جنازہ کی شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔" (ص۳۰۴)

دیوبندیو! بولو جس نے بھی انبیٹھی کی نماز جنازہ پڑھائی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے مقتدی ہوئے اور وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا امام ہوا الملفوظ کی اس عبارت پر برسہا برس سے ماتم کرتے کرتے تمھارے سینے پھٹ گئے۔ مگر اپنے اس من گڑھت خواب پر جوں تک نہیں رینگی اور لو دیکھو یہ الجمعیۃ کا شیخ الاسلام نمبر ہے اس میں مذکور ہے۔

"حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام گویا کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں۔ جامع مسجد کے قریب بوجہ جمعہ مصلیوں کا مجمع بڑا ہے مصلیوں نے فقیر سے فرمائش کی کہ تم حضرت خلیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام، مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں۔ فقیر نے جرأت کرکے عرض کیا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا کی اقتدا میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔ فقیر بھی مقتدیوں

میں شامل تھا۔" (ک ۳ ص ۱۶۴)
مسلمان دیکھیں مجمع میں امام الاولین والآخرین کے جد کریم ابوالانبیاء حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جلوہ فرما ہیں۔ مگر دیوبندیوں کو حضرت خلیل اللہ کے بجائے اپنے شیخ ٹانڈہ کو امام بنانے کا شوق ہے۔ کتنی بڑی بدتمیزی ہے۔ اور ٹانڈہ کے شیخ جی کی شیخی دیکھئے کہ بڑھ کر امام بھی بن جاتے ہیں اگر کسی امتی کا کسی نبی کی امامت کرنا لائق اعتراض ہے تو قاری صاحب بتائیں یہاں کیا ارشاد ہے؟ یہاں تصریح ہے۔
حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مولانا کی اقتدار میں نماز پڑھی۔
آدمی بڑا بنے تو کم از کم اتنا تو بنے۔ الملفوظ کی عبارت میں تو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہونے کا شائبہ تک نہیں اس پر اتنا چیخنا چلانا شور مچانا گلے پھاڑنا اور یہاں حضرت خلیل اللہ کے مقتدی ہونے کی تصریح کے باوجود دُم سادے رہنا ٹانڈوی معرفت کا خمار نہیں تو اور کیا ہے؟

ے
مجھی سے سب یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

حیات النبی

الملفوظ حصہ سوم ص ۲۹ پر ہے۔
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ــــ اس حیات پر احکام دنیویہ ہیں ــــ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائیگا ــــ ان کی ازواج سے نکاح حرام نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں ــــ بلکہ سید محمد بن عبد الباقی زرقانی فرماتے ہیں ــــ کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں۔ وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔
آج سے تقریباً اکتالیس بیالیس سال پہلے بھیرہ تحصیل محمد آباد گوہنہ ضلع اعظم گڑھ میں ٹانڈہ کے مشہور افسانہ گو، بہتان طراز نور محمد ٹانڈوی نے یہ کہا تھا ــــ جو دکھاتے

کہ علامہ زرقانی نے یہ کہیں لکھا ہے تو ہر ہر لفظ پر پانچ سو روپے انعام۔

یہ خادم اس وقت بریلی شریف تھا بھیرہ کے احباب نے مجھے لکھا میں نے زرقانی علی المواہب جلد سادس ص ۱۵۹ سے یہ عبارت نقل کر کے بھیج دی۔

نقل السبکی فی طبقاتہ عن ابن فورك انہ علیہ السلام حیٌّ فی قبرہ علی الحقیقۃ لا المجاز یصلی فیہ باذان واقامۃ۔ قال ابن عقیل ویضاجع ازواجہ ویتمتع بھن اکمل من الدنیا وحلف علی ذالك وھو ظاھر ولا مانع عنہ۔

سبکی نے اپنے طبقات میں ابن فورک سے نقل کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں حقیقی حیات کے ساتھ نہ کہ مجازی حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔ اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔ ابن عقیل نے کہا اور اپنی ازواج کے ساتھ ہمبستری فرماتے ہیں۔ اور دنیا میں جس طرح ان سے تمتع حاصل فرماتے تھے اس سے بڑھ کر تمتع حاصل فرماتے ہیں۔ ابن عقیل نے اس پر قسم کھائی اور یہ ظاہر ہے اس سے کوئی چیز مانع نہیں۔

بھیرہ کے احباب نے یہ عبارت مقامی دیوبندیوں کو بھی دکھائی اور ٹانڈوی کے پاس بھی بھیجی سب کو سانپ سونگھ گیا۔ دیوبندیوں میں حیا ہوتی تو خاموش رہتے لیکن انہیں حیا کہاں برسوں خاموشی کے بعد اب نور محمد ٹانڈوی کے ساختہ پرداختہ کچھ دیوبندی مولوی اس پر تین اعتراض کرتے ہیں۔ اول:۔ زرقانی میں ابن عقیل کا قول صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے۔ اور الملفوظ میں یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں۔ الخ

دوم:۔ موت سے نکاح ختم ہو جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی باتفاق امت موت طاری ہوئی اگرچہ ایک آن کے لئے۔ پھر یہ بات کیسے درست ہوگی۔

سوم:۔ اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ مُردہ قبر میں رہتے ہوئے بھی اپنی قبر کے ارد گرد بہت دور تک دیکھتا ہے ——— وہیں حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بھی مزارات ہیں۔ یہ کتنی بڑی بے حیائی کی بات ہوگی۔

تیسرے پیراگراف پر دیوبندی وہ پھکڑ بازیاں کرتے ہیں جنہیں سن کر انسانیت شرم سے پانی پانی ہو جاتی ہے۔ اب ناظرین ہر سوال کا ترتیب وار جواب سنیں۔

جواب ۱ جب کوئی بات کسی صنف یا کسی نوع کے ایک فرد یا چند افراد کیلئے

ثابت ہو تو پوری صنف اور نوع کی طرف اسکی نسبت درست ہے جیسے فرمایا گیا "وخلق الانسانَ ھلوعًا" انسان بے صبرا پیدا کیا گیا ___ اور فرمایا "وکان الانسان اکثر شئ جدلا" انسان سب سے بڑا جھگڑالو ہے ___ کیا انسان کا ہر فرد بے صبرا ہے ؟ کیا انسان کا ہر فرد سب سے بڑا جھگڑالو ہے ؟ اسی طرح اگرچہ ابن عقیل اور ابن فورک نے یہ بات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لکھی ہے تو اس کی اسناد انبیاء کرام کی صنف کی طرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جواب ۲: یہ صحیح ہے کہ موت سے عام مُردوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ مگر انبیاء کرام علیہم السلام خصوصًا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہیکہ اگرچہ ان حضرات پر ایک آن کیلئے موت طاری ہوئی پھر بھی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح ختم نہیں ہوا۔ اسکی دلیل یہ ہے کہ انبیاء کرام کے وصال کے بعد انکی ازواج پر نہ عدت ہے اور نہ انہیں یہ جائز ہے کہ کسی اور کے ساتھ نکاح کریں۔

نیز اس کی دلیل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہیکہ فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کے بعد حجرہ مبارکہ میں بغیر کسی خاص پردہ کے جاتی اور کہتی "انما ھو زوجی" یہ تو میرے شوہر ہی ہیں بعد وصال زوجیت کا باقی رہنا اس کی دلیل ہے کہ وصال سے نکاح ختم نہیں ہوا، باقی رہا۔

یہ تو اپنے سنی بھائیوں کیلئے تھا۔ اب دیوبندیوں کو مزہ چکھانے کیلئے ان سے ایک سوال ہے۔ ___ یہ صحیح ہے کہ موت سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے علاوہ تمام مومنوں کا نکاح ختم ہو جاتا ہے اور یہ بھی ثابت ہیکہ جنت میں مسلمانوں کو ان کی بیویاں ملیں گی ___ جن سے وہ جنت میں ہمبستری کریں گے۔ اور کسی روایت میں کہیں مذکور نہیں ہے کہ جنت میں ان سے دوبارہ نکاح ہوگا۔ جنت میں بلا جدید نکاح اپنی بیویوں سے ہمبستری کرنا حرام ہے یا جائز؟ اور جائز ہے تو کیسے ؟ جو تمہارا جواب ہوگا وہی ہمارا بھی جواب ہوگا۔

جواب ۳: برزخ اور آخرت کی باتوں کو دنیا کی باتوں پر قیاس کرنا جہالت ہی نہیں ضلالت ہے اور گمراہ گردی۔

یہ صحیح ہے کہ حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ مگر حدیث میں یہ بھی ہے کہ مومن صالح کی قبر حد نظر تک وسیع کر دیجاتی ہے اسکے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کم از کم حد نظر تک وسیع ضرور ہوگی۔

مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر فصل ثانی میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ویفسح لہ فیھا مدّ بصرہٖ — حد نظر تک اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

جب مزار اقدس حد نظر تک وسیع کر دی گئی تب وہاں پہلو میں نہ حضرت صدیق اکبر ہیں نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ دیوبندیوں نے بہت سوچ سمجھ کر اپنے چچازاد بھائی رافضیوں کو خوش کرنے کیلئے یہ اعتراض کیا ہے۔ جب اسکے جواب میں کہا جائے گا کہ مزار اقدس حد نظر تک وسیع کر دی گئی۔ تو اب پہلو میں نہ صدیق اکبر ہیں اور نہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ وہ تو مدینہ طیبہ سے بہت دور کسی جنگل میں ہوں گے۔ پھر یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حد نظر محدود نہیں۔ طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والی ما ھو کائن فیھا الیٰ یوم القیامۃ کانما انظر الیٰ کفی ھٰذہٖ — اللہ تعالیٰ نے دنیا میرے پیش نظر کر دی میں پوری دنیا کو اور دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے سب کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حد نظر پوری دنیا ہے تو لازم آیا کہ حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں دنیا میں رہی ہی نہیں۔ ناظرین حیرت میں ہوں گے مگر یہ حیرت کی بات نہیں۔ عالم برزخ اور آخرت کے احوال کو دنیا کے احوال پر قیاس کرنا ہی جہالت ہے۔

ماء مستعمل کی بحث

فتاویٰ رضویہ جلد اول میں یہ مسئلہ مذکور ہے۔ اگر کوئی عورت حیض و نفاس کی حالت میں بے نیت قربت غسل کرے تو غسالہ مستعمل نہیں۔ اس سے وضو جائز ہے۔ یہ مسئلہ فتاویٰ رضویہ میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ چار جگہ مذکور ہے۔ ص۲۶۳، ص۲۶۷، ص۴۵۶، ص۵۵۷۔

دیوبندی پھکڑ باز اس مسئلہ پر اپنے مسخرہ پن کا ایسا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اس سے لکھنؤ کے بھانڈ بھی شرما جائیں جس سے دیوبندی مقررین کو یہ فائدہ ضرور حاصل ہوتا ہے کہ ان کی مانگ بڑھ جاتی ہے۔ اور جاہل دیوبندی ان کی اجرت بھی بڑھا دیتے ہیں۔ عوام جاہل سمجھ نہیں پاتے اور مزہ لیتے ہیں —— آیئے ہم آپ کو بتاتے ہیں یہ مسئلہ فقہ کی ایک دو نہیں دسیوں کتابوں میں مذکور ہے، جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ خلاصہ، خانیہ، بحر الرائق، غنیہ، عالمگیری، ردالمحتار مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے جہاں یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے وہیں خلاصہ، اور خانیہ کا

حوالہ بھی لکھ دیا ہے۔ اگر دیوبندیوں کے اندر ذرّہ برابر حیا یا دیانت ہوتی تو اس کو اپنے تمسخر کا نشانہ بنانے سے پہلے حوالہ سے مطابقت کر لیتے اگر حوالہ صحیح نہ ہوتا تو جتنا چاہتے چلاتے ــــ لیکن دیوبندی مولویوں نے اپنا یہ اصول بنا رکھا ہے کہ اپنے عوام کو خوش کرنے کے لئے اور ان سے زیادہ سے زیادہ فیس وصول کرنے کیلئے مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تحریر کردہ فرمودہ ایسے مسائل کو عوام میں پھیلاؤ کہ جاہل اس کو سمجھ نہ پائیں۔ اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ سے بھڑک جائیں۔ خواہ اس میں حنفیت ذبح ہو۔ مشائخ احناف کا استہزاء ہو انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں ــــ ہم ناظرین کے اطمینان کے لئے خانیہ کی عبارت نقل کئے دیتے ہیں۔

ولو وقعت الحائض بعد انقطاع الدم و لیس علیٰ اعضائھا نجاستہ فھی کالرجل الجنب۔ فان وقعت قبل انقطاع الدم و لیس علی اعضائھا نجاستہ فھی کالرجل الطاھر اذا انغمس للتبرّد لانھا لاتخرج من الحیض بھذا لوقوع فلا یصیر الماء مستعملا (جلد اول ص۹ علی ھامش الھندیتہ۔)	خون بند ہونے کے بعد حائضہ پانی میں گرے اور اسکے اعضاء پر نجاست نہیں تو وہ جنبی مرد کی طرح ہے۔ اور اگر خون بند ہونے سے پہلے ٹھنڈک حاصل کرنے کیلئے پانی میں گئی اور اسکے اعضاء پر نجاست نہیں تو یہ پاک مرد کے مثل ہے۔ کیونکہ اس وقت پانی میں جانیکی وجہ سے حیض سے نہیں نکلے گی تو پانی مستعمل نہ ہوگا۔

ہو سکتا ہے جیسے ڈوبنے والا تنکے کا سہارا لیتا ہے کوئی دیوبندی مولوی یا اسے کرایہ پر بلانے والے یہ کہدیں کہ خانیہ کی عبارت میں یہ شرط ہے ــــ کہ حائضہ کے جسم پر نجاست نہ ہو۔ اور فتاویٰ رضویہ میں یہ شرط غائب ہے۔ اسکے جواب کیلئے غنیہ کی عبارت لکھتا ہوں۔ اس میں یہ شرط مذکور نہیں۔

لو وقعت الحائض ان کان بعد انقطاع الحیض۔ فھی کالجنب۔ وان قبل الانقطاع فکالطاھر	اگر حائضہ خون ختم ہونے کے بعد پانی میں جائے تو یہ جنب کے مثل ہے۔ اور اگر خون ختم ہونے سے قبل جائے تو پاک مرد کے مثل ہے۔

جس بنا پر غنیہ میں یہ شرط مذکور نہیں مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے بھی یہ قید ذکر نہیں فرمائی ــــ بات یہ ہے کہ مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ بحث یہ فرما رہے تھے کہ وہ کون سی صورتیں ہیں جن میں استعمال کرنے کے باوجود پانی مستعمل نہیں ہوتا۔

انہیں میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ عورت ایام حیض میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے نہائے یا کسی برتن میں پانی ہو اس میں ہاتھ ڈال دے یا اس میں پورا جسم ڈبا دے ــــ

پانی مستعمل نہیں ہوا۔ یہ سب کو معلوم ہے کہ اگر کسی کے بدن پر نجاست لگی ہوا ور بدن کا وہ حصہ پانی میں چلا جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔ علماء کا قاعدہ ہے کہ جو باتیں معلوم و مشہور ہوتی ہیں اور اس سے بحث بھی نہیں ہوتی ہے۔ تو اس سے صرف نظر کر کے صرف موضوع کے متعلق تحریر فرماتے ہیں یہی علامہ امیر الحاج نے کیا اور یہی مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے کیا۔

اس مسئلہ کی توضیح یہ ہے کہ ماء مستعمل وہ پانی ہے جس سے حدث دور ہوا ہو یا کیا گیا ہو —— یا بہ نیت عبادت استعمال کیا گیا ہو۔ حائضہ اور نفاس والی عورت ایام حیض و نفاس میں لاکھ نہائے پاک نہ ہوگی تو جب وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے پانی میں گئی تو اس پانی سے نہ تو حدث دور ہوا اور نہ بہ نیت قربت اسے استعمال کیا گیا۔ اس لئے یہ پانی مستعمل نہیں ہوا۔ اصلی حالت پر طاہر و مطہر باقی رہا —— لیکن ہی فقہی دقائق کو سمجھنا سب کے بس کی بات نہیں۔ یہ ملکہ اسی کو دیا جاتا ہے جو اللہ عزوجل کا بندۂ خاص ہوتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین۔ اللہ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے بھکڑ بازی کرنے والے اس سے محروم ہیں۔

بعض دیوبندی مقرر اس پر یہ کہتے ہیں جب خون آرہا ہے اور عورت پانی میں جائے گی تو حیض کا خون پانی میں ملے گا۔ جس سے یقیناً پانی ناپاک ہو جائے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً عورتیں ان دنوں میں کرسف استعمال کرتی ہیں جس سے خون باہر نہیں آتا۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ حائضہ جب پانی میں جائے تو اس کا خون بھی پانی میں جائے۔ ثانیاً یہ ضروری نہیں کہ حیض کے دنوں میں مسلسل خون آئے بلکہ ایام حیض میں خون گھنٹہ دو گھنٹہ نہیں چوبیس گھنٹے بھی خون بند رہتا ہے۔ بلکہ فرض کیجئے ایک عورت کو عادت کے دنوں میں ایک گھنٹہ خون آیا پھر ستر گھنٹے تک نہیں آیا اس کے بعد آگیا تو بھی ستر گھنٹہ یا کل بہتر گھنٹے ایام حیض کے مانے جائیں گے۔ اس سلسلے میں فقہ کی چھوٹی چھوٹی کتابوں میں یہ مذکور ہے۔

الطھر المتخلل بین الدمین دو خونوں کے درمیان جو طہر ہے وہ بھی دم

کے حکم میں ہے۔
لیکن بات وہی ہے کہ دیوبندی علم دین سے محروم ہیں۔
عزیز اسعد وارشد حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب زید مجدہم مفتی جامعہ اشرفیہ مبارک پور نے اس پر یہ اضافہ فرمایا[1]
حائضہ کے اس مسئلے کو لے کر پوری دیوبندی برادری مجدد اعظم اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کو گندہ ذہن اور غلیظ آدمی بتاتی پھرتی ہے۔ اب آیئے دیوبندی برادری کے امام اہلسنت مولوی عبدالشکور کاکوروی اپنی کتاب "علم الفقہ" میں لکھتے ہیں۔
"حائضہ یا وہ عورت جس کو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے (یعنی نفاس والی عورت) خون بند ہونے سے پہلے اگر نہائے اور جسم اس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ اور وضو و غسل اس سے درست ہے۔" (صفحہ ۹ ج ۱)
ندائے عرفات کے شاخسانہ نویس اور پوری دیوبندی برادری بتائے کہ ان کے امام گندہ ذہن غلیظ آدمی ہوئے یا نہیں

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیئے سیندور

دیوبندی شریعت

اب ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے دیوبندی مکتب فکر کے صرف دو مسئلے ذکر کئے جاتے ہیں۔

بہشتی زیور حصہ دوم صفحہ پر ہے۔
اگر ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا۔
اب کوئی دیوبندی یہ کہہ سکتا ہے کہ ہاتھ کی تخصیص نہیں جسم کے کسی بھی حصہ میں نجاست لگی ہو تو زبان سے چاٹ لینے سے پاک ہو جائے گا۔ اسی طرح نجس چیز اپنے عموم کے اعتبار سے پیشاب پائخانہ کو بھی شامل ہے ــــــ اب دیوبندیوں کو مبارک ہو تمہارے حکیم الامت نے طہارت کا بڑا آسان طریقہ بتا دیا پیشاب کرو تو اپنی بیگم سے کہو کہ پیشاب کا مقام تین مرتبہ چوس لے تو پاک ہو جائے گا۔ پائخانہ کر کے اپنی بیگم سے گذارش کریں کہ تین مرتبہ چاٹ لو طہارت ہو جائے گی، نہ لوٹے کی ضرورت نہ پانی کی حاجت۔
ــــــ دیوبندیو! طہارت کا کتنا عمدہ طریقہ ہے۔

[1] اضافہ طبع دہم ۱۹۹۹ء

دوسرا مسئلہ تذکرۃ الخلیل ص۹۶ و ص۹۷ پر تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کی نانی سب دیوبندیوں کی امی کے بارے میں ہے۔

"مرض الموت میں تین سال کامل صاحب فراش رہیں ــــ جس مریض کو تین سال مرض اسہال میں اس طرح گذریں کہ کروٹ بدلنا بھی دشوار ہوا۔ اس کے متعلق یہ خیال بے موقع نہ تھا کہ بستر کی بدبو دھوبی کے یہاں بھی نہ جائے گی ــــ مگر دیکھنے والوں نے دیکھا کہ غسل کے لئے چارپائی سے اتارنے پر پوتڑے نکالے گئے جو نیچے رکھ دیئے جاتے تھے تو ان میں بدبو کی جگہ خوشبو اور ایسی نرالی خوشبو پھوٹتی تھی کہ ایک دوسرے کو سونگھاتا اور ہر مرد عورت تعجب کرتا تھا۔ چنانچہ بغیر دھلائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا"

اس پر ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک بار ایک بھنگی بھولے سے لکھنؤ اصغر علی محمد علی کے عطر کے کارخانہ میں چلا گیا۔ جاتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ کارخانے والوں نے اس کو ہوش میں لانے کے لئے عطر حنا اول نمبر، اس کی ناک میں ٹپکایا۔ اور عرق گلاب اور کیوڑہ منہ پر چھڑکا۔ مگر اس کی حالت اور غیر ہوتی گئی اتنے میں ایک بوڑھا بھنگی آگیا اس نے کارخانہ والوں کو ڈانٹا۔ ہاں، ہاں کیا کر رہے ہو مر جائے گا اس کی دوا میں جانتا ہوں۔ وہ سڑک پر گیا اور کہیں سے کتے کا سوکھا ہوا پاخانہ لایا اس کو ہتھیلی پر رکھ کر انگوٹھے سے خوب مَلا۔ جیسے کھینی کھانے والے سُرتی ملتے ہیں جب وہ خوب باریک ہو گیا تو اس بے ہوش بھنگی کی ناک میں ڈالا اسکے اثر سے وہ بھنگی ہوش میں آگیا ــــ یہی حال دیوبندیوں کا ہے ــــ ایک بڑھیا کے پاخانہ میں لاجواب خوشبو محسوس ہوئی یہ اپنے اپنے ذوق کی بات ہے۔

اور خاص بات یہ ہے کہ پاخانہ بہر حال ناپاک ہے، پاخانہ سے لتھڑے ہوئے۔ پوتڑے کو تبرک بنا کر رکھا ــــ یہ ہے دیوبندی شریعت وہ جس کا چاہیں پاخانہ پاک بنا دیں۔ پاک ہی نہیں تبرک بنا دیں۔

فہرست مضامین

خَاتمہ

حصہ دوم

فقیہ الہند حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی شارح بخاری
دامت برکاتہم العالیہ صدر شعبۂ افتا، جامعہ اشرفیہ مبارکپور

اور

حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب رضوی مصباحی زید مجدہم
نائب مفتی و استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور

ناشر

دائرۃ البرکات
کریم الدین پور، برکات نگر، قصبہ گھوسی ضلع مئو (یوپی)